سلطان الخطباء مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سمندری والے کی تقریروں کا مجموعہ

المعروف

بارہ ماہ کی بارہ تقریریں

مفید الخطباء

مؤلف

صاحبزادہ محمد مقبول سرور نقشبندی

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

سلطان الخطبا حضرت علامہ ومولانا غلام رسول صاحب

المعروف سمندری والے علیہ الرحمۃ

کی تقریروں کا حسین گلدستہ

بارہ ماہ کی بارہ تقریریں

المعروف

مفید الخطباء

مؤلف

صاحبزادہ محمد مقبول سرور نقشبندی

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-626046

سلطان الخطباء حضرت علامہ ومولانا غلام رسول صاحب

المعروف سمندری والے علیہ الرحمۃ

کی تقریروں کا حسین گلدستہ

بارہ ماہ کی بارہ تقریریں

المعروف

مفید الخطباء

مؤلف

صاحبزادہ محمد مقبول سرور نقشبندی

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-626046

نام کتاب ——— بارہ ماہ کی بارہ تقریریں
المعروف مُفید الخطباء

مقرر ——— سُلطان الخطباء حضرت علامہ غلام رسول علیہ الرحمۃ

مؤلف ——— صاحبزادہ محمد مقبول احمد سرور نقشبندی

کتابت ——— محمد اکرم جاوید احسن کتابت فیصل آباد

زیرِ نگرانی ——— حاجی محمد صادق

طابع ——— لیاقت علی صادق

باہتمام ——— سیّد حمایت رسول قادری شاہ صاحب

قیمت ——— / روپے

ملنے کا پتہ:

- مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد،
- نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور،
- زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ، لاہور،
- شبیر برادرز ۴۰ بی اردو بازار لاہور،
- مکتبہ فیضانِ محدثِ اعظم ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار فیصل آباد،

انتساب

حضور قبلۂ عالم شیخ الشیوخ، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قاسم فیوضات سرکار لاثانی حضرت قبلہ پیر سید

علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ (علی پوری)

کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے فیضِ نگاہ سے حضرت سلطان الخطباء علیہ الرحمتہ نے عالمِ اسلام میں اپنی خطابت کے نوادرات لٹائے۔ خداوند قدوس جل وعلاء شانہٗ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل ان دونوں نفوسِ قدسیہ کے درجات میں مزید بلندی عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر المحتاج الی المولی القدیر
محمد مقبول سرور نقشبندی، مجددی، قادری، رضوی،
(فیصل آبادی)

ھدیۂ تشکر

حضور قبلہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کے بعد طبیعت اس صدمۂ عظیمہ کی وجہ سے انتہائی مضمحل رہنے لگی۔ ادھر اکثر خطباء و علماء نے بڑی شد و مد سے متعدد مرتبہ تقاضا فرمایا کہ حضرت سلطان الخطباء کے خطبات کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے۔ مگر اضمحلال طبع آڑے آئی۔

تعزیتی اجلاس کی مصروفیت نے بھی اس عظیم کار خیر سے روکے رکھا۔ بالآخر ابھی اسی سوچ و چار میں تھا کہ اب یہ کام کیسے انجام پذیر ہو تو حضرت قبلہ پیر سید حمایت الرسول قادری ناظم مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد نے ڈھارس بندھاتے ہوئے حکم صادر فرمایا کہ یہ کام پہلے کرو اور باقی بعد میں چنانچہ اللہ[1] رسول[2] کا نام لے کر اس کا آغاز کر دیا ہے۔ انجام خدا بہتر فرمائے۔

میں حضرت صاحبزادہ پیر سید حمایت الرسول قادری و دیگر علماء و خطباء کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی اس کار خیر کے آغاز کا سبب بنی۔ اللہ[3] کریم بطفیل نبی[4] کریم ان حضرات کو اور خصوصاً حضرت شاہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

محمد مقبول احمد سرور

---

[1] جل جلالہٗ [2] صلی اللہ علیہ وسلم

[3] جل جلالہٗ [4] صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست

مختصر سوانحی خاکہ:

حضرت سلطان الخطباء رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت سلطان الخطباء علامہ غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۳۶-۱۹۳۵ء میں ایک چشتی نظامی بزرگ کی دعا سے دھلی میں اس عالم شہود میں جلوہ گر ہوئے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

آپ کے والد ماجد حضرت باباجی اکبر علی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ نہایت پاک طینت صوفی منش بزرگ تھے۔ ہمہ وقت تلاوت قرآن کریم پابندی سے نوافل و فرائض کی انجام دہی فرمانے والے اِن بزرگ کی آغوشِ رأفت و رحمت میں تربیت حاصل کرنے والے بچے نے ابتداء ہی میں طبع صوفیانہ پائی اور درویشی کی طرف مائل ہوئے۔

آپ کے اساتذہ گرامی:

قرآن کریم کی تعلیم دھلی میں مولانا قاری عبدالحمید پانی پتی سے حاصل کی اور پھر گیارہ سال کی عمر میں پاکستان چلے آئے۔

یہ ۱۹۴۷ء تقسیم پاک و ہند کا دور تھا۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں حضرت

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی اور حضرت شیخ القرآن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ وزیر آبادی کے اسمائے گرامیہ نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

سلسلہ بیعت:

حضور قبلۂ عالم سرکار نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

دیگر سلاسل میں اجازت و خلافت:

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ عالیہ نوشاہیہ میں حضرت پیر سید مسکین علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گوجرانوالہ) اور سلسلۂ عالیہ خضریہ میں حضرت قبلہ پیر صاحب آف دیول شریف رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز و ماذون تھے۔

انتقالِ پرملال:

مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول شریف بروز جمعرات سوا آٹھ بجے شب آپ نے اس دارِ فانی کو چھوڑتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک فرمایا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

تاریخ وصال:

جناب استاذ الشعراء الحاج صائم چشتی صاحب نے سنِ وصال یوں تخریج فرمایا۔

غلام رسول باولیاء ۱۴۱۸ھ

عظیم الشان جنازہ مبارکہ:

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وسیع گراؤنڈ میں

آپ کا عظیم جنازہ ہُوا۔

نمازِ جنازہ شارح بخاری شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے بعد فیصل آباد کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا جنازہ تھا جس میں ہر مکتبِ فکر کے ہر طبقہ نے شمولیت کی۔

سلسلۂ خطابت:

حضرت سلطان الخطباء علیہ الرحمتہ نے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت سے اپنی خطابت کا آغاز فرمایا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، اسی طرح آپ کا زورِ خطابت مزید نکھرتا چلا گیا۔

اور دیکھا دیکھی آپ ملک کے عظیم خطباء کی صفِ اوّل میں شمار ہونے لگے۔ اور دُنیائے خطابت کے عظیم شہسواروں نے آپ کی خطابت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختمِ نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفٰے میں آپ تحریکات کے ہراول دستے میں شامل رہے۔ حتیٰ کہ وقت کے آمروں نے گولی کا آڈر دے دیا مگر آپ ایک نڈر و بے باک مجاہد کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

سیاسی خدمات:

۱۹۷۵ء میں بھٹو کے دورِ حکومت میں آپ کو ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں پابندِ سلاسل کیا گیا۔ بعدازاں تین ماہ کے لئے ضلع بدر کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ متعدد مرتبہ زبان بندی و نظر بندی بھی کی جاتی رہی۔

ضلع بدری کے دوران آپ کو حکومت کی طرف سے پیشکشیں ہوتی رہیں اور ضیاء حکومت کے دور میں مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا گیا۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

اور ہر مجلس و محفل میں یہ اعلان فرماتے رہے کہ

؎ نہ عزت نہ دولت نہ زر مانگتے ہیں
نظامِ محمد ﷺ مگر مانگتے ہیں!

آخری عمر میں آپ نے سیاست کو خیرباد کہتے ہوئے تمام تر توجہ دینی مذہبی اصلاحی اجلاس پر مرکوز فرمادی۔ اور مسندِ رشد و ہدایت پر متمکن ہوتے ہوئے ہزاروں انسانوں کو فیض یاب فرمایا۔

آپ کے تلامذہ و مریدین کی کثیر تعداد ملک میں مذہبی خدمات انجام دے رہی ہے جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ خداوند قدوس جلّ شانہٗ اس سلسلہ کو تا قیامِ قیامت جاری و ساری رکھے۔ (آمین ثم آمین)

آپ کی مکمل سوانح حیات کے مطالعہ کے لئے مولانا فقیر قادری کی تالیف کردہ کتاب "حیاتِ سلطان الخطباء" عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس کا مطالعہ ہر خاص و عام کے لئے مفید ہوگا۔

عربی خطبہ

جو آپ عموماً ہر خطاب سے قبل ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ط وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَاَوْلٰنَا...... مَلْجَاْنَا وَمَاْوٰنَا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ط نُوْرُهٗ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِهٖ ط لَكَ النُّوْرُ ط وَبِكَ النُّوْرُ ط وَمِنْكَ النُّوْرُ ط وَلِنُوْرٍ نُوْرُهٗ ط وَنُوْرٌ عَلٰى نُوْرِهٖ ط وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ط

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ
وَاَزْوَاجِہٖ وَبَنَاتِہٖ وَخُلَفَائِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ
وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَمِلَّتِہٖ وَسَائِرِ اَھْلِ
السُّنَّۃِ وَجَمَاعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

خصوصی عمل قبل از خطبہ:

جو کہ آپ کا دائمی معمول تھا، جسے اپنے شاگردوں اور مریدین کو ضروری تعلیم فرماتے۔ درود شریف تین مرتبہ، سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص تین مرتبہ، درود شریف تین مرتبہ تمام ارواحِ طیّبات کو ایصالِ ثواب کرنے کے بعد

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ
عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ وَیَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ
صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝

پڑھ کر خطبہ شروع فرماتے جو آپ کے ہر خطبہ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس فقیر کو آپ نے اس عمل کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی اور فقیر ہر خطیب و واعظ مقرر کو اجازت دیتا ہے۔

خُطبہ ماہِ محرّم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۚ یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ؕ

درود شریف

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

نہایت ہی واجب الاحترام بزرگو!

نوجوان ساتھیو!

ذی احترام بہنو اور مائیو!

ماہِ مکرم محرم الحرام شریف کے ابتدائی ایام ہیں، ان ایام میں ہر خطیب کوشش کرتا ہے کہ حضرت امامِ عالیمقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل محامد اور شہادت کا تذکرہ کیا جائے۔

چنانچہ آج میں بھی اسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ کریم بحرمت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم مجھے حق بیان کرنے کی اور اس کے بعد ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

گرامی حضرات!

اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہ، فرماتا ہے کہ۔

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝"

اللہ تعالیٰ نے دو دریاؤں کو چلایا جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔

"بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝"

ان کے درمیان ایک پردہ ہے۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔

"فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝"

پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

"يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝"

ان دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔

مفسرین کرام نے لکھا کہ موتیوں سے مراد حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور مرجان سے مراد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دونوں دریاؤں سے مراد حضرت علی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔

ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان ماتحت آیت کریمہ مندرجہ بالا
کیا بے مثال دریا ہیں اور لاجواب موتی اور بے نظیر مرجان

ایک دریائے شجاعت ہے ـــــ دوسرا دریائے سخاوت ہے۔
ایک دریائے محبت ہے ـــــ دوسرا دریائے مروت ہے۔
ایک دریائے عظمت ہے ـــــ دوسرا دریائے عصمت ہے۔
ایک دریائے ولائیت ہے ـــــ دوسرا دریائے شہادت ہے۔

جب یہ دونوں بے مثال دریا آپس میں ملے تو لاجواب موتی اِن سے برآمد ہوئے

ایک موتی کانِ سخا ہے ـــــ دوسرا موتی منبعٔ وفا ہے
ایک موتی مجسمۂ عبادت ہے ـــــ دوسرا موتی پیکرِ شہادت ہے۔
ایک موتی تصویرِ نبوت ہے ـــــ دوسرا موتی آئینہ رسالت ہے۔

ایک موتی نے اپنی شہادت سے اُمت کی خونریزی کو بچایا۔ تو
دوسرے موتی نے اپنی شجاعت سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی۔
ایک موتی نے شانِ امامت کو دوبالا کیا تو
دوسرے موتی نے شانِ شہادت کو اوجِ مہ کا مقام دیا۔
دونوں موتیوں نے اِسلام کی جو درخشاں تصویر پیش کی تو مرجان نے اِس
میں صبر و رضا کا انمول رنگ بھر دیا۔

؎ حدیثِ عشق دو باب است کربلا و دمشق!
یکے حسین رقم کردہ و یکے زینبؑ! (اقبال مرحوم)

ایک عاشقِ اہلِ بیت نے اِس آیت کا ترجمہ یوں کیا کہ

؎ دوواں دریاواں دے ہین ایہہ دو موتی!
دسیا عالم نوں جنہاں چمکا کے تے!

دُستی شبر شبیر دی شان مولا
مونگے لعل مرجان فرما کے تے

اہلسنّت و جماعت کی سچی پہچان:

اہلِ سُنّت وجماعت دونوں موتیوں کو مانتے ہیں اور جو دونوں کو امام تسلیم نہ کرے وُہ اہلسنّت نہیں کیونکہ قرآن و حدیث میں دونوں کی شانِ عظمت کا تذکرہ موجود ہے۔
آج ایسے گروہ بھی پیدا ہو گئے جو ایک موتی کی شان کے قائل ہیں اور دُوسرے کا نام تک نہیں لیتے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ جب کہ دونوں ایک ہی دریا کے موتی ہیں۔ ایک ہی ناناجان کے نواسے ہیں۔

ایک ہی باپ کے نُورِ نظر ہیں۔
ایک ہی ماں کے کلیجہ کی ٹھنڈک ہیں۔
توپھر ایک کا اقرار تو برحق، مگر دُوسرے کا اِنکار کیوں؟
میاں صاحب فرماتے ہیں۔

بعض رنگاں تے مرمر جاویں!
بعضیاں تورن وٹ کھاویں
بعضیاں منیں بعضیاں منکر
تون منصف کیویں سداویں!

انکار کی وجہ:

ایک موتی (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) کا اِنکار محض اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس موتی نے حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صُلح کی تھی صرف اس وجہ

سے آپ کا ذکر مجالس و محافل میں نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ اس موتی نے اپنے نانا جان کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے صلح فرمائی تھی۔ سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

ارشادِ نبوی:۔

"اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ"

میرا یہ موتی یہ بیٹا امام حسن سیّد ہے۔

"لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

(بخاری)

"مجھے اُمید ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروا دے گا۔"

مخبرِ صادق علیہ السلام نے دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا۔ اب یہ لوگ ایک گروہ کو مسلمان سمجھتے ہیں دوسرے کو نہیں۔

غلط عقیدہ:۔

ایک طرف یہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام معصوم عن الخطاء ہوتا ہے اور اس موتی کو امام بھی سمجھتے ہیں، دوسری طرف اس صلح کو امام کی غلطی قرار دیتے ہیں۔

سنو اگر امام حسن سے یہ اقدام غلط صادر ہوا ہے تو تمہارا عقیدہ امامت غلط اور اگر یہ اقدام صحیح ہے تو امیر معاویہ کی شان کا انکار غلط۔

ہوش کے ناخن لو، اس طرح تم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض میں سرکار کے اس ارشاد (کہ میرا بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔) کے منکر ٹھہرتے ہو اور دائرہ اسلام سے خارج ہوتے ہو۔

لہٰذا دونوں کی شانِ امامت کو تسلیم کرو۔ اور یہی حق ہے اور سچ ہے۔

نعرۂ تکبیر : اللہ اکبر!
نعرۂ رسالت : یارسول اللہ!
خطیبِ پاکستان: زندہ باد!

شانِ اہلبیت وعظمت امامین کریمین کو اسی طرح تسلیم کرو جس طرح اہلسنت وجماعت نے تسلیم کیا ہے سُنّی ہی درحقیقت شانِ اہلبیت بیان کرسکتا ہے جیسا کہ برادرِ اعلیٰ حضرت، حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے ادب گستاخ فرقے کو سنادے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

اہلِ بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم! دشمنانِ اہلبیت

حضراتِ محترم!
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابھی اس عالم شہود میں جلوہ گر نہ ہوئے تھے کہ آپ کی ولادت وشہادت کے تذکرے ہونے لگے۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چچی محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ سرکارِ دوعالم علیہ السلام کے جسمِ منورہ مطہرہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر آپ کے دامن میں ڈال دیا گیا۔

پریشانی کے عالم میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئیں اور خواب بیان کیا۔ سرکار نے فرمایا: کہ یہ خواب تو بہت مبارک خواب ہے۔ انشاء اللہ! میری لخت جگر فاطمہ ایک بیٹے کو جنم دے گی وہ تیری گود میں پرورش پائے گا۔ میرے جسم کے ٹکڑے سے مراد یہی میرا بیٹا ہے جو تیری آغوش میں ڈال دیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف)

علم مافی الارحام ومافی غد

جو حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے اور ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ بچہ ہے یا بچی..... ان کو اس حدیث مبارکہ پر غور کرنا چاہیئے۔

سرکار فرماتے ہیں کہ

"اِنْ تَلِدُ فَاطِمَةُ اِبْنًا"

میری بیٹی فاطمہ بچے کو جنم دے گی اور فرمایا وہ تیری گود میں کھیلے گا۔

سرکار نے کل ہونے والے واقعہ نیز مافی الارحام کی خبر دے کر قیامت تک کے لئے اس باطل عقیدہ کو دفن کر دیا بلکہ ایک مقام پر سرکار نے فرمایا:

"مَابَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ ۝ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۝" (خازن شریف)

"اس قوم کا کیا حال ہے۔ جو میرے علم میں طعن کرتی ہے۔"

آج بھی اس قوم کے لیڈروں نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ معاذ اللہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

مسلمانو! ایسے لیڈروں اور ان کی ایسی کہاوتوں سے بچو جو قرآن وسنت

کے خلاف ہیں، عقیدہ درست ہوگا تو اعمال درست ہوں گے۔

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

؎ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

ولادت باسعادت:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خانوادۂ نبوت کے اس بے مثال شہزادہ نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے اس کرۂ ارضی کو سرفراز فرمایا تو سرکار ابد قرار اپنی لختِ جگر کے ہاں خراماں خراماں تشریف لے گئے اور اپنے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی۔

لوگو! توجہ فرماؤ:

یہ کس کی ولادت ہے اور تشریف لانے والا کون ہے؟

کسی کے بیٹے کی ولادت ہو تو اگر اس کا پیر و مرشد تشریف لے آئے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ ساری عمر مرید کہتا ہے میرا یہ نورِ نظر وہ ہے جس کی ولادت پر میرے مرشدِ گرامی تشریف لائے تھے۔ مگر یہ پیدا ہونے والا سید الشہداء ہے اور تشریف لانے والا سید الانبیاء۔ یہ بیٹا کیسا پیارا بیٹا ہے جس کی ولادت پر دونوں عالم کا تاجدار تشریف لایا۔

؎ یہ بچہ پیارا بچہ چاند ہے عرشِ ہدایت کا
یہ بانی ہے بناءِ لَا اِلٰہ کی ولایت کا

یہ بچہ جب جواں ہوگا جہاں میں دھوم ڈالے گا
مدینہ چھوڑ کر جنگل میں اپنا گھر بنا لے گا

؎ یہ وُہ بچہ ہے جس کے مدح خواں ارض و سما ہونگے
یہ وُہ بچہ ہے جس بچے کے بچے بھی فدا ہونگے
(دائم اقبال مرحوم)

یہ وُہ فرزند دلبند ہے۔

جس کا نانا سیّد الانبیاء
جس کا بابا سیّد الاولیاء
جس کی امّاں سیّدۃ النساء
جس کا بھائی سیّد الاسخیاء
اور جو خود ہے سیّد الشہداء
اللہ اکبر!

؎ حُسین اُس باپ کا بیٹا ہے جو ولیوں کا والی ہے
حُسین اُس ماں کا بچہ ہے جو ہر نسبت میں عالی ہے

حُسین اُس باپ کا بیٹا ہے رُتبہ ھل اَتیٰ جس کا
حُسین اُس ماں کا بچہ ہے لقب خیر النساء جس کا

حُسین اُس باپ کا بیٹا ہے جو کانِ سخاوت ہے
حُسین اُس ماں کا بچہ ہے جو بُستانِ مروّت ہے

حُسین اُس باپ کا بیٹا ہے جو دانائے قرآں ہے
حُسین اُس ماں کا بچہ ہے جو ہمدردِ غریباں ہے

یہ بچہ مُسکراتا ہے دو عالم جھوم جاتے ہیں۔

فرشتے فاطمہ کے لال کا جھولا جھلاتے ہیں۔

اللہ اکبر!

یہ کیسا پیارا بچہ ہے کہ

جس کی تنویر ـــــ تنویرِ مصطفےٰ

جس کی تقریر ـــــ تقریرِ مصطفےٰ

جس کی تصویر ـــــ تصویرِ مصطفےٰ

جس کی تحریر ـــــ تحریرِ مصطفےٰ

جس کی تشہیر ـــــ تشہیرِ مصطفےٰ

جس کی تاثیر ـــــ تاثیرِ مصطفےٰ

جس کا جمال ـــــ جمالِ رسول

جس کا کمال ـــــ کمالِ رسول

جس کا خیال ـــــ خیالِ رسول

جس کا وصال ـــــ وصالِ رسول

جس کا ہے قال ـــــ قالِ رسول

جس کا ہے حال ـــــ حالِ رسول

نہیں نہیں جو ہو ہی آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ)

؎ جس کا نانا نبی جس کا بابا علیؓ
اُس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اُس حسینؓ ابنِ حیدرؓ پہ لاکھوں سلام

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی ؕ"

؎ خُدا بولدا نئیں اوہ بے مثل ذات اے
خُدا بولدا اے جداں بولے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور جب یہ لال بے مثال ہے تو اُسے گھٹی بھی بے مثال دی گئی۔

کِسی کو گُھٹی ملتی ہے ــــــ کھجور کی
کِسی کو گُھٹی ملتی ہے ــــــ چینی کی
کِسی کو گُھٹی ملتی ہے ــــــ شہد کی
مگر اس شہزادے کو گھٹی ملی۔
زبانِ مصطفےٰ کی۔
لعابِ دہن رسُول کی۔
وُہ زبان کہ جس کا لعاب کھاری کنویں میٹھے کر دے۔
اور وہ زبان جو امرِ کن کی مظہر ہے۔

؎ وُہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں!
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام!

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

یہ وُہی زبان ہے جس سے حرام و حلال کے فیصلے صادر ہوتے ہیں۔
یہ وُہی زبان ہے جس سے

ھاں ھاں

کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی مولوی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی مُفتی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی دَرویش نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی پیر نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی فقیر نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی مُفسّر نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی محدّث نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی مجدّد نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ داتا ہجویری نے دی
کسی کے کان میں اذان ــــــ خواجہ اجمیری نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ مہر علی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ غوثِ جلی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ مولا علی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ عُثمانِ غنی نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ فاروقِ اعظم نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ صدّیق اکبر نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی رسُول نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی پیغمبر نے دی۔
کسی کے کان میں اذان ــــــ کسی نبی نے دی۔

مگر حسُین کے کان میں اذان اُس نے دی جس کے لبوں پر خُدا کلام فرماتا ہے۔

؎ نیزے پر کی جس نے قرآن کی تلاوت وہ حسین
ہنس کے جس نے پی لیا جام شہادت وہ حسین

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب اس زبانِ مبارک اور لعابِ دہن کو چوسا اور تاثیر لعابِ دہن مصطفےٰ کے امین بن گئے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس چرخِ نیلی نام کے نیچے اور اس کرۂ ارضی پر چشمِ فلک نے ایسا قرآن کا قاری نہ پہلے ملاحظہ کیا اور نہ اس کے بعد

؎ پنجتن کے گھرانے کی عادت تو ذرا دیکھو!
سر نیزے پہ ہے پھر بھی قرآن سناتے ہیں

بے مثال کھلاڑی، بیمثال گراؤنڈ:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت بے مثال ننھیال، بے مثال ددھیال، بے مثال، ان کے کانوں میں اذان وتکبیر بے مثال۔ ان کی گھٹی بے مثال۔ تو پھر ان کے کھیلنے کی گراؤنڈ بھی بے مثال۔ لوگو!

کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ فیصل آباد کا دھوبی گھاٹ ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ لاہور کا قذافی اسٹیڈیم ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ پشاور کا قصہ خانی بازار ہے۔
کسی کے کھیلنے کے لئے گراؤنڈ کراچی کا آرام باغ ہے۔

مگر اے بیمثال حسین تیرے کھیلنے کی گراؤنڈ اَلَمْ نَشْرَح کا سینہ ہے یا مہرِ نبوت ہے یہ بھی بے مثال ہے۔

؎ ایہدے نانے جہیا کسے دا نہیں نانا!
ایہدی ماں جہئی کسے دی ماں وی نہیں

ابوبکر ــــــ صدیق بنے۔
عُمر ــــــ فارُوق بنے۔
عثمان ــــــ ذی النورین بنے۔
علی ــــــ حیدرِ کرار بنے۔

ھاں ھاں

یہ وُہی زبان ہے جو دشمنوں کو دوست بناتی ہے جو بیگانوں کو اپنا بناتی ہے۔
جو غلام کو آقا بناتی ہے ــــ جو کمترین کو بہترین بناتی ہے۔
جو جہنمیوں کو جنتی بناتی ہے ــــ جو اَرزل کو افضل بناتی ہے۔
جو خالی کو وَالی بناتی ہے ــــ جو ذرّے کو آفتاب بناتی ہے۔
جو قطرہ کو دریا بناتی ہے۔
اور یہ لُعابِ دہن وُہی لُعابِ دہن ہے۔

جو کٹے بازُو پر لگے تو بازُو دُرست۔
دُکھتی آنکھوں پر لگے تو آنکھیں دُرست۔
کڑوے کنوئیں میں پڑے تو میٹھا ہو جائے۔
حضرت قتادہ کی کٹی آنکھ کو لگے تو بالکل ٹھیک۔
حضرت صدیق کی ایڑھی پر لگے تو زہر کا اثر زائل۔
حضرت عبداللہ ابن عباس کے دہن میں آئے تو مفسرِ قرآن بنا ڈالے۔
فرمایا: بیٹا تُو نے بھی کربلا میں تین دن کی پیاسی زباں سے نیزے پر قرآن پڑھنا ہے آ۔ اور میری زبان چُوس لے کہ کہیں تجھے پیاس نہ لگ جائے۔ اور آ آ میرا لُعابِ دہن چُوس لے۔
کہیں قرآن پڑھتے ہوئے تجھے لُقمہ نہ لگ جائے۔

؎ اَگے ہوئی وی نہیں، اَج کوئی وِی نہیں؛
اَگوں ہوون دا کوئی اَمکان وِی نہیں

چڑھ کے مہرِ نبوت تے کھیڈ دا اے
اَیسی بِھنی کِسے نوں تھاں وِی نہیں؛

نعرۂ تکبیر: اَللہُ اکبر!
نعرۂ رِسالت: یَارسُول اللہ ﷺ
سُلطان الخطباء: زندہ بَاد!
مُسلمانوں:
کوئی کِسی گراؤنڈ میں کِرکٹ کھیلتا ہے۔
کوئی فٹ بال کھیلتا ہے۔
کوئی کبڈی کھیلتا ہے۔
کوئی بیڈمنٹن سے گیم کرتا ہے۔
مگر حُسین مُصطفٰے کے کندھوں پر بیٹھ کر وَاللّیل کی زُلفوں سے کھیلتا ہے۔
اُس کی لگامیں بناتا ہے۔
اور جب صحابہ دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں، اے حُسین مُبارک ہو۔
"نِعمَ المرکبُ ھٰذَا"
یہ سواری جو تجھے مِل ہے بڑی بے مثال ہے۔
نبی جواب دیتے ہُوئے فرماتے ہیں، "نِعمَ الرَّاکبُ"
سواری کو بے مثال کہنے والو، سوار کو بھی دیکھو یہ بھی تو بے مثال ہے۔

؎ جِسدی مثل مثال نہ کوئی اُوہ تے اکو ذات شبیر اے
حسبوں نسبوں ارفع اعلیٰ اَساں مَنیاں جگ دا پیر اے

؎ صورت ساری پاک نبی دی اتے مٹھوں بدر منیر اے
اعظم شکل حسین سخی دی نری حیدر دی تصویر اے

سامعین محترم:
ابھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغوشِ نبوت میں ہی تھے کہ اچانک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ معنبرہ سے آنسو مبارک ٹپک پڑے۔

سیدہ مخدومۂ کونین حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا:
حضور اباجان یہ وقت تو خوشی کا ہے اور آپ گریہ فرمارہے ہیں۔
فرمایا: بیٹی ابھی ایک فرشتہ آیا تھا جس نے مجھے ولادت حسین کی مبارکباد کے ساتھ ساتھ اس کی شہادت کی خبر بھی دی ہے اور کہا ہے کہ آپ کی امت ہی آپ کے اس شہزادے کو شہید کردے گی۔

ولادت وشہادت:

بے مثال حسین کی ولادت کی مبارکباد بھی بے مثال۔
بچہ پیدا ہوا رانا صاحب کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔
بچہ پیدا ہو میر صاحب کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔
بچہ پیدا ہو نواب صاحب کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔
بچہ پیدا ہوا امیر کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔
بچہ پیدا ہو وزیر کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔
بچہ پیدا ہو شیر کا ـــــ مبارکباد دیتے ہیں فرشی۔

مگر میرا آقا حسین جب پیدا ہوا تو مبارکباد دینے والا تھا عرشی۔

مُبارک لانے والا عرشی۔
مُبارک لینے والا عرشی۔
مُبارک بھیجنے والا تھا ربّ العالمین۔
مُبارک لانے والا تھا رُوح الامین۔ اور
مُبارک لینے والا تھا رحمۃ اللعٰلمینؐ۔

بے مثال حُسین کی شہادت بھی بے مثال، جسے خُود زبانِ نبوت نے بیان فرمایا۔ فرمایا بیٹی:

؎ اَج مینوں اوہ ویلا یاد پیا آوے جد ظالم ظُلم کریسن
میرے ایس حُسین دے گل تے تلواراں تیر چلیسن

سیّدہ کلیجہ تھام کے عرض کرتی ہیں، حضورؐ اُس وقت علی کہاں ہوں گے، میں کہاں ہُوں گی اور آپ کہاں ہوں گے تو فرمایا:

؎ نہ توں ہوسیں تے نہ میں ہوساں، نہ ہوسی شیر خُدا دا
اِک اکلّی زینب ہوسی جھڑی تک سی حال بھرا دا

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چنانچہ وُہ وقت بھی آیا کہ دسویں محرّم تھی، ظُہر کا وقت تھا، جُمعہ کا دِن تھا۔
شہزادہ قاسم شہید ہو چکا تھا۔
علی اکبر کی جوانی لُٹ چکی تھی۔
عون و محمّد قُربان ہو چکے تھے۔
علی اصغر کے حلقوم نازک پر تیر لگ چکا تھا۔

عباس علمدار بازو کٹوا چکے تھے۔
امامِ عالی مقام اب تنہا رہ چکے تھے۔
فرمایا: ہمشیرہ زینب اب اللہ کے حوالے میں جا رہا ہوں لاؤ سب میری بچیاں، بیویاں، لونڈیاں، علی عابد اچھی طرح میری زیارت کرلیں اور خوب جی بھر کر مجھے دیکھ لیں پھر مجھے تلاش کرتے رہو گے مگر میں نہ مل سکوں گا اور سب افرادِ اہلِ بیت سے باری باری ملے اور کہا

الوداع الوداع آلِ پیمبر الوداع
الوداع الوداع اولادِ حیدر الوداع

پھر گلے لگ کر سکینہ سے کہا
اے میری مظلوم دختر الوداع

پھر گلے چمٹا کے عابد سے کہا
اے میرے بیمار دلبر الوداع

اور سب کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھ کر فرمایا:

رج رج تک لئو حسینی اکھیو مُڑ تساں نہیں آوناں
رج رج تکو پیاس بجھاؤ مُڑ نہیں پھیرا پاوناں!

سیدہ زینب سے پھر فرمایا:
میری وصیتوں اور نصیحتوں پر سختی سے عمل پیرا رہنا۔ میرے بعد آہ وفغاں نالہ وشیون اور کسی قسم کی بے صبری نہ کرنا۔ یہ خاندانِ نبوت کی عصمت وعظمت کے شایانِ شان نہیں اور پھر جس طرح میں نے صبر کیا ہے اس طرح تم نے اگر صبر نہ کیا تو میرا صبر داغدار ہو جائے گا۔

خبردار : ناناجان نے فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَىٰ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"

"جو شخص رخسارے پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلوں کی طرح واویلا کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

میری تینوں بیٹیوں کا خیال رکھنا۔

عرض کیا: تیسری بیٹی کون سی ہے؟

فرمایا: ایک صغریٰ، ایک سکینہ اور تیسری بیٹی مسلم کی وہ شہزادی ہے جس سے میرا وعدہ تھا کہ اگر تمہیں بھائی یاد آئیں تو میرے اکبر و اصغر کو بھائی سمجھ لینا اور جب باپ یاد آئے تو مجھے چچا نہ کہنا باپ سمجھ لینا۔ بیٹی آج کے بعد میں تیرا باپ ہوں اور اکبر و اصغر تیرے بھائی مگر میرے بعد اب اسے منہ بولا باپ اور بھائی بھی نہ مل سکیں گے۔ اس لئے میری وصیت ہے کہ میری بیٹیوں سے زیادہ مسلم کی اس بیٹی کو پیار کرنا۔

روضۂ رسول پر جب پہنچو تو میرا عاجزانہ سلام عرض کر دینا اور کہنا ناناجان آپ کے نواسہ نے وعدہ وفا کر دیا ہے۔ آپ بھی اب اپنا وعدہ وفا فرما دینا۔ میرا وعدہ تھا حق کی خاطر کنبہ کٹوانا اور آپ کا وعدہ تھا قیامت کے میدان میں اُمت کی مغفرت کروانا۔

آپ نے مختلف ضروری وصایا اور نصائح فرما کر الوداعی سلام کیا اور جب خیمے سے نکلے تو بیبیاں آنسو بہانے لگیں۔ بیٹیاں رونے لگیں۔ علی عابد بیمارِ کربلا عصاء کے سہارے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

فرمایا: عابد او میرے بیمار بیٹے تم کہاں چلے۔

عرض کیا، ابا جان آپ کے بعد میں نے دُنیا سے کیا لینا ہے مجھے بھی اجازت دِ یجئے۔ آپ پر قُربانی پیش کر کے اپنے بھائیوں سے جا ملوں۔

سینے سے لگا کر فرمایا:

بیٹا تُو بیمار ہے اس لئے آرام فرما۔ میرے بعد نسل حُسینی تجھ سے چلے گی۔ ابھی تُو نے کیا دیکھا ہے۔ ابھی تو تُو دیکھے گا۔ تیرے ہاتھوں میں کڑیاں پیروں میں بیڑیاں ہوں گی۔ شام کے بازار ہوں گے تو میرے حُسینی لُٹے پھٹے قافلے کا سردار ہو گا۔ تجھے اور تیری پھُپھی کو معہ بچیوں کے قیدی بنا لیا جائے گا۔

میں تجھے اپنے پیچھے اس قافلے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں۔ اب جو آگے بڑھے تو یکدم رُک گئے آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب آگیا اور اس خیال نے رُلا دیا کہ

؎ جدوں معراج نبی نوں ہویا جبرائیلؑ براق لیایا
جدوں علی خیبر نوں چلے نبی پاک نے آپ چڑھایا
اَج کوئی نہیں رہ گیا واگاں پکڑن والا جدوں وار حُسین دا آیا

اکبر گیا میں نے سوار کرایا۔
قاسم گیا میں نے سوار کرایا۔
عبّاس گیا میں نے سوار کرایا۔
سب کو میں نے اپنی اپنی باری پر سوار کرایا۔
مگر جب میری باری آئی تو کوئی سوار کرانے والا نظر نہیں آتا۔ سب ایک ایک کر کے شہید ہو چکے ہیں۔

؎ اَج کوئی نہیں رہ گیا واگاں پکڑن والا جدوں وار حُسین دا آیا
بی بی زینبؑ خیموں باہر منہ تے بُرقعہ پایا
پکڑ رکاب گھوڑے دی کہندی آ چڑھ اَمڑی دیا جایا

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود باپردہ ہو کر رکاب تھامی، اور امام حسین سوار ہوئے اور سواری کو ایڑھ لگائی مگر سواری آگے نہ بڑھی۔

فرمایا: اے عربی سواری۔

باوفا سواری تو بھی اب کربلا میں میرا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ صبح سے سواریاں اٹھا اٹھا کر تو تھک چکی ہے۔ مگر میں اب سوار ہونے والا آخری فرد ہوں، میرے بعد تجھ پر کوئی سوار نہ ہو گا۔

آپ نے غور سے دیکھا تو سواری آبدیدہ ہو گئی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سواری اپنے آقا سے وفا کر رہی ہے کہ سواری کے اگلے دونوں قدموں سے سکینہ بنت الحسین لپٹی ہوئی ہیں، جب امام عالیمقام نے بیٹی کی طرف دیکھا تو بیٹی پکار اٹھی۔

"اے سواری میں تجھے ہرگز نہ جانے دوں گی۔ صبح سے جو فرد بھی تو لے گئی وہ واپس نہ آیا۔ اب میرے ابا جان کو بھی لے جا رہی ہے۔ اس لئے میں تجھے کبھی بھی چلنے نہ دوں گی۔"

امامِ عالیمقام نے دیکھا تو

یہ دیکھ کر کہ دل شہہ دیں کا پھٹ گیا
گھوڑے سے اپنے کود پڑے شاہ کربلا

بولے تیری یتیمی پہ شبیر ہو فدا!
کوئی کہے یتیم تو مت مانیو برا!

یتیمی کا لفظ جب پہلی مرتبہ سنا تو بڑے درد سے پوچھا کہ یہ یتیمی کیا ہوتی ہے۔ جاتے جاتے فرما دو۔

فرمایا: بیٹی ابھی تھوڑی دیر بعد خود آنکھوں سے دیکھ لو گی۔ عرض کیا: ابا جان

آپ خود بتا دیں۔

؎ ننھے سے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی وہ تشنہ کام!
بتلائیے مجھے کہ یتیمی ہے کس کا نام

فرمایا:

بیٹی نہ پوچھ مجھ سے یہ مصیبت عظیم ہے
دنیا سے جائے باپ تو بچہ یتیم ہے

اور اے بیٹی تو نے مجھے راستہ میں کیوں روک لیا ہے۔ مجھے اب جانے دو ورنہ یہ یزیدی کتے کہیں گے حسین شہادت سے ڈر کر نہیں آرہا۔

؎ کیوں راہ روکی آن کر کر مجھ ملول کی؟

بیٹی میرا راستہ کیوں روکا ہے۔

عرض کیا: ابا جان: یہ بے کفن لاشیں کون دفنائے گا۔ عابد بیمار ہے۔ دوائی کون لائے گا۔ ہم پردہ نشینوں کو مدینہ کون پہنچائے گا۔

اور پھر جب میں یہ لٹا ہوا قافلہ لے کر مدینہ طیبہ پہنچی اور باجی صغریٰ نے مجھ سے آپ کا ایڈریس پوچھا تو میں کیا جواب دوں گی۔

ابا جان مجھے خدارا کچھ تو بتائیں کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ فرمایا:

؎ کیوں راہ روکی آن کر کر مجھ ملول کی!
جاتا ہوں بخشوانے میں امت رسول کی

آپ نے اپنی لاڈلی سکینہ بچی کو پھر خیمہ میں چھوڑا اور میدان کی طرف نکلے اور اب وہ وقت آگیا کہ سیدہ زینب سے بھائی جدا ہو رہا ہے۔
شہر بانو کا سہاگ لٹنے والا ہے۔
سکینہ یتیم ہونے والی ہے اور زین العابدین تمہارہ جانے والے ہیں۔

ساعت آہ و بکا و بیقراری آگئی
سیدِ مظلوم کی رَن میں سواری آگئی

ساتھ والے بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید!
اب حسینِ بے کس و تنہا کی باری آگئی

امام حسینؓ کا آخری خطبہ

امامِ عالی مقام نے یزیدی فوجوں میں پہنچ کر اتمامِ حجت کے لئے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ

"اے گروہِ اشقیا اور یزید کے سپاہیو! آج بھی تم میں رسول اللہ کے صحابی موجود ہیں، ضعیف العمر حضرت انس بن مالک سے پوچھو: کیا تمہارے نبی جن کا تم کلمہ پڑھتے ہو اور میرے نانا جان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق "سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ" ہونے کا ارشاد نہیں فرمایا؟ کیا میں اس نبی کا نواسہ نہیں ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو؟ کیا میں اسی علی المرتضیٰ کا شہزادہ نہیں ہوں جن کے پیچھے تم نے نمازیں پڑھیں کیا میری اماں بنتِ رسول اللہ نہیں ہیں۔

یاد رکھو اگر تم مجھے شہید کر دو گے تو اس روئے زمین پر کوئی نواسۂ رسول نہ رہے گا۔ کیونکہ میرے سوا کسی نبی کا کوئی نواسہ زمین کے اوپر موجود نہیں ہے۔ اور پھر تم نے خود ہی تو مجھے بلایا تھا۔ میری بیعتیں کی تھیں اور میری خاطر مر مٹنے کے عہد کئے تھے۔ میں خود نہیں آیا تمہارا ہی بلایا ہوا مہمان ہوں۔ میرا حق پہچانو اور جہنم کی آگ سے بچ جاؤ۔"

؎ میرے نانا نہیں بولو محمد مصطفےٰ لوگو!
میرے والد نہیں شاید علی المرتضےٰ لوگو!

میری اماں نہیں شاید کہو بنتِ رسول اللہ!
ہمارے گھر میں ہی اُترا نہیں شاید کلام اللہ

اوہ مٹی کے کھلونو دو گھڑی میں ٹوٹنے والو
مجھے گھر پر بُلا کر پھر مجھی کو لوٹنے والو!
بتاؤ قول دے کر پھر بُھلا دینا شرافت ہے
کسی کو گھر بُلا کر پھر دغا دینا شرافت ہے

جواب آیا!
ہمیں سب کچھ معلوم ہے اب اپنی نسبتیں جتلا کر شہید ہونے سے بچنا چاہتے ہو۔ بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ یزید کی بیعت کرلو۔ ورنہ شہادت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

امامِ عالیمقام نے فرمایا: میری شہادت تو یقینی امر ہے۔ میرے نانا جان کی زبان مبارک سے نکلا ہے کہ میرا بیٹا شہید ہوگا۔ مگر میں نے تو اتمام حجت کی ہے تاکہ کل قیامت کو کوئی عذر پیش نہ کرسکو۔ ورنہ میری اماں نے تو مجھے دودھ ہی شہادت کے لئے پلایا تھا۔

اب شمشیرِ حیدری میان سے باہر آگئی اور شجاعتِ مرتضوی کا نقشہ کربلا میں نظر آنے لگا۔ علی کا شیر شہزادہ جدھر بھی جاتا ہے۔ گاجر مولیوں کی طرح کوفیوں اور یزیدیوں کو کاٹ کاٹ کر فی النار والسقر کرتا ہوا اعلان کرتا جاتا ہے کہ اے ابن علی اور اے شہزادہ رسول نورِ دیدۂ بتول تیرا مشن تو یہ ہے کہ

؎ چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر!
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول!

آپ کی شجاعت کو دیکھ کر فرشتے بولے ماشاءاللہ اور حوروں نے نعرہ بلند کیا۔ جزاک اللہ، خود مصطفےٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: سبحان اللہ! میدان کا نقشہ بدل گیا۔

جدھر جاتے ہیں لاشوں کے انبار لگ رہے ہیں۔ اللہ اللہ!

بھوک اور پیاس میں ایک ایک ہزاروں سے لڑے
کیا بہادر ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

تین دن کی بھوک اور پیاس بھی ہے۔
سکینہ کی یتیمی کا احساس بھی ہے۔
مدینہ کی یاد آرہی ہے۔
صغریٰ کی جدائی تڑپا رہی ہے۔

اہلبیت کے پاکیزہ لاشے بھی نظر آرہے ہیں، مگر محمدی کچھار کا شیر اسی طرح لڑ رہا ہے جس طرح خیبر میں شیر خدا لڑ رہے تھے۔

یزیدی کمانڈروں اور سپہ سالاروں نے جب دیکھا کہ اس طرح تو ہم مغلوب ہو کر خائب و خاسر ہو جائیں گے اور یہ شیر ہم سے سنبھالا نہیں جائے گا تو شمر نے اعلان کر دیا کہ چاروں طرف سے حسین پر تیروں اور تلواروں کی بارش کر دو۔ چنانچہ

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر!
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسین پر!

یہ دکھ نبیؐ کی جان کے پالے حسین پر!
تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا!

گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

جب چاروں طرف سے حملوں کی بارش ہوئی تو آپ اس قدر زخمی ہو گئے کہ گرنے لگے۔

؎ بیدل ہو اج گھوڑیوں ڈگا جیویں ڈگ پیا ورق قرانوں؛
بے ادبی دی اوڑک ہو گئی اک کوک اٹھی اسمانوں

اج جنازہ مہر وفا تھا اٹھ چلیا ایس جہانوں؛
اعظم صبر حسین دا ویکھیں نیئں رکیتی ھاے زبانوں

سواری سے نیچے اترے اور فرمایا پانی دے دو۔
جواب ملا یزید کی بیعت کر لو۔
فرمایا: اگر یزید کی بیعت صرف پانی کے لئے کرنا ہوتی تو اپنا کنبہ کیوں شہید کرواتا۔
میں تو پانی وضو کے لئے طلب کر رہا ہوں۔
پینے کے لئے نہیں اگر نہیں دیتے ہو تو میری نماز تمہارے پانی کی محتاج نہیں۔
میں اصغر و اکبر کی خونی زمین پر تیمم کر کے نماز ادا کروں گا۔
میں پیاسا نہیں ساقی کوثر کا نواسہ ہوں۔

؎ پیاسا نہیں ہوں ظالمو فرمایا شاہ نے
آیا ہوں ساتھ چشمہ کوثر لئے ہوئے

اور پھر ایسی نماز ادا فرمائی کہ

؎ سجدے میں سر گلے پہ چھری اور تین دن کی پیاس
ایسی نماز پھر نہ ہوئی کربلا کے بعد!

آپ نے نماز کی نیت کی کیسے حالات ہیں۔
آج اگر کسی شخصیت نے نماز ادا کرنی ہو تو متعین و مخلصین مریدین کہتے ہیں۔

حضور ٹھہریئے گرمی ہے سائے کا اہتمام کرتے ہیں۔
ٹھنڈے پانی سے وضو کرواتے ہیں اور جائے نماز بچھا کر دیتے ہیں۔
مگر جب جانِ اولیاء نے نماز کی نیت کی وضو کروانے والے نہ تھے۔
سائے کی بجائے خیموں کے جلنے کا سینک آرہا تھا اور جائے نماز کی جگہ کربلا کا ریگزار و صحرا اور اس کے تپتے ہوئے ذرے تھے۔ اللہ اللہ!

اذان کہہ گئی عرب میں بلال کی ہستی!
نماز پڑھ گئے کربلا میں مصطفٰے والے

نماز کی تکبیر کہنے لگے سامنے سے تیر آکر پیشانی پر لگ گیا۔ سر جھکا گیا۔ سائیڈوں سے نیزوں کی بارش ہوگئی۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا مولیٰ حسین گلہ و شکوہ تو نہیں کرتا۔ لیکن ایک بات ضرور عرض کرنا چاہتا ہے کہ

نماز خدا دی پڑھن نہ دیندے
مینوں شام شہر دے باسی!

نماز پڑھاں کہ میں لاشاں سانبھاں
ایہہ ہے میرے دل اداسی!

ہلیا روضہ نبی سرورؐ دا!!
آوازا آیا نہ ہو امام اداسی!

جھڑے وی پاسے توں منہ کریں گا
ساڈا کعبہ پھر دا آسی!!

امامِ عالیمقام نے ایک سجدہ کرلیا دوسرا کرنا ہے کہ شمر کا خنجر فضا میں

لہرایا خیمے کی اوٹ سے امام کی ہمشیرہ نے دیکھا اور فرمایا:

اَجے نہ مارِیں میرے وِیر نُوں شمرا

شمر نے کہا زینب آجاؤ مال و منال ملے گا۔ سیم و زر سے لادی جاؤ گی۔ سونا چاندی تمہارے قدموں پہ ڈھیر ہو جائے گا اور گورنر کا قرب مل جائے گا۔

فرمایا: ظالم تو مجھے کیا دے گا۔
میں تو خود اس شان کی مالکہ ہوں کہ

نبوت میرے گھر کی ہے ولائیت میرے گھر کی ہے
سیادت میرے گھر کی ہے شرافت میرے گھر کی ہے

نجابت میرے گھر کی ہے امامت میرے گھر کی ہے
چھڑا لینا گنہگاروں کو محشر میں یہ عادت میرے گھر کی ہے

کہا پھر کیوں کہتی ہو کہ

اَجے نہ مارِیں میرے وِیر نُوں شمرا

فرمایا: تو نے درمیان میں ٹوکا ہے۔ پوری بات تو سن اور فرمایا:

اَجے نہ مارِیں میرے وِیر نُوں شمرا
اَجے پُوری نماز نہ ہوئی

میرے امام نے خنجر کی تہہ کے نیچے سے فرمایا: ہمشیرہ فکر نہ کرنا۔

اَج حُسین اِنج پڑھے گا تا حشر نہ پڑھسی کوئی؛

سرِ امام سجدے میں تھا کہ شمر نے خنجر چلا دیا۔ تو پھر

؎ شمر کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا
بزمِ حق روشن رہی حق کا دیا جلتا رہا

چشمِ گریاں مزرعِ دیں میں گوہر بوتی رہی
کٹ گیا سر پہ نمازِ حق ادا ہوتی رہی!

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ"

امامِ عالیمقام کی شہادت سُننے اور پھر سُن کر زاروقطار رونے والو اُسوۂ حُسینی پر بھی عمل کرو۔ امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بوقت شہادت بھی نماز کو نہ چھوڑا۔ حُسینی بنو۔ اور نمازی بنو۔ کردارِ حُسین تو یہ ہے کہ

؎ ہر ہر پاسوں، پُر پُر جُسہ اوہدا تیراں نال پرو تا!!
کر تیمم گھوڑے اُتے اوہ نیت نماز کھلوتا

آخر تیر لگا وِچ تالو تے ہو بے ہوش گیا سی!
مُنہ تھیں اللہ اکبر کہہ کے سجدے وِچ پیا سی

مسلمانو! اگر تم سچے عشاقانِ حُسین ہو تو آج کے بعد کوئی نماز نہ چھوٹنے پائے۔ اللہ کریم مجھے اور آپ سب کو اسوۂ شبیری پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ"

خطبہ ماہِ صفر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

"اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ؕ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ؕ"

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

دُرُودِ شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

واجب الاحترام سامعین حضرات!

یہ ماہ صفر المظفر شریف ہے۔ اس میں بہت سارے بزرگانِ دین، اولیائے اللہ کے اعراس منائے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی، امام ربّانی حضرت مجدد

الف ثانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی حضرت داتا علی ہجویری، حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی علیہم الرحمتہ کے ایام الوصال اسی ماہ میں واقع ہیں۔

لہٰذا میں مجموعی طور پر شان ولائت کے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ قرآنِ کریم کی جس آیتِ مبارکہ کو تلاوت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسمیں مجموعی طور پر تمام اولیاء اللہ کی شان بیان فرماتے ہوئے فرماتا ہے کہ

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

"خبردار : بے شک، اللہ کے دوستوں کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"

اللہ کریم جلّ شانہ، نے ایک ولی کی بات نہیں فرمائی بلکہ تمام اولیاء کی بات فرمائی ہے۔ یعنی کہ وہ ولی کسی بھی سلسلے کے ہوں، کسی رنگ کے ہوں، کسی نسل کے ہوں، کسی علاقے کے ہوں، نقشبندی ہوں، قادری، چشتی، نظامی، شاذلی، خضری، نظامی، اویسی ہوں تمام کا ذکر فرمایا۔

اسی لئے ہمارا ایمان ہے کہ

؎ اللہ والے سارے ہین اساڈے رہنما
باہجوں ایہناں ولیاں دے ملے نہ خدا

؎ ہندے نہ بیڑا تے دنیا ویران ھائی
سکھاں تے ہندواں کوں بھلا رحمان ہائی

بیراں فقیراں دتا کلمہ پڑھا
باہجوں ایہناں ولیاں دے ملے نہ خدا

ہر مکتبِ فکر کا دعویٰ ہے کہ ولی ہم میں ہیں ہم کہتے ہیں کہ ولی ہم میں ہیں۔

غیر مقلد ولی نہیں۔

بھئی سیدھی سی بات ہے کہ ولی مشرک نہیں ہوتا اور مشرک ولی نہیں ہوتا تو جو مکتبِ فکر کسی امام کی تقلید کو شرک کہتا ہے۔ اس میں ولی کیسے ہو سکتے ہیں، کیونکہ اولیاء اللہ تمام کے تمام مقلد ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری حنفی مقلد، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری حنفی مقلد، حضرت سرکارِ لاثانی حنفی مقلد، حضرت محدث علی پوری حنفی مقلد، حضرت پیر مہر علی حنفی مقلد، حضرت خواجہ سیالوی حنفی مقلد، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری حنفی مقلد، حضرت شاہ احمد رضا حنفی مقلد، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی حنفی مقلد، حضرت محدث اعظم حنفی مقلد، حضور شہنشاہِ بغداد حنبلی مقلد۔ لہٰذا یہ سب مقلدین اولیاء اللہ اہلسنت و جماعت سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

گستاخِ رسول ولی نہیں۔

گستاخانِ رسالت میں بھی ولی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان حبِ رسول کا نام ہے اور تمام اولیاء اللہ عشاقانِ رسالت ہیں، ولی ہے تو گستاخِ رسول نہیں گستاخ ہے تو ولی نہیں۔

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا: وہ فرماتے ہیں کہ عشقِ رسول کے بغیر مسلمان ہونا ناممکن ہے۔ چہ جائیکہ ولی ہو۔

؎ نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

؎ نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر!
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اور تلمیذِ اقبال جناب حفیظ جالندھری نے اسی مفہوم کو یوں بیان کیا کہ

؎ محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

گستاخ صحابہ ولی نہیں:

گستاخانِ صحابہ ہرگز بھی ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابہ کرام تمام کے تمام وہ نفوسِ قدسیہ ہیں، جن کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے کہ
"کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط"
"ہم نے ان تمام سے اچھا وعدہ کیا ہے۔"
لہٰذا ان میں سے کسی ایک کا منکر بھی منکرِ قرآن ہے اور دائرہ اسلام سے خارج تو جو مسلمان ہی نہیں وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے۔

؎ اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ!
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہؓ

لہٰذا اولیاء اللہ تمام کے تمام اہلسنت وجماعت سے ہیں کیونکہ یہی جماعت توحید و رسالت، عظمتِ صحابہ و اہلبیت کی دل وجان سے قائل ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی!
دوستدارِ چار یارم تابعِ اولادِ علی!

مذہب حنفیہ دارم مِلّتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

ارشادِ خداوندی:-

خالقِ کائنات نے خود بیان فرمایا کہ ولی کون ہیں،
"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ؕ"
"وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے تقوٰی کو اختیار کیا"!
آیئے! اب دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کریں کہ ایمان والا کون ہے۔

ایمان محبّتِ رسُول کا نام ہے:-

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ
"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ؕ"
(بخاری شریف)
"تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک والد، ولد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبّت نہ کرے"!

محمّد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

ثابت ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کے قلوب میں عشقِ رسالت کے دریا موجزن ہیں
انہی کی بدولت وہ ولائیت کی منزل پر فائز ہیں۔

تقویٰ

تقویٰ بھی عشقِ رسول کا ہی دوسرا نام ہے۔ کیونکہ جب انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوگا۔ تو آپ کی ہر سنت پر عمل پیرا ہوگا اور اس طرح وہ تمام اوامر و نواہی پر کاربند ہوگا۔

اور یہی تقویٰ کی روح ہے کہ اپنے خالق و مالک کے ہر حکم کو اس سے ڈرتے ہوئے ماننا اور ہر نہی پر پرہیز گاری اختیار کرنا اسی لئے فرمایا کہ

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؕ"

"البتہ تحقیق رسول اللہ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔"

جب تم ان سے محبت کرتے ہوئے ان کی زندگی اپناتے ہوئے احکامِ خداوندی بجا لاؤ گے اور برے کاموں و منہیات سے بچو گے تو متقی ہو جاؤ گے۔
مگر عام انسان کو ایمان و تقویٰ کے بعد بھی کامل انسانوں کی معیت اختیار کرنے کا حکم ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ؕ"

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ مل جاؤ۔"

اولیاء اللہ کی معیت کیوں ضروری ہے؟

کیونکہ ایمان اور تقویٰ ایک بہت بڑا خزانہ ہے اور ڈاکو وہیں ڈاکہ زنی کرتے ہیں، جہاں خزانہ ہو، اس خزانے کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ کسی کو محافظ

بنالیا جائے اور مومن و متقی کے محافظین اولیاء اللہ ہیں کیونکہ یہ ہی اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

؎ سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

بڑے بڑے ڈاکو بڑی بڑی مختلف اشکال میں تیرے ایمان اور تقوے کے خزانوں کو لوٹنے کے لئے ہمہ وقت سرگرداں ہیں ان سے بچنا ہے تو صادقین کے دامن میں پناہ لے لے ورنہ یہ ڈاکو تیرا ایمان اور تقویٰ لے اڑیں گے۔

تیرا سب سے بڑا دشمن تو ان ڈاکوؤں کا سردار شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝"

"بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے"

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

؎ ہے شیطان بندے دا دشمن تے فرق دِلاں وِچ پاوے
یاراں کولوں یار پیارے پل وِچ جدا کراوے

کیونکہ ایمان و تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور دل ہی مقام مصطفےٰ ہے۔ شیطان اسی دل پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

کیونکہ:

؎ در دلِ مسلم مقامِ مصطفٰے است!
آبروئے ما ز نامِ مصطفٰے است!

لہٰذا ایمان اور تقوٰی بچانا ہے تو اس کے محافظین کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو۔

؎ تمنّا دردِ دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی!
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

امام فخر الدّین رازی رحمتہ اللہ علیہ

شیطان چونکہ دشمن ہے وہ ان امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھی پہنچ گیا کہ جن کے متعلق مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ

؎ گر باستدلال کارِ دیں بدے!
فخر رازی رازدارِ دیں بدے!!

اگر صرف علوم واستدلال سے دین کا کام جاری ہوتا تو فخر الدین رازی دین کا رازدار ہوتا مگر انہیں بھی مرشد کامل کی ضرورت پیش آئی۔ جبکہ ان کی جان کنی کا وقت تھا عالمِ نزع طاری تھا تو یہ ابلیس لعین آپہنچا۔ اور کہا کہ
اے رازی کیا تو خدا کو ایک مانتا ہے۔
فرمایا: ہاں!
کہا: کس دلیل سے۔

امام صاحب نے تین سو ساٹھ دلائل دیئے۔ شیطان نے رد کر دیئے قریب تھا کہ رازی گمراہ ہو جاتے کہ آپ کے مرشد کامل نے اپنے مقام پر وضو فرماتے ہوئے پانی کا چھینٹا مارا اور فرمایا رازی کیوں نہیں کہتے کہ میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو

ایک مانتا ہوں۔

ثابت ہوا ان ایمان و تقویٰ کے خزانوں کو بچانے کے لئے مرشدِ کامل کی ضرورت ہے۔

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوندے،
باہجوں دودھ نہ بجھدی کھیر سائیں

اور میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

دودھ وجود تیرے وچ شیریں روغن دار سمانی
مرشد لاوے جاگ کرم تھیں تاں جمے دودھ پانی۔

اور عاشقِ مدینہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ رحمتہ اللہ علیہ نے کس اچھوتے انداز میں نصیحت فرمائی ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

بناں مرشد کامل دے سالک کتنے عشق دا راہ نہ مل بیٹھیں،
اِس راہ دے وچ شیطان جیاں کئی ہور بلاواں ہندیاں نے

اور مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم نے فرمایا:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم،
تا غلامِ شمس تبریزے نہ شد

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد،

کوئی چیز خود بخود چیز نہیں بن سکتی۔ لوہا جب لوہار کے ہاتھ میں جائے تو قیمتی تلوار بنتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی غلامی کے بغیر کچھ نہیں بن سکتا۔

مولوی رومی بھی مولائے روم جب بنا کہ جب حضرت شمس تبریزی کا غلام ہوا۔

تو ثابت ہوا کہ ولی وہ ہوتا ہے جو مومن اور متقی اور کسی نہ کسی ولی کا غلام ہو۔ جب کسی ولی اللہ کی غلامی کرے گا تو وہ اپنے فیضِ صحبت سے انسان کو اللہ سے واصل فرما دے گا۔

؎ اللہ اللہ کیئے جانے سے اللہ نہ ملے؟
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں؟

کیونکہ اللہ والوں کا وجود سراپا رحمتِ الٰہی ہوا کرتا ہے یہ اس کی صفات کے مظاہر ہوا کرتے ہیں اور صفت موصوف سے جدا نہیں بلکہ موصوف سے قائم رہتی ہے اگر موصوف ہو تو صفت ہوا کرتی ہے۔ موصوف نہ ہو تو صفت بھی قائم نہیں۔

اللہ کریم ہمہ وقت موجود ہے۔ لہٰذا اس کی رحمت بھی ہمہ وقت موجود ہے اور اگر اس کا حصول چاہتے ہو تو اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ"
"بے شک اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے"

تو جب اس کی رحمت کا وجود ثابت بالمحسنین ہے تو اس کا حصول بھی محسنین سے ہی ہو گا۔ اسی لئے کسی عاشق نے کیا خوب کہا:

؎ در مرشد توں تیرا در ملدا تیرے در توں رب دا گھر ملدا
تاہیوں میں مرشد کامل دی چوکھٹ نوں جا کے چم لیناں

یعنی مرشد کامل کے دربار سے رحمتِ خدا ملتی ہے اور رحمت خدا کو لاتی ہے۔

قرآنِ کریم ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"
"اور اے محبوب، ہم نے آپ کو رحمۃ اللعٰلمین بنا کر بھیجا۔"

اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت ہیں اور رحمت محسنین کے قریب ہے تو بواسطہ مرشد کامل حضور تک رسائی ہوئی اور حضور کے واسطہ سے خدا تک پہنچ گئے۔

مولانا روم نے اسی دقیق نکتہ کو بیان فرمایا:

پیرِ کامل صورتِ ظلِ الٰہ!
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا!

کسی عاشق نے اس کا پنجابی ترجمہ یوں کیا کہ

رب قبر اوہدی پرنور کرے ایہہ نکتہ دسیا رومی نے!
جس دید خدا دی کرنی ایں کرلوے نظارہ مرشد دا

دکھ مک جاندے جد پیندا اے دل وچ لشکارا مرشد دا
تیرا مرشد تیتھوں دور نہیں ہے ایہہ جانن سارا مرشد دا

مرشد دے پاک دوارے تے ہر درد دا دارو ملدا اے
دن رات دعاواں منگیا کرو رہوے وسدا دوارا مرشد دا

مرشد کامل اپنے مرشدین گرامی کے واسطہ سے حضور تک اور حضور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں، اسی لئے ارشادِ خداوندی ہے۔

"وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ"
"اس رستے کی پیروی کرو جو مجھ تک پہنچائے۔"

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

؎ راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں وی آکھاں راہ دے!
بن مرشد دے راہ نہیئوں لبھناں رل مریسیں وچہ راہ دے

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ:

دریا میں جائے نماز بچھا کر دریا عبور فرما رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ذکرِ خدا کر رہے تھے اور پکار رہے تھے۔

"یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ۔ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ"

ایک آدمی جو دریا کے کنارے کشتی کا منتظر تھا۔ اُس نے کہا: بابا جی مجھے بھی اپنے ساتھ لے لو تاکہ میں بھی پار چلا جاؤں۔

فرمایا: تم بھی میرے دامن کو پکڑ کر میرے پیچھے بیٹھ جاؤ اور یہ کہتے جاؤ۔

"یا جنید یا جنید۔ یا جنید یا جنید"

چنانچہ وُہ آپ کا دامن رحمت تھام کر پیچھے بیٹھ گیا اور یہی ورد کرنے لگا۔

"یا جنید یا جنید۔ یا جنید یا جنید"

ابلیس شیطان سے نہ رہا گیا اُس نے اُسے ورغلایا اور اُس کے دل میں القاء کیا کہ جب حضرت جنید یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ پکار رہے ہیں تو تو کیوں یا جنید یا جنید کہہ کر غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ تو بھی یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ پکار تو نے قرآن نہیں پڑھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ"

لہٰذا تُو من دُون اللہ کو پکار کر مشرک کیوں بنتا ہے تو بھی اس کو پکار جس کو جنید پکار رہے ہیں۔

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ مچھلی کے پیٹ میں رات کے اندھیرے اور دریا کی ظلمت میں اللہ کے پیغمبر حضرت یُونس علیہ السّلام نے اللہ کو پکارا

"وَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"

یاد رکھ۔

پکاریں سُننے والا کوئی نہیں۔

گیارہویں والا کوئی نہیں۔

بارہویں والا کوئی نہیں۔

مشکل کُشا کوئی نہیں۔

حاجت روا کوئی نہیں۔ اِلَّا اللّٰہ

بس اللہ ہی اللہ، باقی سب مِن دُون اللہ!

تفسیر بالرائے :-

شیطان نے الٰہ کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ مشکل کشا، حاجت روا۔ گیارہویں والا بارہویں والا۔ اگر الٰہ کا ترجمہ و تفسیر بالرائے یُوں ہو سکتی ہے تو یُوں بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی تیری ماں نہیں، کوئی تیرا باپ نہیں، اِلَّا اللہ!

(معاذ اللہ استغفر اللہ)

اس ابلیس لعین کو یہ بھی معلوم نہیں کہ الٰہ صرف اور صرف معبودِ حقیقی ہوا کرتا ہے اس کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا شرک ہے۔

نا معلوم اِس لعین نے یہ ترجمہ جات کِس یونیورسٹی سے پڑھ لئے ہیں اور

بزعم خود شیخ القرآن بن بیٹھا ہے؟

نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر!

نعرۂ رسالت: یا رسول اللہ!

سامعین مکرم!

میں عرض کر رہا تھا کہ اس لعین نے جب اس آدمی کو ورغلایا تو اُس نے بھی یا اللہ یا اللہ کا ورد شروع کر دیا۔

بس پھر کیا تھا ڈبکیاں کھانے لگا غوطے پہ غوطہ تھا غوطہ جب پانی سر پر سے گزرنے لگا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بازو سے پکڑ کر اُٹھایا اور فرمایا:

اوئے تجھے کیا ہوا۔

کہنے لگا جی بس۔

شرک و بدعت سے بچتا ہوا پانی میں ڈوب گیا۔ کیونکہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور میں، آپ کے فرمان پر یا جنید یا جنید پکار رہا تھا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسے پکاروں جسے جنید بھی پکار رہے ہیں۔ فرمایا:

بندۂ خدا تُو تو ابھی جنید تک نہیں پہنچا۔ اللہ تک کیسے پہنچ سکتا تھا۔

معلوم ہوا خداوند قدوس تک پہنچنے کے بھی کچھ راستے ہیں اور وہ راستے نبیوں صدیقوں شہدا اور صالحین کے راستے ہیں

ہر نمازی نماز میں ہر رکعت میں دُعا کرتا ہے۔

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ"

"یا اللہ! مجھے سیدھے راستے پر چلا"

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ"

"ان لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام فرمایا۔ اور وہ یہی لوگ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ

وَالصّٰلِحِیْنَ ج

"اللہ تعالیٰ نے نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین پر انعام فرمایا"۔
مگر ابلیس کے چیلے نماز میں ان کا راستہ مانگتے ہیں اور جب نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے ہیں تو انہیں کو غیر اللہ کہہ کر اُن کی بے حرمتی کرتے ہیں۔
بتائیں نماز والی بات صحیح ہے یا باہر والی؟

؎ آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں!
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

تو حضراتِ محترم!
ان اولیاء اللہ کے غلام بن گئے تو اللہ کی بندگی حاصل ہو جائے گی۔
علامہ اقبال کہتے ہیں۔

؎ خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

جس طرح دہی دہی والے سے ملتا ہے۔
دودھ دودھ والے سے ملتا ہے۔
سونا سونے والے سے ملتا ہے۔ اسی طرح اللہ بھی کسی اللہ والے سے ملتا ہے۔ رحمتِ خدا اللہ والوں کے قریب ہے۔ اور ان کا فیضان جاری و ساری ہے۔ جب تک خدا موجود ہے۔ اس وقت تک اس کی رحمت کا فیض بھی اولیاء اللہ کی صورت میں موجود ہے۔

؎ درِ فیضِ حق بند جب تھا نہ اب کچھ!
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ

یہ اللہ والے ہیں، دیتے ہیں سب کچھ!
مگر ان سے لینے کا چاہیئے ڈھب کچھ

اللہ کریم اپنے حبیب کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کے صدقے سے ہم سُنّیوں کو ان اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ رکھے۔

آمین ثم آمین!

"وما علینا الا البلاغ المبین"

خُطبہ ماہ رَبیعُ الاوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَبِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا هُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ؕ

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ ؕ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ ؕ

؎ نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیعُ الاوّل!
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں!

مکرم سامعین، محترم حاضرین، معزز مخاطبین:

ماہِ مبارک ربیع الاوّل شریف جلوہ گر ہوگیا ہے یہ وہی ماہِ مبارک ہے جو اپنے دامن میں جشن ظہور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لئے ہوئے ظہور پذیر ہوتا ہے اور عالم اسلام اس جشن کو پوری آب وتاب، شان وشوکت، قدرومنزلت سے دوبالا کرکے اپنے ایمان کو تازگی روح کو شیفتگی بخشتا ہے اور اپنے نبی رحمت کی آمد پر خوشی کا سامان کرتا ہے۔

ربیع الاوّل امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ اللعٰلمین تشریف لے آئے

وہ دن آیا کہ پورے ہوگئے تورات کے وعدے
خدا نے آج ایفا کردیئے ہر بات کے وعدے

سب سے پہلے عید میلاد مبارک ہو:

اس پرمسرت روح افزاء ایمان افروز موقعہ پر سب سے پہلے اپنے سنی بھائیوں کو جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ زندگی میں ایک مرتبہ پھر جشن ظہور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پرمسرت مواقع ہم سب کو اس خداوند قدوس نے نصیب فرمائے۔

حلاوت ایمانی اور جذبۂ روحانی کے ساتھ تشریف رکھیئے اور اپنے آقاؤ مولا جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی برکتیں سمیٹیے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے حبیب پاک علیہ سلام کے اس جشن کو بھرپور

طریقہ سے منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جشنِ میلاد نہ منانے والے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار نہ کرنے والے مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں، یہ میں نہیں کہتا۔ بلکہ مکتبِ فکرِ اہلِ حدیث کے مجدد کہ جن کو مولوی داؤد غزنوی نے مجدد مانا اور ثناء اللہ امرتسری نے بھی وہ اپنی کتاب "الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ" میں فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو حضور کی ولادت کا حال سن کر خوشی نہ ہو اور وہ اظہارِ فرحت نہ کرے۔ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں،

اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ

"میں میلاد و قیام اور صلوٰۃ و سلام میں عجیب لذت پاتا ہوں خلافِ شرع باتیں جبکہ نہ ہوں یعنی غیر شرعی امور سے روکنا چاہیئے نہ کہ اصل میلاد شریف، قیام اور صلوٰۃ و سلام سے۔"

جلوسِ فاروقِ اعظم :-

اب تو منکرینِ میلادِ مصطفےٰ نے حضرت فاروقِ اعظم کے یومِ شہادت پر پورے ملک میں جلوس نکالنے کا اعلان و اہتمام کیا ہے اور دو سال سے مسلسل یکم محرم کو یہ جلوس نکالا جاتا ہے۔

امام حسین کی شہادت پر جلوس نکالنے اور جشنِ میلاد پر جلوس نکالنے کو بدعت کہنے والے خود بدعت کے مرتکب ہونے لگے۔

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!

کل تک کہتے تھے کہ میلاد کے جلوس میں ٹاچیاں نکلتی ہیں اور امام حسین کے

جلوس میں گھوڑے، دونوں میں فرق کیا ہے۔

اب فاروقِ اعظم کے جلوس میں کیا کیا نکلتا ہے۔ خدا ہی جانے، بہر حال اب ہر طرف سے جلوس جائز ہو گیا ہے۔

خدا کرے کہ یہ جائز ہی رہے۔ کہیں پھر بدعت و شرک کے ہیضے کا شکار نہ ہو جائے ہم تو پہلے بھی یہ جلوس نکالتے تھے۔ ان لوگوں نے شرک و بدعت کے فتوے دیئے پھر تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں ان لوگوں نے جلوس جائز کر دیئے۔ تحریک کے بعد پھر ناجائز ہو گئے۔ اب پھر جائز ہیں۔

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یہ سرکار کا معجزہ ہے

یہ سرکارِ دو عالم علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ کے جلوس پر پھبتیاں کسنے والے اور سوقیانہ حملے کرنے والے اب سرکار کے غلاموں کا جلوس نکالتے ہیں، اگرچہ ضد و ہٹ دھرمی سے ہی سہی طوعاً و کرھاً ہی نکالتے ہیں، مگر نکالتے تو ہیں نا۔

مگر ہم انہیں خلوصِ دل سے مشورہ دیں گے کہ آؤ سچے دل سے نکال لو تمہارے مقدر سنور جائیں گے۔ تقدیریں بدل جائیں گی۔

تمہارا شمار غلامانِ رسول میں ہونے لگے گا۔ قیامت کے دن جب انصارِ مدینہ کو بلایا جائے گا۔ کہ ہجرت کے موقع پر میرے محبوب کی عظمت کے جلوس نکالنے والو اور ان کی اتباع میں یہ مبارک فعل کرنے والے قیامت تک کے غلامو آؤ میں تمہیں جنت دوں تو تمہارا بھی نام اسی لسٹ میں آجائے گا۔

بتاؤ فتوے بازیاں اچھی ہیں یا جشنِ ظہورِ مصطفےٰ پر جشن کرنا اچھا ہے اب اگر جلوس نکالنے ہی لگے ہو تو سیدھی طرح آؤ مل کر جشنِ عید میلاد النبی منائیں اور سرکار کی آمد پر خوب جلوس نکال کر محبت و عقیدت کا مظاہرہ کریں۔

؎ مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں!
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے!

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ!
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے!

ڈیرہ غازیخان:

میرے پاس آج سے ۳۵ سال قبل کا ایک اشتہار موجود ہے۔ ڈیرہ غازیخاں جامع مسجد چوکلہ سے میلادُالنبیؐ کا جلوس نکالا گیا جس کی قیادت فیصل آباد کے منکرینِ میلاد کے نامور ملاں نے کی۔

ربوہ میں آج ہی نہیں ہر سال یہ منکرینِ میلاد عید میلادُ النبی کا جلوس نکالتے ہیں اور میلادُالنبیؐ کے جلسوں سے خطاب بھی کرتے ہیں۔ خوب رہی جب اور جہاں چاہا شرک و بدعت کہہ دیا جہاں اور جب چاہا عین توحید بنا دیا۔

؎ پرچمِ شانِ رسالت ہے بلند!
کفر کو گردن جھکانا آگیا

وَلَلاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى:

جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے جشنِ میلاد کی رونقوں میں پہلے سے بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے اب تو بہاڑوں پر اور سعودیہ عربیہ میں بھی جشنِ میلاد منایا جارہا ہے۔ جہاں یہ سب نجدی لوگ رہتے ہیں اور انگلستان وغیر مسلم دیگر ممالک میں عظمتِ میلاد کا خوب خوب چرچا ہو رہا ہے۔

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کا ظہور اور

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ

کا وعدہ ایفا کیا جا رہا ہے۔ شانِ محبوب کی ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بڑھ چڑھ کر جلوہ ریز ہو رہی ہے اور انشاء اللہ ہوتی ہی رہے گی۔

رہے گا یونہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

سرکار کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری اور صحابۂ کرام کا جلوس:

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں جلوہ گری فرمائی تو لوگ مختلف راستوں میں ٹولیوں کی شکل میں جلوس نکالے ہوئے یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔

مسلم شریف کے الفاظ ہیں:

"ینادون فی الطرق یا محمد یا رسول اللہ ؕ"

(مسلم شریف)

عقیدۂ حاضر و ناظر:

مختلف راستوں میں یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے نعرے لگانا صحابۂ کرام کے عقیدۂ حاضر و ناظر کو واضح کرتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت سے ہر راستہ میں موجود ہیں۔

اور جب ثنیات الوداع کی گھاٹیوں سے طلوعِ نورِ خدا کا جلوہ بنی نجار کی لڑکیوں نے ملاحظہ کیا تو دف بجاتی ہوئی پکار اٹھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ۔ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَيْنَا ۔ مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِ

(سیرتِ رسُولِ عربی)

چودھویںؒ کا چاند۔

بنی نجار کی ان شہزادیوں کا عقیدہ تھا کہ یہ چودھویں کا چاند طلوع ہو رہا ہے۔ جناب حفیظ جالندھری نے ترجمہ یُوں کیا۔

بچیوں نے فرمایا:

کہ ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی!
خُوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

کیا یہ سب حضور علیہ السلام کی آمد آمد کی خُوشی اور جلوس نہ تھا؟ بدعت تو بقول مُلّاؤں کے وُہ ہوتی ہے جو رسُول اللہ کے زمانہ کے بعد ایجاد ہو۔ جلوس اور سرکار کی آمد کی خُوشی کا جلُوس تو سرکار کے سامنے نکلا پھر یہ بدعت کیسے؟

پھر اگر اسمیں کچھ قباحت ہوتی تو سرکار خُود انہیں منع فرماتے۔

دُنیا کا کوئی مولوی مُلّاں ثابت کر دے۔

کسی ضعیف روائت سے ہی ثابت کر دے کہ سرکار نے منع فرمایا ہو؟ اسی لئے ہم جشنِ آمدِ رسُول پر خُوشی مناتے جلُوس نکالتے اور اعلان کرتے ہیں کہ

آج میلادُ النّبی ہے کیا سُہانا نُور ہے
آگیا وُہ نُور والا جس کا سارا نُور ہے

میلاد کیا ہے

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اِس دُنیا

میں تشریف لانے کو میلاد کہتے ہیں اور جس محفل و مجلس میں سرکار کی آمد کا ذکر ہو اُسے محفلِ میلاد کہتے ہیں۔

جشنِ آمدِ رسول ﷺ

قرآنِ کریم میں کہیں بھی حضور کے متعلق پیدا ہونے کا ذکر نہیں بلکہ جہاں بھی ہے آمد۔ بعثت اور رسالت کا ذکر ہے۔

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ"

"تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔"

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا ۙ"

"اللہ وہ ہے جس نے اُمیین میں رسول مبعوث فرمایا۔"

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ"

"اور ہم نے آپ کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا۔"

لہٰذا قرآنِ کریم میں جا بجا حضور علیہ السلام کی آمد کا ذکر موجود ہے۔ گویا کہ جب قرآن پڑھو گے اور ذکر آمدِ رسول ہوگا۔ تو خود بخود میلاد شریف اور جشنِ آمدِ رسول منعقد ہو جائے گا۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر محافل میلاد موجود ہیں بلکہ سب سے پہلے محفلِ میلاد کا انعقاد خود خالقِ کائنات نے حضور کی تشریف آوری سے ہزاروں لاکھوں برس قبل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے خود محفلِ میلاد منعقد فرمائی

اللہ تعالیٰ نے دو جلسے منعقد فرمائے۔ ایک اپنی توحید کا اور دوسرا میلاد شریف کا۔

پہلا جلسہ:-

فرمایا: جبریل،

عرض کیا: لبیک یا جلیل۔

فرمایا: آج ساری کائنات کی تمام ارواح کو میری بارگاہ میں حاضر کر۔

نیک بھی آئیں ـــــ بد بھی آئیں۔

اچھے بھی آئیں ـــــ برے بھی آئیں۔

شریف بھی آئیں ـــــ بدمعاش بھی آئیں۔

مجھے ماننے والے بھی آئیں، اور

نہ ماننے والے بھی آئیں۔

یا اللہ: کیوں؟

فرمایا: یہ میری توحید و اقرارِ ربوبیت کا جلسہ ہے۔ اسمیں سب آئیں گے۔

یہ جلسۂ توحید تھا:-

جبریلؑ نے تمام ارواح کو دعوت دی جب یہ تمام ارواح بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگئیں تو اللہ کریم نے اتنے بڑے اجتماع کو دو لفظی خطاب فرمایا اور رخصت فرما دیا۔ فرمایا:

"اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ کوئی جواب نہ آیا۔

پھر فرمایا: "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، پھر جواب نہ ملا۔

تیسری مرتبہ پھر فرمایا:

"اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

ایک آواز آئی :

بلٰی ۔ کیوں نہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ

"اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فَهُوَ مُحَمَّدٌ"

سب سے پہلے جس شخصیت نے کہا ہاں تو ہمارا رب ہے۔ وہ حضور علیہ السلام کی ذات تھی۔ حضور سے سن کر سب نے اقرار کیا۔

اگر حضور یہ اقرار نہ فرماتے تو کوئی بھی اقرار نہ کرتا۔

اسی لئے تو باری تعالیٰ نے فرمایا کہ

"لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ"

(مطالع المسرات)

"اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا"۔

تیری ہی وجہ سے اے پیارے میری ربوبیت کا اظہار ہوا ہے۔ رب تو میں تھا ہی مگر ظاہر تو نے کیا۔ یہ جلسہ توحید تھا۔

تمام کائناتِ انسانی کی ارواح کا اجتماع۔

اجتماع کثیر مگر خطاب بالکل قلیل۔

دوسرا جلسہ

پھر ایک مرتبہ کچھ عرصہ کے بعد فرمایا: جبریل۔

عرض کیا: لبیک یا جلیل، کیا ارشاد ہے۔

فرمایا: آج پھر میں نے ایک جلسہ کرنا ہے۔ جسمیں:

نیک آئیں گے ــــ بد نہیں۔

پاک آئیں گے ــــ ناپاک نہیں۔

جاؤ تمام انبیاء کی ارواح کو میرا پیغام دو اور انہیں میری بارگاہِ لایزال میں آنے کی دعوت دو۔

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ"

تمام انبیاء آئے ـــــ تمام معصوم آئے۔
تمام پاک آئے ـــــ غیر کو آنے ہی نہ دیا۔

توجب ان ناپاکوں کو اللہ نے اس وقت محفلِ میلاد میں نہیں آنے دیا تو آج کیوں آنے دے۔ یہ لوگ اسی لئے محفلِ میلاد میں نہیں آتے کہ یہ پاکوں کی محفل ہوا کرتی ہے۔

جبریلؑ نے عرض کیا: یا اللہ! صرف انبیاء ہی کیوں آئیں۔
فرمایا: جلسہ محفلِ میلاد کا ہے۔ میرے یار کی آمد کا جشن ہے۔ اس میں صرف انبیاء ہی آئیں گے۔

یہ جلسۂ میلاد تھا

اس میں تمام انبیاء کی ارواح آئیں اور اللہ کریم نے ایک طویل پُرتاکید خطاب فرمایا جس میں نبیوں، رسولوں کو اپنے محبوب کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا۔

"ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ"

پھر تمہارے پاس میرا رسولِ ذیشان آئے گا۔

لہٰذا حضور کی آمد کے ذکر سے یہ جلسہ محفلِ میلاد بن گیا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ کیونکہ مُدعا ثابت ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے جشنِ آمدِ رسول اور محفلِ میلاد کا جلسہ خود خالقِ کائنات نے منعقد فرمایا۔

ہم جو محافلِ میلاد کرتے ہیں یہ سُنتِ اللہ ہے اور جو جشن مناتے ہیں یہ تعمیل

ارشادِ خداوندی ہے۔

جو آیتِ کریمہ میں نے تلاوت کی اس میں اللہ کریم نے جشن منانے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ"

"اے محبوب فرما دیجئے کہ اللہ کی رحمت اور فضل کے ساتھ انہیں چاہیئے کہ وہ خوشیاں منائیں"۔

خوشی، فرحت اور جشن۔

تینوں کا مفہوم ایک ہی ہے، اردو میں خوشی، عربی میں فرحت اور فارسی میں جشن یعنی جب تمہیں میری رحمت ملے اور میرا فضل تم پالو تو تم خوشی مناؤ۔ فرحت مناؤ اور جشن مناؤ۔

جشن منانا واجب ہے یا کم از کم مستحب۔

اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کا جشن منایا جانا واجب ہے۔ اگر واجب نہیں تو مستحب ضرور ہے۔ اس لئے کہ "فَلْيَفْرَحُوْا" صیغۂ امر ہے اور علماء اصول فرماتے ہیں کہ

"اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ اَوْ لِلْاِسْتِحْبَابِ ؕ"

"امر یا وجوب کے لئے آتا ہے یا استحباب کے لئے"۔

"اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ" امر ہے۔ لہٰذا نماز مسلمانوں پر واجب ہے۔

"اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ" امر ہے لہٰذا ادائے زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ اسی طرح "فَلْيَفْرَحُوْا ؕ" امر ہے لہٰذا جشن منانا بھی واجب ہے۔

اللہ کی رحمت حضورؐ کی ذات ہے۔

قرآنِ کریم اُٹھایئے اور معلوم کیجئے۔ اللہ کی رحمت کون ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝"

"اور اے محبوب ہم نے آپ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اللہ کا فضل بھی نبیؐ اکرم کا وجودؐ ہے۔

قرآنِ کریم ہی میں موجود ہے کہ

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۝"

"یا نبی اللہ بے شک ہم نے آپ کو شاہد مبشر نذیر داعیا الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور مومنین کو خوشخبری سناؤ کہ (آپ کا بھیجا جانا) ان پر اللہ کا فضل کبیر ہے"۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا وجود مسعود اللہ کی رحمت اور اُس کا فضل ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

"اِنَّ مُحَمَّدًا كَانَ فَضْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَتَهٗ۝"

(تفسیر کبیر زیر آیت بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا)

"بے شک حضور ہی اللہ کی رحمت اور اُس کا فضل ہیں"۔

لہٰذا اس فضلِ خدا و رحمتِ خدا کی جلوہ گری پر فرحت و جشن کا منانا خوشیوں کا اظہار کرنا واجب ہے اور تعمیلِ ارشادِ خداوندی ہے۔

؎ فضلِ ربّ العُلیٰ اور کیا چاہیئے:
مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیئے

دامنِ مصطفےٰ جن کے ہاتھوں میں ہے
اُن کو روزِ جزا اور کیا چاہیئے

جشن منانا بہتر ہے:-

فرمایا: "فَلْيَفْرَحُوا" جشن مناؤ۔
"هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝"
"یہ اس سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو"
اَب جمع کرنا دو طرح کا ہے۔ ایک دینی ایک دنیاوی۔
مال و متاع۔ سیم و زر۔ سونا چاندی۔ روپیہ، پیسہ۔ جمع کیا جاتا ہے۔ فرمایا: یہ سب کچھ میرے محبوب کے جشن پر نچھاور کر دو کیونکہ یہ جشن منانا تمہارے اِس تمام دنیاوی متاع کے جمع کرنے سے بہتر ہے۔
نمازیں۔ روزے۔ حج و زکوٰۃ دیگر تمام نیکیاں جمع کی جاتی ہیں فرمایا: اے نمازیو! میرے یار کا جشن تمہاری نمازوں سے بہتر۔
روزے دارو! میرے محبوب کی خوشی تمہارے روزوں سے افضل۔
حاجیو! میرے مطلوب کی فرحت تمہارے حجوں سے اعلیٰ اور اے زکوٰۃ دینے والو! میرے پیارے کی آمد پر خوش ہونا تمہاری زکوٰتوں سے بالا ہے۔

کیونکہ یہ سب کچھ اسی محبوب کی بدولت ہے اگر وہ نہ آتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا:

ے بزمِ کونین نمائش ہے تمہاری ساری!
حق نے یہ بزم تمہیں سے تو سنواری ساری

اور حضرت حسن رضا رحمتہ اللہ علیہ بڑے اچھوتے انداز میں عرض کرتے ہیں کہ

ے کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر!
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

مولانا ظفر علی خان کو بھی کہنا پڑا کہ

ے سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائیتوں کی غایتِ اُولیٰ تمہیں تو ہو!

لیلۃ المیلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے:

علامہ قسطلانی شارح بخاری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "المواہب اللدنیہ" میں فرماتے ہیں کہ

"لَیْلَۃُ الْمِیْلَادِ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ"

"یعنی کہ شبِ میلاد شبِ قدر سے بھی افضل ہے"۔

شبِ قدر میں قرآن آیا اور شبِ میلاد میں صاحبِ قرآن تشریف لائے۔

اگر شبِ قدر کا جشن منانا جائز ہے تو شبِ میلاد کا جشن منانا بطریق اُولیٰ جائز ہے۔

؎ پُر نُور ہے زمانہ صُبح شبِ ولادت!
پردہ اُٹھا ہے کس کا صُبح شبِ ولادت

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضور تو ایک مرتبہ تشریف لے آئے تم ہر سال ان کی آمد کا جشن مناتے ہو۔
ہم اُن سے عرض کیا کرتے ہیں، قرآن تو ایک مرتبہ نازل ہوا تم ہر سال جشنِ نزولِ قرآن مناتے ہو۔
"مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا"
جو جواب تمہارا جشنِ نزولِ قرآن کے لئے ہے وُہی جواب ہمارا جشنِ آمد صاحبِ قرآن کے لئے ہے۔
"هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"
لاؤ اپنے دلائل اگر تم سچے ہو تو۔

؎ اِدھر آ اُو پیارے ہنر آزمائیں
تُو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اِنشاءاللہ تا قیامِ صُبح قیامت جواب نہ دے سکو گے۔ کیونکہ

؎ نہ خنجر چلے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں!

ہم جانتے ہیں کہ تمہارا مسلک ایک بازیچۂ اطفال ہے۔
تم منانے پہ آؤ تو دیوبند کا جشنِ صد سالہ منالو۔
کوئی بدعت کا فتویٰ نہ لگے۔
کسی کو شرک کا ہیضہ نہ ہو۔

اور کوئی کفر کی مشین نہ چلے۔
مگر جب جشن آمد رسول منایا جائے تو فتووں کی توپیں نصب ہو جائیں۔
تم سنجے گاندھی کے گھر ناشتہ کرو تو جائز۔
ہم میلاد کا حلوہ کھائیں تو ناجائز۔
تمہارے ہاں بچہ تولد ہو تو سب کچھ کرنا جائز۔
حضرت آمنہ کا فرزند جلوہ گر ہو تو ناجائز۔

؎ اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت!
دامن تو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!

ظالمو! کیا رسول محتشم کی جلوہ گری تمہارے بچوں کی پیدائش کے برابر بھی نہیں اور تم اپنے اس نبی (کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہو) کی خوشی اپنے بچوں جیسی بھی نہیں کر سکتے۔ افسوس صد افسوس:

؎ تمہارے ہو بچہ تو خوشیاں منائیں!
خوشی سے یہ جھومیں پھلیں نہ سمائیں

محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے!
تو بدعت کے فتوے تمہیں یاد آئیں

جاؤ تمہیں اپنے بچوں کی خوشیاں مبارک اور سنیوں کو آمنہ کے دُرِ یتیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خوشیاں مبارک۔

؎ قدرت نے دیا ہر ایک کو جو جس قابل نظر آیا!

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست!
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شاعرِ اہلسنّت جناب صُوفی اصغر علی صاحب اصغر آف اڈہ مُرید والا نے کیا مزے کی بات کی ہے۔
وہ فرماتے ہیں۔ مُلّاں جی!

تیرے گھر جم پیندا نِکّا جناں بال اے
جی او جی خوشی نال مُنڈا فِر نہال اے

گھر گھر ونڈے جاندے لڈوواں دے تھال اے
ایدھر وی تے ویکھ ایہہ تے آمنہؓ دا لال اے

ایہدی واری آکھنا ایں خوشیاں مناؤ ناں
مُلّاں جی اساہنوں ایس کم توں ہٹاؤ ناں

ربّ محفلاں سجائیاں نے سرکار واسطے

اللہ کریم نے یہ تمام کائنات جشنِ آمدِ رسول کے سلسلہ میں ہی بنائی ہے۔
حدیثِ قدسی ہے کہ

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"

اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا۔ تو میں کائناتِ افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

زمین بنائی ——— تیرے جشن کی دریاں بچھانے کے لئے۔
عرش بنایا ——— تجھے بلانے کے لئے
لوح بنائی ——— تجھے پڑھانے کے لئے۔
قلم بنایا ——— تجھے تھمانے کے لئے
کرسی بنائی ——— تجھے بٹھانے کے لئے۔

کائنات بنائی ــــــ تیرا جشن منانے کے لئے۔

؎ کیہہ کیہہ نہ کیتا یار نے اِک یار واسطے!
رَب محفلاں سجائیاں نے سرکار واسطے!

دِل یاد لئی بنایا اِسے تعریف لئی زباں
اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

؎ زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے!
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور کاش!

؎ صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ دِن ہوں پھلے کہ پھول کھلے
لوا کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

چراغاں کیا گیا ہے جشنِ میلاد پر:

ہم جشن میلاد پر شامیانے لگاتے ہیں، خدا نے آسمان کا شامیانہ لگا دیا۔ ہم جشنِ میلاد پر دریاں بچھاتے ہیں، خدا نے زمین کا فرش بچھا دیا۔ ہم جشنِ میلاد پر قمقمے روشن کرکے زینت کرتے ہیں، خدا نے ستاروں سے زینت فرما دی۔
ہم ٹیوبیں بلب لگا کر چراغاں کرتے ہیں۔ خدا نے چاند اور سورج سے چراغاں

فرما دیا۔

یہ سب اپنے اپنے ذوق و محبت کی بات ہے۔

خُداوند قدوس نے اپنی قدرت کے مطابق اپنے ذوق کا سامان فرمایا ہے۔

اور ہم اپنی بساط کے مطابق اپنے ذوق کا سامان کرتے ہیں۔

؎ پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
کیئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

حلوے کی تھالی

مَیں نے سُنا ہے کہ کل یہاں سیرت النبی کے ایک پروگرام میں ایک ٹیڈی مُلّاں کو ہماری حلوے کی تھالی نے بہت بدحال کیا ہے اور وُہ کہتا رہا ہے کہ ان کا میلاد کیا ہے بس یہی کہ

؎ آ گئی حلوے کی تھالی
مِل جُل کر ان سب نے کھالی!

آؤ اب کریں قوالی!
صلوٰۃُ اللہ علیک

کیا خُوب سیرۃ النبی کا بیان ہے کہ حضور کی مرغوب و محبوب غذا حلوہ شریف کا تمسخر اُڑانا ہی تو سیرت النبی کا بیان ہے۔

حضور فرماتے ہیں مجھے حلوہ اور شہد سے پیار ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ شریف میں موجود ہے کہ

"یُحِبُّ الحلوا والعسل"

مگر جس چیز سے سرکار کو پیار ہے۔ مُلّاں جی کو اُس چیز سے خار ہے۔

؎ ارے تجھ کو کھائے تپ سقر!
تیرے دل میں کس سے بخار ہے
ہم تو ٹھہرے سرکار کے غلام!

اس لئے حلوا ہمارے آقا کو پسند تو ہمیں بھی پسند۔ اور آپ کی غذا کس آقا کی پسند ہے۔ آپ کا حال تو یہ ہے کہ

ہاتھ میں جب کوّا آیا:

؎ ہاتھ میں جب کوّا آیا!
لڑ جھگڑ کے تم نے کھایا
بعد میں نعرہ یہ گایا!!
خالہ اندرا جی سلام علیک
پھوپھا تارا جی سلام علیک
لعنۃ اللہ علیک!

سیرت النبی پر سب کچھ جائز

میلاد النبی پر چراغاں کرنا بدعت،
جھنڈیاں لگانا ——— بدعت،
حلوہ پکانا ——— بدعت،
اسٹیج بنانا ——— بدعت،
سرکار کی تعریف کرنا شرک اور سیرت النبی کے جلسہ میں ٹیڈی اینڈ کمپنی ملاؤں کو بلا کر یہ سب کچھ کرنا عین سنت اور توحید ہے۔

ے شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب!
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے!

غیض سے جل جائیں بے دینوں کے دل
"یارسول اللہ" کی کثرت کیجئے!!!

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیاتِ ولادت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اُس کا اپنی عادت کیجئے

ذکر اُن کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجئے!
نار سے بچنے کی صورت کیجئے!

اُوہو! بھائی میں معذرت چاہتا ہوں، بہت ٹائم لے گیا رات کا ڈیڑھ بج رہا ہے۔ باقی پھر سہی۔
دُعا کیجئے اللہ کریم ہم سب کو سچا اور پکا عاشقِ رسول بنائے۔
آمین ثم آمین

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ"

—•×•—•×•—•×•—

خطبہ ماہ ربیع الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ رٰکِعُوۡنَ ؕ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلٰنَا الۡعَظِیۡمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ ؕ

واجب الاحترام بزرگو!
عزیز نوجوان ساتھیو!

قابلِ قدر ماؤں اور بہنو:

یہ ماہ مبارک ربیع الثانی شریف کا ہے۔ اسمیں سیّدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہنشاہِ بغداد کا یوم الوصال ہے۔

اسی مناسبت سے آج شانِ ولائیت اور فضائیل حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عرض کئے جائیں گے۔

قرآنِ کریم، فرقانِ حمید، کی ایک آئیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ ؕ

اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تمہارا ولی ہے۔

وَرَسُوْلُہٗ اور اُس کا رسول تمہارا ولی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اور ایمان والے تمہارے ولی ہیں۔ اور ایمان والے کون ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ؕ وہ لوگ جنہوں نے نمازیں قائم کیں۔

وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ ؕ اور ایتائے زکوٰۃ کرتے رہے۔

وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ؕ

اس حال میں کہ وہ امام رکوع فرمانیوالے ہیں:

یہ ہے اس آئیت کریمہ کا لفظی ترجمہ۔

آئیتِ کریمہ سے پہلا امر یہ ثابت ہوا کہ

اللہ بھی ـــــ ولی ہے۔ اور

اُس کا رسول بھی ـــــ ولی ہے۔ اور

ایمان والے بھی ـــــ ولی ہیں۔

کیا یہ شرک ہے؟

پوچھو مُلاں سے کہ یہ شرک ہوا کہ نہیں؟

کیونکہ صفاتِ خداوندی کا کسی مخلوق کے لئے اثبات کرنا ہی مُلّاں کے نزدیک شرک ہے۔

آیتِ کریمہ میں صفتِ ولائیت کا اثبات ذات خُدا کے لئے بھی ہے۔
ذاتِ رسُول کے لئے بھی ہے اور ذواتِ مؤمنین کے لئے بھی۔
تو کیا آیتِ کریمہ میں معاذاللہ شرک کی تعلیم دی جا رہی ہے؟
نہیں ہرگز نہیں۔
یہ شرک نہیں ہے۔

یہ مُشترک ہے:-

بلکہ یہ مشترک ہے۔ شرک اور ہوتا ہے مُشترک اور ہوتا ہے۔ شرک کیا ہے؟ مخلُوق میں سے کسی کو الٰہ جاننا اسکی عبادت کرنا۔
اُسے خُدا سمجھ کر خُدا کی صفات سے متصف کرنا کہ جس طرح خُدا کی تمام صفات ذاتی ہیں، اِسی طرح اس کی بھی ذاتی ہیں یہ شرک ہے۔
اور اگر ایسا نہیں بلکہ خُدا کی صفات کو ذاتی اور مخلُوق کی صفات کو اس خُداوند قدوس کی عطا فرمودہ تسلیم کیا جائے تو شرک نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کئی صفات کا اپنے بندوں کے ذریعہ اظہار فرمایا اور وُہ بندگانِ خدا، صفاتِ خُدا کے مظاہر ہیں اور یہ شرک نہیں، بلکہ مشترک ہے۔

اللہ سمیع و بصیر ہے:-

اللہ فرماتا ہے: "اِنَّہٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ"
"بے شک وُہ (اللہ تعالیٰ) وُہی سمیع بصیر ہے۔"

اِنسان سمیع و بصیر ہے:-

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا: کہ ہم نے اِنسان کو

سمیع و بصیر بنایا۔

"فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا"

"پس ہم نے بنایا اسے (انسان کو) سمیع بصیر"

اللہ خیر المنزلین ہے:۔

حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں۔

"وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ"

"اور تو ہی خیر المنزلین ہے"

یوسف علیہ السلام خیر المنزلین ہے:۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں سے فرماتے ہیں؛

"وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ"

"اور میں ہی خیر المنزلین ہوں"

معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا ذاتی ہے۔

انسان کا سمیع و بصیر ہونا عطائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خیر المنزلین ہونا ذاتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خیر المنزلین ہونا عطائی ہے۔

یہ شرک نہیں بلکہ مشترک ہے۔

بالکل ایسے ہی۔ اللہ تعالیٰ کی ولائیت ذاتی ہے۔

رسول اللہ علیہ السلام کی ولائیت عطائی ہے۔

ایمان والوں کی ولائیت عطائی ہے۔

مُلاں کہتا ہے اللہ ہی ہے بس اور کوئی نہیں۔

قرآن کہتا ہے اللہ بھی ہے۔
رسول اللہ بھی ہیں۔ اولیاء اللہ بھی ہیں۔
لہٰذا مسلک "ہی" والا قرانی نہیں بلکہ مسلک "بھی" والا قرانی ہے۔
اللہ بھی ولی ہے۔
رسول اللہ بھی ولی ہیں۔
ایمان والے بھی ولی ہیں۔
یہی مسلک قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہے۔
جو لوگ اسے شرک کہتے ہیں، انہیں شرک کا مالیخولیا ہو گیا ہے۔
عالم باعمل حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

الله نبی اولیاء بھر دیندے تولیا
جہڑا انہاں نہ منّے اوہنوں مالیخولیا

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ

مُلّاں کہتا ہے کہ بس اللہ ہی اللہ۔ باقی سب غیر اللہ۔ تم نمازیں نہیں پڑھتے۔
"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ"
"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔
نماز میں صرف اللہ ہی کو مددگار کہتے ہو۔ اور باہر نکل کر غیروں کو بھی مددگار مانتے ہو۔ نماز میں کہتے ہو "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ"
اور باہر کہتے ہو "المدد یا غوث اعظم دستگیر"
کبھی کہتے ہو "یا معین الدین چشتی پار لگا دو میری کشتی"۔
بتاؤ نماز والی بات صحیح ہے یا باہر والی۔

مُلّاں جی جواب دیں:

ہم کہتے ہیں، قرآن کہتا ہے۔ اللہ بھی ولی رسُول بھی ولی، ایمان والے بھی ولی، تم بھی جب تلاوت کرتے ہو تو یہ اقرار کرتے ہو کہ

اللہ بھی ولی رسُول بھی ولی۔

ایمان والے بھی ولی۔

مگر جب قرآن پڑھ چکتے ہو تو فوراً مُنکر ہو جاتے ہو اور کہتے ہو بس اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہی اللہ۔ باقی سب غیر اللہ۔

بتاؤ قرآن والی بات صحیح ہے یا باہر والی۔

مُجھ ہی سے ڈرو:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِیَّایَ فَارْھَبُوْنَ ۔ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنَ ؁

صرف مُجھ ہی سے ڈرو۔ صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

میرے سوا کسی سے نہ ڈرو۔

اَب چاہیئے کہ مُلّاں جی صرف اور صرف خُدا سے ڈریں کسی اور سے نہ ڈریں ورنہ شرک ہو جائے گا۔

مگر ہم نے متعدد مرتبہ یہ تجربہ کیا مُلّاں جی اللہ کے علاوہ

سانپ سے بھاؤلے کتّے سے

اپنی بیوی سے اپنے مقتدیوں سے بھی ڈرتے ہیں۔

مُلّاں جی اپنی بیگم سے ڈرتے ہیں:

کل یہاں پر نارنگ منڈی کے ایک مُلّاں نے کہا: ہم حنفیوں کے خلاف

نہیں بولتا۔ کیونکہ میری بیوی حنفیہ ہے۔ اگر میں حنفیوں کے خلاف بولا تو وہ مجھے روٹی نہیں دے گی۔

لہٰذا مُلّاں جی تو اللہ کے علاوہ اپنی حنفیہ بیوی سے بھی ڈرتے ہیں۔

کیا یہ شرک نہیں ہے؟

مَیں نے لاہور ماڈل ٹاؤن کے ایک مُلّاں سے جب یہ سوال کیا تو اُس نے کہا کہ ہم اِن بھاڑے کتّوں اور سانپوں وغیرہ سے اِس لئے ڈرتے ہیں کہ یہ اللہ کے خوف کے مظاہر ہیں، درحقیقت ہم اللہ ہی کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

مَیں نے کہا:

اولیآء و انبیاء اللہ کی امداد و نُصرت کے مظاہر ہیں ہم بھی اِسی لئے اِن سے امداد طلب کرتے ہیں کہ درحقیقت ان کی امداد خُدا ہی کی امداد ہے۔

تُم جو تھانیداروں اور حکمرانوں سے مدد مانگو تو شرک نہیں، ہم اولیاء و انبیاء سے مدد مانگیں تو شرک کیوں؟

سُلطان الواعظین علاّمہ ابوالنور مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں والے مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں۔

کہتے تو ہیں جہاں میں کوئی حاجت روا نہیں؛
ہے ان میں کوئی جو کبھی تھانے گیا نہیں؛

داتا کے ہاں تو مَیں گیا تھانے میں تو گیا
تو گر بُرا نہیں ہے تو مَیں بھی بُرا نہیں؛

وَلی کا معنٰی مددگار ہے:

وَلی کے کئی معنٰی ہیں جن میں سے وَلی کا ایک معنٰی مددگار بھی ہے۔ مُفسّرین

فرماتے ہیں کہ

"اَلْوَلِیُّ هُوَ النَّاصِرُ"

"ولی یعنی کہ ناصر اور مدد گار"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ"

"اور اللہ مومنوں کا مدد گار ہے"۔

اِسی سے لفظ مولیٰ بنا ہے اس کے بھی کئی معانی ہیں، جن میں سے ایک معنی مُددگار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ"

"پس بے شک اللہ وُہ اس کا مُدد گار ہے اور جبریلؑ اور صالح مؤمنین اور ملائکہ اس کے بعد مُدد گار ہیں"۔

فریاد رس و کارساز

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس مقام پر مولیٰ کا معنی کارساز لکھا ہے اِن کے ترجمۃ القرآن میں موجود ہے اور دوسرے مقام پر کئی اور مُعانی بھی کئے ہیں جن میں سے ایک معنیٰ فریاد رس بھی ہے۔ لہٰذا آیت کا ترجمہ یُوں ہوا کہ

اللہ بھی فریاد رس،

جبریلؑ بھی فریاد رس،

صالح مؤمنین بھی فریاد رس اور

ملائکہ بھی فریاد رس۔

تو اگر ہم نے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث ... یعنی فریاد رس کہہ دیا

تو کون سا جرم ہو گیا۔

غوث کا معنیٰ بھی مددگار۔ فریاد رس۔ کارساز وغیرہ ہے اور

غوثِ اعظم:

اس لحاظ سے غوثِ اعظم بہت بڑے فریاد رس ہوئے کیونکہ وہ سب ولیوں کے سردار ہیں۔

میرے غوث جیہا ناہیں غوث کوئی:
تولا ولیاں دا آپ پھر ولیاں میں

میری جھٹ کیتی میراں دستگیری
یا غوث کہہ کے جدوں بولیا میں:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

یعنی کہ ہر ولی اپنی اپنی شان کے مطابق مددگار ہے اور حضورِ غوثِ اعظم ان سب سے بڑے مددگار ہیں۔

دیکھیئے مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "امداد المشتاق" میں اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجرِ مکی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اپنے پیر و مرشد سے استمداد کیا کرتے تھے۔

علماءِ دیوبند کے پیرانِ پیر

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تمام علماءِ دیوبند کے پیر و مرشد

ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھوی۔ قاسم نانوتوی اور دیگر دیوبندی مولوی انہیں کے مرید ہیں۔

یہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرشد حضرت شاہ جی نور محمد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

؎ آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تُم سوا اوروں سے ہر گز کچھ نہیں ہے اِلتجا

بلکہ دِن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خُدا
آپ کا دامن پکڑ کر یُوں کہوں گا بر مَلا!

اے شہہ نُور محمّد وقت ہے امداد کا
آپ ہو نُور محمّد خاص محبُوبِ خُدا

ہند میں ہو نائبِ حضرت محمّد مُصطفٰے
تُم مددگار مَدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی برسن کے باتیں کانپتے ہو دست و پا
اے شہہ نُور محمّد وقت ہے امداد کا

(امداد المُشتاق)

مرثیہ محمُود الحسن دیوبندی:

مولوی محمُود الحسن دیوبندی نے گنگوہی کے مرنے پر ایک مرثیہ لکھا۔ جس میں ایک شعر ہے۔ ؎ حوائج دین و دُنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب!
گیا دُنیا سے وہ قبلۂ حاجات رُوحانی و جسمانی

(مرثیہ محمُود الحسن)

تو معلوم ہوا کہ علماء دیوبند بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اولیاء اللہ مدد گار اور حاجت روا ہیں تو اگر یہ عام اولیاء کی شان ہے تو ان کے سردار جناب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہوگا جو خود فرماتے ہیں کہ

میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

"قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"
"میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر موجود ہے"
جناب صائم چشتی صاحب فرماتے ہیں:

سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی؛
مہر ان کے قدم کی لگائی گئی

چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو!
میرے غوثِ جلی کا مدح خوان ہے

سرکار اعلیحضرت نے فرمایا:

جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

مقامِ غوث الاعظم

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کل اولیاء میں ایسے ہی ہے۔ جیسے ہمارے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کل انبیاء میں۔
آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ مجھے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خوشخبری عطا فرمائی کہ

"یا اباصالح اعطاک اللہ ابنا ھو ولی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالیٰ وشانہ فی الاولیاء والاقطاب کشانی فی الانبیاء والرسل"۔

"اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسا فرزند ارجمند عطا فرمایا کہ جو میرا ولی، میرا محبوب اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ اس کی عظمت وشان اولیاء واقطاب میں اسی طرح ہے جس طرح انبیاء و رسل میں میری عظمت وشان۔ میں نبیوں کا سردار ہوں وہ ولیوں کا سردار ہے۔ میری تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اس کی تائید کے بغیر کوئی ولی نہیں ہو سکتا"۔

؎ غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء

؎ غوث اعظم جانِ من ایمانِ من!!
غوثِ اعظم جانِ جانِ پنجتن

عجیب سماں:

اس شعر میں آپ نے (حضرت سلطان الخطباء نے) جانِ من ایمانِ من کو بغیر اضافت کے پڑھ کر عجیب سماں باندھا اور بار بار یوں پڑھا۔

جان من۔ ایمانِ من۔ اوئے جانِ من ایمانِ من۔ یعنی کہ غوثِ اعظم کو اپنی جان مان اور اپنا ایمان مان یہ آپ کا ایک مخصوص انداز تھا جو انفرادیت کا حامل تھا۔

؎ غوثِ اعظم شاہِ جیلانی نوں جانے زمانہ ایں!
علی بابا فاطمہ مائی محمد ﷺ نانا ایں!

ملی بے پرواہی۔
کل ولیاں تے شاہی۔
دتی ذاتِ الٰہی۔

؎ تاہیوں اس تے ہے میرا ایمان ایہہ رب دے پیارے ہین،
ہے اعلیٰ ولیاں دی شان ایہہ رب دے پیارے ہین

؎ ایہہ لکھی تقدیر نوں موڑن رب نوں منا لیندے
اوہناں رب نال اکھیاں جوڑن جنہوں اپنا بنا لیندے

کرن جس تے نگاہ۔
دل جاوے جس تے آ۔
کر دیندے اولیاء۔

؎ وچ سینیاں دے بھرن قرآن ایہہ رب دے پیارے ہین
ہے اعلیٰ ولیاں دی شان ایہہ رب دے پیارے ہین

ایک بچہ مر گیا:

بہت مشہور واقعہ ہے کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا ایک ہی بچہ تھا وہ فوت ہو گیا تو عورت بہت پریشان ہوئی۔
لگی رونے اور واویلا کرنے۔ کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا جو کہ میرے بڑھاپے کا سہارا تھا وہ بھی وصال کر گیا۔
ہائے میرے مولا: اب زندگی کیسے گزاروں گی؟

لوگوں نے جب اُس عورت کی پریشانی کو دیکھا اور اُس کے واویلا کو سُنا تو اُسے مشورہ دیا کہ اے عورت مت رو اور واویلا نہ کر۔ حضور غوثِ پاک کی آمد ہو گی تو تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

غوثِ الاعظم کا بچپن

ابھی آپ کا بچپن تھا اور عادت شریفہ تھی کہ شام کے ٹائم اپنے ہم عمروں کے ساتھ باہر کی طرف نکلتے اور ذکرِ اسمِ ذات کرتے ہوئے جاتے۔ ساتھ ساتھ بچے بھی ذکر کر رہے ہوتے۔

مَیں اِن بچوں پر اپنے جیسے لاکھوں مولوی قربان کر دوں جنہیں حضرت غوثِ الاعظم کا قُرب اور معیت نصیب تھی۔ گویا کہ وُہ بقول حضرت جمیل قادری رحمۃ اللہ علیہ بڑے فخر سے اعلان کرتے تھے کہ لوگو

خُدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا!

یہ صرف شعر ہی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے حکیم الاُمّت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اِسے تسلیم کیا ہے اور اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

غوثِ پاک کا دھوبی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دھوبی مُرید تھا۔
"الافاضات الیومیہ" میں لکھتے ہیں کہ وُہ دھوبی مر گیا۔ قبر میں نکیرین نے پُوچھا: "مَن رَّبُّکَ" کون ہے تیرا رب اور "مَا دِینُکَ" کیا ہے تیرا دین اور "مَا تَقُولُ فِی حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ" تینوں سوالات کئے تو اُس نے ایک ہی

جواب دیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں سوا اس کے کہ میں غوث پاک کا دھوبی ہوں۔
اب اُنہوں نے کھینچ لی گُرزیں اور لگے مارنے۔
اُس نے کہا، تم مجھے گرزوں سے ڈراتے ہو۔ میرے غوث نے ایڈوانس ہی فرمایا ہُوا ہے کہ

"مُرِیدِی لَاتَخَفْ اللّٰہُ رَبِّیْ"
"میرے مُرید خوف نہ کرنا"

مُرِیدِی لَا تَخَفْ کہہ کر تسلی دی غلاموں کو!
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظمؓ کا

اب نکیرین سوچنے لگے کہ عجیب آدمی ہے جواب بھی نہیں دیتا اور نہ ہی ہم سے خوف زدہ ہوتا ہے۔

اُس نے جوابؓ دے دِیا

آواز آئی: اِسے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں، یہ غوثِ اعظم کا دھوبی ہے۔
رہی بات جواب کی تو جواب ہر سوال کا اُس نے دے دیا ہے۔
ذرا غور کرو:
تم نے پُوچھا تیرا رَبّ کون ہے۔
اُس نے کہا، مَیں غوثِ اعظم کا دھوبی ہُوں۔ کیا مطلب؟
یہی کہ مجھ سے کیوں پُوچھتے ہو۔ مَیں تو غوثِ اعظم کا دھوبی ہُوں۔ لہٰذا جو ربّ غوث کا ہے وُہی میرا ہے۔
تم نے پُوچھا: تیرا دین کیا ہے۔
اُس نے یہی جواب دیا۔

مطلب یہی ہوا کہ جو دین غوث کا ہے وہی میرا ہے۔

اسی طرح تیسرے سوال کا جواب بھی یہی دیا کہ جو عقیدہ سرکار علیہ السلام کے متعلق غوث کا ہے وہی میرا ہے۔

چھوڑ دو اسے مزید تنگ نہ کرو۔
اسے نہ دیکھو اس کی نسبت کو دیکھو۔
ہم بھی اپنی نسبت غوث اعظم سے کئے ہوئے ہیں اسلیئے

ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

ارشادِ غوث الاعظمؓ

سرکار غوث اعظم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو میرا مرید کہئے وہ یقین رکھے کہ بے شک وہ میرا ہی مرید ہے۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا

قبر میں جب نکیرین آکے پوچھیں گے تو کہدوں گا
طریقہ قادری ہوں نام لیوا غوث اعظم کا

فرشتو روکتے کیوں ہو مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس غوث اعظم کا

تو میں گذارش کر رہا تھا کہ حضور کا بچپن تھا اور آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ باہر جا کر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ جب بچے آپ کے ذکر میں شاغل ہوتے

توآپ فرماتے۔ مرجاؤ۔

تمام مرجاتے اور پھر جب آپ ذکر سے فارغ ہوتے تو فرماتے اُٹھو چلیں توسب زندہ ہوکر ساتھ چلتے۔

بچّہ زندہ فرما دیا:۔

عادت مبارکہ کے مطابق آپ ذکر فرماتے ہوئے آرہے تھے کہ بچے شاغل ہوئے تو آپ نے فرمایا اُٹھو چلیں۔ مائی نے اپنا مُردہ بچہ ان بچّوں میں ملا دیا تھا سب اُٹھے مگر وہ نہ اُٹھا۔

اُٹھو بچیو گھراں نوں چلیئے غوث فرمایا سی!
سارے اُٹھے اوہ بچہ نہ اُٹھیا رحم دل آیا سی!
لایا اُنگلی والا سیچ!
گیئوں کھڑی گلوں رس۔
حکم غوث نال اُٹھ۔

بچہ اُٹھ کے پڑھے سبحان ایہہ رب دے پیارے ہین
ہے اعلیٰ ولیاں دی شان ایہہ رب دے پیارے ہین

فرمانِ غوث پاک:۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی!

اگر میں اپنے راز کو میت پر ڈال دوں تو وہ میت میرے مولا تعالیٰ کی

قدرت سے کھڑا ہو جائے۔ اور

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ!

"اور میں والی ہوں حکومت کرنیوالا ہوں تمام اقطاب پر پس میرا حکم ہر حال میں نافذ رہتا ہے۔"

؎ وہ کہہ کر قُم باذنِ اللہ جلا دیتے ہیں مُردوں کو
بہت مشہور ہے احیاءِ موتیٰ غوثِ اعظمؓ کا!

ولی جھوٹ نہیں بولا کرتے اور جو جھوٹ بولے وہ ولی نہیں۔
سرکار غوثِ اعظم کو ہر مکتبِ فکر ولی تسلیم کرتا ہے۔
جب ایک عام ولی جھوٹا نہیں ہو سکتا تو سردار اولیاء کیسے جھوٹا ہو سکتا ہے
معلوم ہوا! سرکار کے یہ سب دعوے حق اور سچ ہیں اور یہ عظمتیں شانیں بالکل برحق ہیں۔

؎ ایہہ رُتبے اوہدے دردے نے
جتھے سبق فرشتے پڑھدے نے

پئے منکر ایویں ای سڑدے نے
اُتھے چلدا کسے دا زور نہیں!!

ساڈا عبدالقادر قادر ہے
کسے چیز دی سانوں تھوڑ نہیں

بغداد دی گلیاں کافی نے!
جنت دی وی سانوں لوڑ نہیں

خرقۂ ولائیت:

سیّدنا حضورغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میرے جدِّ امجد امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس جلوہ افروز ہوئے اور ایک خرقہ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"ھٰذِہٖ خِلعَۃُ وِلَایَتِکَ مَخصُوصَۃٌ بِالقُطبِیَّۃِ"

(سیرت غوث الثقلین)

یہ تیری ولائیت کی وہ خلعت ہے جو کہ قطبیّت سے مخصوص ہے۔ ولی تو آپ مادر زاد تھے۔ حضور علیہ السّلام کی طرف سے مخصوص خلعتِ قطبیّت سے بھی نواز دیئے گئے۔

اپنی ولائیت کا علم:

آپ، سے جب پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ آپؓ ولی ہیں تو فرمایا: جب کہ میں بچپن میں تھا۔ گھر سے باہر نکلتا تو بہت بڑا نورانی اجتماع مجھے نظر آتا اور اعلان کرنے والا اعلان کرتا۔

ہٹ جاؤ۔ بچ جاؤ۔ رستہ بنا دو۔ اللہ کے مقبول ولی تشریف لا رہے ہیں اُس وقت سے مجھے علم ہے کہ میں اللہ کا مقبول ولی ہوں۔

حضراتِ محترم!

سرکارِ غوثِ اعظم کی بہت بلند شان ہے۔

آپ خدا کے لاڈلے اور مصطفےٰ علیہ السّلام کے بہت ہی پیارے ہیں۔

کوئی ولی آپ کی شان کو نہیں پہنچ سکا۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری جیسے قطب الوقت،

اولیاء اللہ نے آپ کے قدموں کو اپنے سر اور آنکھوں پر بچھایا ہے۔
جب آپ نے بغداد شریف میں اعلان فرمایا کہ

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ"

میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو آپ نے خراسان کی پہاڑیوں میں آپ کے اس ارشاد کو سماع فرمایا: اور عرض کیا۔

"لَا بَلْ عَلٰی عَیْنِیْ وَعَلٰی رَاْسِیْ"

نہیں نہیں بلکہ آپ کا قدم پاک میری آنکھوں اور میرے سر پر ہے۔
حضرت شیخ بہاؤالدین شہنشاہ نقشبند بخاری نے اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی کہ جب میرا جنازہ اٹھے تو اس کے آگے دو تین خوش گلو بلند آواز منقبت خواں یہ شعر پڑھتے جائیں۔

ماہمہ محتاج تو حاجت روا
المدد یا غوث اعظم سیدا

آپ کے فضائل و کرامات کا احاطہ ناممکن اور محال ہے۔ اللہ کریم ہمیں آپ کی صحیح غلامی اور سچی محبت نصیب فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔
آمین ثم آمین!

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ"

خطبہ
ماہ جمادی الاوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

"قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا ؕ"

صدق اللہ العظیم

درود شریف:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

نہائیت ہی واجب الاحترام بزرگو!

نوجوان ساتھیو!

ذی احترام بہنو اور مائیو!

میں نے قرآن کریم فرقان حمید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو لفظ برھان سے یاد فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

"تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آ گئی،
اور ہم نے تمہاری طرف نورِ مبین نازل فرمایا۔"

برہان یعنی دلیل

برہان کے متعدد معانی ہیں۔
برہان کا ایک معنیٰ ہے دلیل۔
تو سرکارِ دو عالم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہیں۔ کیونکہ دلیل کسی نہ کسی دعویٰ کی ہوا کرتی ہے۔
اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی توحید ایک دعویٰ ہے اور حضور علیہ السلام اس دعوئے توحید کی دلیل ہیں۔

کلمہ طیبہ

یہ دعویٰ اور دلیل کلمہ طیبہ میں مجتمع ہے کلمہ طیبہ کا پہلا جز دعویٰ ہے اور دوسرا جز اس دعویٰ کی دلیل ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دعویٰ ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کی دلیل ہے۔
حضراتِ محترم!
جس قدر دعویٰ کامل ہو اسی قدر اس کی دلیل بھی کامل ہوا کرتی ہے۔ اور جس قدر دلیل مضبوط ہو اسی قدر دعویٰ مضبوط ہوا کرتا ہے۔
اگر دلیل کمزور ہو تو دعویٰ بھی کمزور۔

اگر دلیل ناقص ہو تو دعویٰ بھی ناقص۔

معلوم ہُوا کہ سرکار علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہر لحاظ سے کامل، اکمل، مکمل ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی نقص کمزوری اور عیب کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا ورنہ دعوئ توحید میں نقص لازم آئے گا۔ اور یہ گمان کرنا بھی کفر ہے۔

وہ کمالِ حُسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں!
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

آج جو بزعمِ خویش توحید کے ٹھیکیدار ہو کر سرکار کی ذاتِ گرامی میں عیوب و نقائص بیان کرتے ہیں وہ اپنے عقیدۂ توحید میں سچے نہیں ہیں۔

سچے موحدین وہی ہیں جو سرکار کو بے عیب سمجھتے اور ہر قسم کے نقائص سے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ لوگ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہم اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ نہ ہی دعویٰ توحید میں کوئی نقص ہے اور نہ ہی اس کی دلیل میں۔

غور فرمائیے: اللہ کریم نے تو اس دعویٰ اور دلیل پر سرے سے کوئی نکتہ تک نہیں آنے دیا۔ کلمہ طیبہ پڑھیئے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے حروف بھی بارہ۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے حروف بھی بارہ۔

اِدھر لفظ اِلَّا اللّٰہ پر شَدّ ہے۔
اُدھر لفظ رسول اللّٰہ پر شَدّ ہے۔
نکتہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں بھی نہیں۔

نکتہ محمد رسول اللہ میں بھی نہیں۔

فرمایا محبوب!

نکتہ مجھ پر بھی نہیں ___ نکتہ تجھ پر بھی نہیں۔

بے عیب و بے نکتہ میں بھی ہوں۔

بے عیب و بے نکتہ تو بھی ہے۔

بے مثال میں بھی ہوں ___ بے مثال تو بھی ہے۔

شریک میرا بھی کوئی نہیں ___ شریک تیرا بھی کوئی نہیں۔

میں خدا ہونے میں لاشریک ہوں۔ تو مصطفٰے ہونے میں لاشریک ہے۔

جہاں تک میری ربوبیت ہے۔ وہاں تک تیری رسالت ہے۔ اور جہاں تک میری خدائی ہے وہاں تک تیری مصطفائی ہے۔

کیونکہ توحید میری ہے رسالت تیری ہے۔

دعویٰ میرا ہے دلیل تم ہو۔

؎ جتھوں تک کبریائی کبریا دی
اُوتھوں تک مصطفائی مصطفٰے دی

وہ ربّ العٰلمین ہے ___ یہ رحمۃ للعٰلمین ہے۔

وہ ربّ النّاس ہے ___ یہ کافّۃ للنّاس ہے۔

وہ خالقِ کُل ہے ___ یہ مالکِ کُل ہے۔

وہ الہِ برحق ہے ___ یہ رسولِ برحق ہے۔

اُس کے بعد دوسرا کوئی خدا نہیں۔

اس کے بعد دوسرا کوئی مصطفٰے نہیں۔

خدا کے علاوہ کسی کو معبود سمجھنے والا مشرک ہے۔

مصطفٰے کے علاوہ کسی کو محبوب سمجھنے والا بے ایمان ہے۔

نہ کوئی خدا جیسا ہے۔ اور
نہ کوئی مصطفٰے جیسا ہے۔
بس نمبر ایک خدا ہے اور نمبر دو پیارا مصطفٰے ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

علما و مشائخ کانفرنس

صوفی ضیاء الحق صاحب نے مشائخ و علماء کانفرنس کا انعقاد کیا تو اس میں ہر مکتبِ فکر کے علماء کو دعوت دی۔ عجیب سماں تھا۔

ایک طرف تمام عشاقانِ رسالت جلوہ گر تھے اور دوسری طرف تمام خشک ملوانے موجود تھے۔ اپنے آپ کو نا معلوم کیا کیا کہلوانے والے۔ بڑے بڑے شملے باندھنے والے مولوی بیٹھے ہوئے تھے۔

صدر صاحب بھی کرسئ صدارت پر متمکن ہو چکے تھے۔ تلاوت کے بعد نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی باری تھی تو نعت کے لئے حسانِ پاکستان میاں محمد اعظم چشتی صاحب تشریف لائے اور یہی نعت پڑھنا شروع کی کہ

؎ ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے!

اعظم صاحب نے پڑھتے ہوئے صدر صاحب کی طرف دیکھا تو وہ بچشمِ گریاں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی نعت پاک کو سماع فرما رہے تھے اور سر ہلا ہلا کر داد دے رہے تھے۔

جب عشاقانِ رسالت کو دیکھا تو وہ با آوازِ بلند سبحان اللہ سبحان اللہ کے

نعرے لگا رہے تھے اور خروش ہو رہے تھے۔

اور جب اِن خشک ملّاؤں کو دیکھا تو مُنہ کو سیئے ہُوئے ایسے چُپ چاپ بیٹھے ہُوئے تھے کہ جیسے ماں مر گئی ہو اور اس کی بھوڑی پہ تعزیتی بیٹھے ہُوئے ہوں۔ اعظم صاحب نے پھر صدر صاحب کی طرف دیکھا اور کہا :

؎ بمُصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست !!

پھر ان ملّاؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا :

؎ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست !

؎ ایسا کوئی محبُوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

تو سامعینِ مکرّم ! مَیں عرض کر رہا تھا کہ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہیں۔ دلائلِ توحیدِ باری تعالیٰ تو اور بھی ہیں۔ مثلاً دیکھیئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

تخلیقِ انسانی توحید کی دلیل ہے :

"یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ۙ"

"اے لوگو ! اپنے اس ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تُم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا۔"

یعنی ہماری اور سابقہ لوگوں کی تخلیق کو اللہ تعالیٰ بطورِ دلیل بیان فرما رہا ہے کہ یہ تخلیق میری توحید کی دلیل ہے۔ مَیں ہی تمہارا وُہ ربّ ہُوں جس نے تمہیں اور تم سے

پھلوں کو تخلیق فرمایا ہے۔

زمین توحید کی دلیل ہے۔

"اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً"

"وہ خدا کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا"

آسمان اور رزق توحید کے دلائل ہیں۔

"وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ"

"اور نازل فرمایا آسمان سے پانی کو پس نکالا اس کے ساتھ پھلوں سے رزق تمہارے لئے"

تو یہ تمام اس کی توحید کے دلائل ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب

ہماری تخلیق اس کی توحید کی دلیل۔

ہم سے پہلوں کی تخلیق اس کی توحید کی دلیل۔

زمین اس کی توحید کی دلیل۔

آسمان اس کی توحید کی دلیل۔

بارش اس کی توحید کی دلیل۔

پھل اور رزق اس کی توحید کی دلیل۔ اور

حضور علیہ السلام بھی اس کی توحید کی دلیل۔

تو امتیاز کیا ہوا۔ فرق کیا ہوا۔

تو اس کا۔

حضور دلیلِ ناطق ہیں:

جواب یہ ہے کہ
ہماری تخلیق اُس کی توحید کی دلیل ہے لیکن خاموش دلیل ہے۔
ہم سے پہلوں کی تخلیق اس کی توحید کی دلیل ہے لیکن خاموش دلیل ہے۔
زمین اُس کی توحید کی دلیل ہے۔ لیکن خاموش دلیل ہے۔
آسمان اُس کی توحید کی دلیل ہے لیکن خاموش دلیل ہے۔
بارش اُس کی توحید کی دلیل ہے۔ لیکن خاموش دلیل ہے۔
پھل اور رزق اُس کی توحید کی دلیل ہے۔ لیکن خاموش دلیل ہے۔

اور سرکارِ دو عالم علیہ السّلام بھی اس کی توحید کی دلیل ہیں مگر مُنہ سے بولتی ہوئی دلیل ہیں۔ وہ تمام خاموش دلائل ہیں۔ یہ دلیل ناطق ہے۔ اور
جہاں خاموش دلائل کی اِنتہا ہوتی ہے وہاں سے اِس دلیلِ ناطق کی اِبتداء ہوتی ہے۔ توجہ فرمایئے۔ اِن خاموش دلائل کو تو مُشرکینِ مکّہ اینڈ کمپنی نے یہ کہہ کر ردّ کر دیا کہ یہ سب کچھ ہمارے خُداؤں نے بتایا۔
مگر جب یہ دلیلِ ناطق سامنے آئی تو اس کا ردّان سے ممکن نہ ہوسکا۔

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا:

یہ ایسی مُنہ بولتی دلیل ہے کہ اِس کے دامن سے وابستہ ہو کر خاموش بھی مُنہ سے بولنے لگیں۔
اُس کا اشارہ ہو تو چاند دو پارہ ہو جائے۔
سورج پلٹ کر واپس آجائے۔

پتھر پانی پر تیرنے لگیں۔
درخت چل کر آنے لگیں۔
گونگے کلمہ پڑھنے لگیں۔
کنکر بولنے لگیں۔

؎ چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

کنکر بول اُٹھے :

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔

؎ گر رسولی چیست در دستم نہاں
گر خبر داری زراز آسماں ؛

اگر آپ رسول ہیں تو بتائیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں ان کو مٹھی میں بند کر کے اس نے کہا کہ اگر آپ آسمانوں کے رازوں سے خبردار ہیں تو بتائیں۔

"چیست در دستم نہاں"
"میرے ہاتھ میں کیا پوشیدہ ہے"

معلوم ہوا کہ ابوجہل باوجود بے ایمان ہونے کے اس قدر ضرور جانتا تھا کہ اگر نبی اور رسول ہو تو علم غیب ضرور رکھتا ہے آسمانوں کے رازوں سے واقف ہوتا ہے۔ وہ تو مانتا تھا اس کی کمینی نہیں مانتی۔

؎ گر رسولی چیست در دستم نہاں
گر خبر داری زراز آسماں !

فرمایا: ابوجہل میں بتاؤں تیری مٹھی میں کیا ہے یا تیری مٹھی والی چیز بتلائے کہ

میں کون ہوں؟ اللہ اکبر!

فرمایا: مٹھی کو کان سے لگا اور پھر دیکھ تماشہ۔ جب اس نے اپنی ہی اس

مٹھی کو کان سے لگایا تو آواز آرہی تھی۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؐ"

اودھر ویکھ اشارہ انگلی دا جہن ٹوٹے ہو ہو جڑدا اے!

اودھر حکم ہوئے تے پتھراں نوں بولن دا شعور آ جاندا اے

مگر ابوجہل نہ مانا کیونکہ اس کا دل عشق سے خالی تھا ورنہ

جس دل وچ عشق محمدؐ دا اس دل وچ نور آ جاندا اے

جدوں کریئے ذکر محمدؐ دا محفل نوں سرور آ جاندا اے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سرکار کا اشارۂ رحمت ہوا تو کنکر بول اٹھے اور بزبان فصیح کلمہ پڑھا اور سرکار کی

رسالت کی گواہی دی۔

شش ماہا بچہ بول اٹھا۔

ایک عورت اپنے شش ماہے بچے کو بارگاہ رسالت میں لائی۔ بڑا لپیٹ لباٹ

کر کہ پوچھوں یہ بچہ ہے یا بچی۔ لڑکا ہے یا لڑکی۔ مذکر ہے یا مؤنث۔

اگر نبی ہوئے سچے تو بتا دیں گے۔

ابھی بارگاہ رسالت میں حضور علیہ السلام کے سامنے پہنچی ہی تھی اور سوال کرنے کا

ارادہ کر رہی تھی۔ ابھی وہ نہ بولی تھی کہ شش ماہا بچہ بول اٹھا۔

رُومی کہتے ہیں:

؎ گفت کودک یسلّم اللہ علیک
یارسولَ اللہ قد جئنا الیک

بچے نے سلام عرض کیا اور کہا

یارسُول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم کتنے خُوش قسمت ہیں کہ ہم آپ کے در دولت پر آئے ہیں۔

"قد جئنا الیک"

ماں کہتی ہے چُپ ہو جا۔

بچہ کہتا ہے ماں تو چُپ ہو جا۔

خاموش ہو جا تجھے معلُوم نہیں میرے سر کی طرف جبریل علیہ السّلام موجُود ہیں، اور فرما رہے ہیں۔

اے بچے بول آج مُصطفےٰ کا امتحان ہو رہا ہے۔ اللہ اکبر!

"یارسُول اللہِ قد جئنا الیک"

سرکار نے بچے سے پیار فرمایا اور پُوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟

بچے نے عرض کیا:

؎ گفت نامم پیشِ حق عبدُالعزیز

حضور میرا نام لوحِ محفُوظ پر عبدُالعزیز ہے۔

والدین نے تو عبدُالعزیٰ رکھا ہے۔ مگر وہاں عبدالعزیز ہے۔

دلیلِ ناطق نے شش ماہے بچے کو ناطق ہی نہیں بنایا۔ بلکہ لوحِ محفُوظ کا عالم بھی بنا دیا۔ رُومی کہتے ہیں۔

؎ لوحِ محفوظ است پیشانیٔ یار؛
رازِ پنہاں میشود ز آں آشکار؛

لوحِ محفوظ تو سرکار کی جبینِ اقدس ہے۔ جس سے پوشیدہ راز آشکار ہوا چاہتے ہیں تو جب بچے نے یہ مبارک پیشانی دیکھی اور یہ مبارک چہرہ دیکھا۔ آہا آہا۔

امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلعَتِہٖ!
وَاللَّیلُ دَجیٰ مِنْ وَّفرَتِہٖ

حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

مُکھ چن بدر شعشانی ایں، متھے چمکدی لاٹ نورانی ایں!
کالی زلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

اِس صورت نوں میں جان آکھاں جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربدی میں شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

کنکر بولے۔ بچے بولے۔
بلکہ کھجور کے سوکھے ہوئے تنے بولے۔

استنِ حنانہ:

بخاری شریف میں ذکر موجود ہے کہ مسجدِ نبوی شریف میں ایک کھجور سوکھا ہوا تنا جسے استنِ حنانہ کہتے ہیں وہ بھی ہجرِ رسول میں رویا۔
ہوا یوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس تنے کو شرف بخشا کرتے اور اس سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے۔
مگر جب منبر تیار ہوا تو سرکار نے منبر پہ خطبہ ارشاد فرمانا شروع کر دیا

سرکار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو اُس کے رونے کی آواز آئی۔ جسے صحابہ نے بھی سُنا۔ رُومی کہتے ہیں:

؎ استنِ حنانہ از ہجرِ رسُول!
نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول

استن حنانہ ہجرِ رسُول سے ایسے رویا جیسے اربابِ عقول صاحبانِ عقل و دانش روتے ہوں اور زبانِ حال سے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا آقا۔

؎ مَیں تیریاں وِچ اُڈیکاں دے دِن رات گزاراں رو رو کے
ہُن سُن میریاں فریاداں نُوں ہر وقت پکاراں رو رو کے

آساں دے پُھل کُملا گئے نے ہنجُوں پھیرا پایا مالی نے
ٹُر چلیاں ایں میرے گلشن چوں تھک ہار بہاراں رو رو کے

اِک وار جے سوہنیاں آجاویں میری گلی پھیرا پا جاویں
تیرے قدماں توں پُھل میں اشکاں دے لکھ واری واراں رو رو کے

وہ اس سوز و گداز اور عشقِ رسُول سے رویا کہ سرکار اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پہ اپنا دستِ رحمت رکھ کر فرمایا:

؎ گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون

اے استنِ حنانہ کیا چاہتا ہے؟
کیوں روتا ہے؟
قربان جائیں اس استنِ حنانہ پہ جس کا رونا قبول ہو گیا۔
اللہ ہمیں بھی اس طرح کا رونا اور تڑپنا۔ اور یہی سوز و گداز عطا فرمائے۔

؎ عشق والو عشق میں ایسا اثر پیدا کرو!
حسن خود مجبور ہو تم کو منانے کے لئے

جب سرکار نے فرمایا:
چہ خواہی : کیا چاہتا ہے۔
میں تجھے ہرا بھرا نہ کر دوں۔ لوگ تیرا پھل بطور تبرک کھایا کریں۔
عرض کیا آقا!

؎ باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ جان ہزاراں شکر کراں لکھ واری

توں بیلی تے سب جگ بیلی ان بیلی دی بیلی!
سجناں باہج محمد بخشا سنجی پئی حویلی!

کنکر بولے۔
بچے بولے۔
سوکھے ہوئے تنے بولے۔ ہاں ہاں!
بت بولے اور سرکار کی تعریف وثنا کی۔

بت بولا: حضرت عکرمہ بن ابوجہل حضور علیہ السلام کے سامنے سے گزرے سرکار کی نگاہ رحمت عکرمہ پر پڑ گئی۔

فرمایا، عکرمہ اتنی سوہنی اور پیاری شکل وصورت لے کر جہنم میں جائے گا۔ مجھ سے یہ برداشت نہ ہوگا۔ کلمہ پڑھ لے ایمان لے آ تاکہ میں تیری شفاعت کروں اور تو بھی جنتی ہو جائے۔ قربان جائیں اس آقا پر

؎ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں!
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں!

اور پنجابی کا شاعر کہتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا کہ یُوں فرمایا،

؎ روڑے مارن والیا یارا جے کدی مَیں دل آویں،
قسم خدا دی سینے لا دواں سِدھا ای جنّت جاویں

بس نگاہِ محبوب تھی جو اپنا اثر دکھانے لگی اور عکرمہ کا دل شانِ محبوب کو تسلیم کرنے لگا۔ مگر ساری برادری اور باپ دادا کا دین چھوڑنا بھی کوئی آسان نہ تھا۔ فوراً آ گیا بُت خانے میں اور آکر اپنے بتوں کے سامنے مناجات کرنے لگا کہ اے میرے خداؤ مجھے بچالو اور میرے دل سے شانِ مصطفےٰ نکال دو۔ ورنہ میں کلمہ پڑھ لُوں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مجھ پر نگاہِ مصطفےٰ پڑ چکی ہے اور میرا دل بدلنے پر مجبور ہے۔

بُت سے آواز آئی۔

عکرمہ کیا کہتا ہے کہ تیرے دماغ سے خدا کے محبوب کو نکال دیں اور تو ان کو بھول جائے۔ سُن لے؛

؎ مثلِ احمد کل جہاں میں ہے نہیں،
مصطفےٰ تو بھولنے کی شئے نہیں

بھولنا ہے تو نے تو تُو مجھ کو بھول
وہ تو ہیں اللہ کے سچے رسُول؛

عکرمہ حیران ہو گئے کہ

یہ میرے خدا اور میرے الٰہ تو کبھی بولے ہی نہیں اور اگر آج بولے بھی ہیں تو اُسی کے حق میں جسے میں اور میرے باپ دادا اور پورے قریشِ مکہ اچھا نہیں سمجھتے۔ اب تو میرے معبود بھی مجھے چھوڑ رہے ہیں۔ لہٰذا مجھے ڈوب مرنا چاہیئے۔

یہی مشورہ ابوجہل اینڈ کمپنی کو حاجی یوسف نگینہ صاحب نے بھی دیا ہے اچھا مشورہ ہے انہیں قبول کرلینا چاہیئے ان کے بڑوں کی سنت بھی ہے کہ

نک ڈوب کے مرجا چینی وچ اوہنوں اپنے ورگا کہنا ایں
جہدے نور تھیں یوسف جہے سوہنے پیدا فرمائے جاندے نے

اب عکرمہ دریا پر گئے اور چھلانگ لگادی تو آواز آئی۔

اے دریا مت تو اس کو غرق کر!

دریا نے عرض کیا: یا اللہ!

تو نے میری گہرائی کو اسی لئے بنایا ہے کہ مجھ میں آنے والا اس میں ڈوب جائے۔ فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے مگر میں تیری گہرائی کو دیکھوں یا اپنے یار کی مصطفائی کو دیکھوں۔

اے دریا مت تو اس کو غرق کر
کیونکہ پڑ گئی ہے میرے یار کی اس پر نظر!

عکرمہؓ ایمان لے آئے:

اب دریا نے بھی باہر نکال مارا تو عکرمہ سیدھے بارگاہِ رسالت میں آگئے سرکار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ عکرمہ کی نبض ڈھیلی ہے۔ کپکپی طاری ہے اور خاموش کھڑے ہیں تو فرمایا:

عکرمہ کیا ہوا: عرض کیا بس۔

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے

فرمایا: پھر اب تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

حضرت عکرمہ نے کلمہ پڑھا اور ایمان لے آئے۔

حضور علیہ السلام ایسی دلیلِ ناطق ہیں کہ جو ان کے دامن سے خاموش

وابستہ ہو تو وُہ بھی ہو ناطق بن جائے۔

درخت نے سجدہ کیا۔

ایک اعرابی آیا اور کہا کہ اگر وُہ کیکر کا درخت آپ کے پاس آکر آپ کی گواہی دے دے تو مَیں ایمان لے آؤں گا۔

فرمایا، بس اتنی سی بات ہے۔

یہ تو کچھ بات بھی نہیں، اگر تُو چاہے تو کائنات کا ذرّہ ذرّہ گواہی دے۔

جبریل آکر میری گواہی دیں۔

مگر تُو نے اس درخت کی بات کی ہے کہ وُہ گواہی دے تو پھر جا تُو ہی اسے جا کر کہہ کہ اے درخت تجھے حضور بُلا رہے ہیں۔

کہا: میرے بلانے پر وُہ آجائے گا۔

فرمایا: تُو پیغام تو دے پھر دیکھ تماشہ۔

کہا: مگر مَیں کیوں کہوں آپ خود کیوں نہیں فرماتے؟

فرمایا: درخت کو مَیں نے اپنا گواہ بنایا ہے۔ اب اگر مَیں اس کے پاس جاؤں اور بات کروں تو تم کہو گے کہ گواہ کے ساتھ کوئی سازباز کر لی ہے۔ اس لئے میں نہیں جاتا تو خود ہی جا اور پیغام دے۔

وُہ آیا اور کہا:

درخت جی تمہیں حضور یاد فرما رہے ہیں۔

اب درخت کے کان نہیں جو سُنے۔

اُس کی زبان نہیں جو بولے۔

اُس کے پاؤں نہیں جو چلے۔

اُس کا دماغ نہیں جو سمجھے۔

اُس کی آنکھ نہیں جو دیکھے۔
مگر درخت پہلے آگے جھکا پھر پیچھے جھکا اور اپنی جڑیں اکھاڑیں۔ سیدھا اُس طرف چلا آیا جدھر حضور جلوہ افروز تھے۔
کیا ناطق دلیل ہے وجودِ مصطفےٰ علیہ السّلام کہ درخت کو۔

بغیر کانوں کے سُنوا دیا۔
بغیر آنکھوں کے دکھلا دیا۔
بغیر دماغ کے سمجھا دیا۔
بغیر پاؤں کے چلا دیا۔

درخت چلا سیدھا آیا حضور کے قدموں پر سجدہ کیا اور کلمہ طیبہ پڑھا۔
امام بوصیری فرماتے ہیں:

جاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِي اِلَيْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

تعظیمِ مصطفےٰ کیلئے کسی حکم کی ضرورت نہیں

درخت آیا اور حضور کی تعظیم بجا لاتے ہوئے آپ کے قدمانِ مبارکہ پر جھک کر سجدہ کیا۔ معلوم ہوا تعظیمِ مصطفےٰ کے لئے کسی امر کی ضرورت نہیں۔ کیکر کے درخت کو بھی معلوم ہے کہ حضور کی تعظیم کرنی ہے۔
دنیا کا کوئی مولوی ملوانا ثابت کرے۔ کوئی ضعیف روایت ہی دکھا دے کہ سرکار نے اس درخت کو سجدے کا حکم فرمایا ہو۔ قطعاً نہیں۔
درخت جانتے ہیں تعظیمِ مصطفےٰ ضروری ہے۔ اور بلا امر کرنی چاہیئے۔ پاکستان کے عقلمند ملوانے اس کی دلیل کا مطالبہ کرتے پھرتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے حضور کی تعظیم کرو۔

یہ تو شرک ہے۔

یہ ثابت ہی نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں کہتا ہوں، پاکستان کے مولویو اس درخت کی طرف دیکھو جو دوڑتا ہوا آیا اور اس نے حضور کو سجدہ کیا اور کلمہ پڑھا۔

دی طائروں نے تیری رسالت کی شہادت
بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی!

محبوبِ دو عالم ہے جدھر دیکھئے دیکھے
مشتاق نگاہوں کے ادھر بھی ہیں اُدھر بھی!

اس ناطق دلیل نے درختوں، پتھروں، جانوروں سے نطق کروا لیا۔ شش ماہے بچوں کو بلوا لیا اور گونگوں سے کلمہ پڑھوا لیا۔ ابوجہل کی مٹھی کے کنکروں سے کلام کروا لیا۔ ارشاد فرمایا کہ تمہاری طرف برہان یعنی دلیل آگئی تمہارے رب کی طرف سے۔

یوسف علیہ السلام کو برہان نظر آئی۔

کمرے کے اندر کمرہ۔ پھر کمرے میں کمرے حتیٰ کہ ساتواں کمرہ اور ہر کمرہ مقفل۔ اس کمرے میں زلیخا یوسف کو دعوت دیتی ہے۔

قرآن فرماتا ہے کہ

"وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ"

"اور البتہ تحقیق مائل ہوئی وہ ساتھ اس کے اور وہ بھی اس سے مائل ہو جاتا۔ اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھتا۔"

مُفسّرین فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو اِس ساتویں کوٹھڑی میں اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی صورت نظر آئی کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی مبارک داڑھی پکڑی ہوئی ہے اور فرماتے ہیں۔ یعقوب دیکھنا میری سفید داڑھی کی لاج رکھنا۔ مَیں کہتا ہوں۔

کہاں کنعان اور کہاں مصر کی ساتویں کوٹھڑی
کہاں یوسف علیہ السّلام اور کہاں حضرت یعقوب علیہ السّلام
مگر

؎ جدوں رب دِل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں!
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں!

تو حضرات محترم!

مُفسّرین نے بھی ٹھیک فرمایا، مگر میرا وجدان کہتا ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں برھان حضور علیہ السّلام کو فرمایا گیا ہے۔ اِس لئے عین ممکن ہے کہ حضور علیہ السّلام نے ملاحظہ فرمایا ہو اور اسی نور کے وسیلہ سے تالے ٹوٹ گئے ہوں۔ کمرے کھلتے گئے ہوں اور یوسف باہر نکلتے گئے ہوں

اگر سرکار کا وسیلہ آدم و نوح علیہما السّلام کے کام آسکتا ہے تو یوسف علیہ السّلام کے کام کیوں نہیں آسکتا۔

جامی کہتے ہیں:

؎ اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم!
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجیّنا

اور کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔

؎ کشتی نوح میں نار نمرود میں بطن ماھی میں یونس کی فریاد پر!
آپ کا نام نامی ہے صلّ علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

؎ ان کے دربار اقدس میں جب کوئی غمزدہ آگیا تشنہ کام آگیا
غم غلط ہو گئے معصیت ڈھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا

برھان یعنی معجزہ :-

برھان کا ایک معنیٰ معجزہ بھی ہے تو اس معنیٰ کے لحاظ سے ترجمہ یوں ہو گیا
کہ "قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۝"
تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزہ آگیا۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سرِ مبارک کی چوٹی سے لے کر پاؤں مبارک کے ناخنوں تک سراپا معجزہ ہیں۔
حتیٰ کہ آپ کا بول براز مبارک، خون مبارک، لعاب دہن مبارک بھی معجزہ ہے۔
دیگر انبیاء کرام معجزات لے کر آئے اور ہمارے آقا معجزہ بن کر تشریف لائے۔

؎ تمامی نبی معجزے لے کے آئے
ہمارے نبی معجزہ بن کے آئے

حضور علیہ السلام کے معجزات حدِ شمار سے باہر ہیں۔
ایک بہت طویل گفتگو کا موضوع ہے اسلئے میں پھر کبھی اس پر گفتگو کروں گا
اب میں اپنی تقریر کو یہیں ختم کرتا ہوں۔
اللہ کریم ہمیں سرکار دو عالم علیہ السلام کا صحیح غلام بننے اور آپ کی جملہ عظمتوں شانوں کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

"وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ۝"

—✲—✲—✲—

خطبہ
ماہ جمادی الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ"

صدق اللہ العظیم

درود شریف:۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

نہایت ہی واجب الاحترام صاحب صدر، گرامی قدر حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ، معزز علماء کرام و مکرم نعت خوانان و حاضرین و سامعین محفل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مجھ سے پہلے ملک کی نامور مایہ ناز شخصیات خطاب فرما چکی ہیں اور میرے بعد بھی دنیائے اہلسنت کی ممتاز شخصیات خطاب فرمائیں گی۔

اس وقت اسٹیج پر شیر پنجاب خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد فاضل صاحب موجود ہیں جو میرے بعد اپنے جواہر خطابت آپ کو لٹائیں گے۔

معزز سامعین حضرات! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ"

آیت کریمہ کے اس مختصر سے حصہ میں کئی عظیم موضوعات پوشیدہ ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی بساط کے مطابق علماء کرام بیان فرماتے رہتے ہیں۔

میں بھی ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے اپنی بے بضاعتی کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کچھ نہ کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور اپنے حبیب پاک کی رحمت سے مجھے صحیح عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین (صلی اللہ علیہ وسلم)

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ

اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل ترین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے یہ عقیدہ بالکل برحق اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔

تلاوت کردہ آیت کریمہ میں یہ عقیدہ بھی موجود ہے فرمایا:

دونوں میں سے دوسرا:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ دونوں میں سے دوسرا۔

یعنی پہلا مصطفےٰ علیہ السلام اور دوسرا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ السلام کے بعد بلافصل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر موجود ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اسی طرح نبوت کے بعد فوراً صداقت اور سرکار کے بعد بلافصل سیدنا ابوبکر کا ذکر موجود ہے۔

نبیین کے بعد صدّیقین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِینَ "

" اِنعام فرمایا: اللہ کریم نے نبیوں پر اور صدّیقوں پر اور شہداء پر اور صالحین پر۔"

اس مقام پر بھی نبیوں کے فوراً بعد صدّیقوں کا ذِکر فرمایا گیا۔

پہلے مُصدَّق پھر مُصدِّق

اِسی طرح دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

" وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدقِ وَصَدَّقَ بِہٖ "

" اور وہ جو آیا ساتھ سچ کے اور جس نے اس کی تصدیق کی۔"

مفسّرین نے بالاتفاق فرمایا: آنیوالا مخبرِ صادق علیہ السّلام ہے۔ اور تصدیق فرمانے والا سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پہلے حضور پھر صدّیق

فرمایا: خالقِ کائنات نے

" مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ "

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں۔"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد سیدنا صدیق اکبر ہیں اور اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی طریقہ سے سورۃ والعصر کی تفسیر فرماتے ہوئے مفسرین نے فرمایا۔

وَالْعَصْرِ ۔ قسم ہے زمانۂ مصطفےٰ کی۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ بے شک انسان خسارے میں ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ مگر ایمان والے خسارے میں نہیں ہیں۔

اَلْاِنْسَان سے مراد ابوجہل ہے۔ اور

آمَنُوْا سے مراد سیدنا صدیق اکبر ہیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر کا درجہ و مرتبہ سب سے افضل ہے۔ کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
یعنی وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

وہ یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنیوالا
منزل عشق و صدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اور پنجابی کے عظیم شاعر جناب صائم چشتی صاحب لکھتے ہیں۔

؎ بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا
دیکھو رتبہ محمد دے دِل دار دا!

ثَانِیَ اثْنَیْنِ قرآن وِچ آگیا
ڈھا ایثار جد غار دے یار دا

قرآن کے بعد حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے جب بھی اپنے صحابہ کرام کا ذکر فرمایا تو سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر فرمایا:

اصحابِ عشرہ مبشرہ:

صحاح کی روائت ہے کہ سرکار نے دس جنّتی صحابہ کرام کا ذکر فرمایا تو اس طرح فرمایا کہ:

"اَلُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ" الخ

"ابوبکر جنّتی ہے۔ عمر جنّتی ہے۔ عثمان جنّتی ہے۔ علی جنّتی ہے۔ آخر تک دس صحابہ کے جنّتی ہونے کا ذکر فرمایا اور سب سے پہلے سرکارِ صدّیق اکبر کا ذکر فرمایا۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سوچا کہ آج صبح انشاء اللہ سرکار کی بارگاہ میں حاضری دوں گا اور پھر سارا دن سرکار ہی کی بارگاہ میں گزاروں گا۔

چنانچہ صبح اُٹھے وضو فرمایا اور اپنے بھائی سے کہا کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو رہا ہوں تم بھی میرے پیچھے حاضر ہو جانا۔

جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نماز ادا کی تو سرورِ کائنات مسجد کے قریب ایک گھر میں تشریف لے آئے اور جلوہ فرما ہو گئے۔

میں نے اپنا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا حضور آج میں آپ کے درِ دولت

پر دربانی کے فرائض انجام دوں گا۔

سرکار نے میری عرض کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور میں دروازے پر ایک دربان کی حیثیت سے کھڑا ہو گیا۔

دربانیٔ درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قربان جائیں صحابۂ کرام کی قسمتوں پر جس دروازے کی دربانی کرنا حضرت جبرائیل علیہ السلام باعثِ فخر سمجھیں، صحابۂ کرام بھی اسی دروازے کی دربانی کرتے تھے۔

ہر اک کو میسّر کہاں اس در کی غلامی!
اس در کا تو دربان بھی جبرئیلِ امیں ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دربانِ دربارِ مصطفوی کی حیثیت سے بارگاہِ مصطفوی میں حاضر تھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ دروازہ کھٹکا۔

میں نے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔ آواز آئی:

میں ابو بکر ہوں اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

میں نے سرکار سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

ابوبکرؓ کو اجازت اور جنّت کی بشارت دو۔

میرے ابو بکر کو اندر آنے کی اجازت اور ساتھ ہی جنت کی بشارت دو۔

میں نے سرکار کی طرف سے انہیں اجازت اور ساتھ جنّت کی بشارت بھی دی آپ اندر آئے اور سرکار کی خدمت میں بیٹھ گئے۔

میں نے سوچا کہ کاش ان کی جگہ میرا بھائی ہوتا اور میں پھر دروازے کے اندر اپنے بھائی کا انتظار کرنے لگا کہ دروازہ کھٹکا۔

مَیں نے پُوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔
جواب آیا: عُمر ہُوں' اَور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہُوں۔
مَیں نے سرکار سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

عُمر کو اجازت اَور جنّت کی بشارت دو۔

میرے عُمر کو اندر آنے کی اجازت اَور جنّت کی بشارت دو۔
مَیں نے سرکار کی طرف سے اجازت و بشارت دی اَور سوچا کہ کاش میرا بھائی بھی آجاتا اَور جنّت کی بشارت پا لیتا۔
مَیں پھر دروازے پر محوِ انتظار تھا کہ دروازہ کھٹکا۔
مَیں نے پُوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔
آنے والے نے کہا کہ مَیں عثمان بن عفان ہُوں اَور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہُوں۔ مَیں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا تو سرکارؐ نے فرمایا:

عُثمان کو اجازت اَور بہت بڑی ابتلاء کی اِطلاع دو۔

میرے عثمان کو اندر آنے کی اجازت اَور ایک بہت بڑی ابتلاء و مصیبت کی اِطلاع دو کہ اِن پر ایک بہت بڑی مصیبت و آزمائش کا وقت آئے گا۔
قُدرت نے پہلے صدّیقِ اکبر پھر فارُوقِ اعظم اَور پھر عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کو اسی ترتیب سے بھیجا جس ترتیب پر ان کی خلافت واقع ہوئی تھی۔
اس حدیثِ مبارکہ میں بھی صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ذِکر پہلے ہے۔
اَور مُنکرینِ علمِ غیب کے لئے زوردار طمانچہ موجود ہے۔
ابھی حضرت عثمان پر ابتلاء و مُصیبت نہ آئی تھی کہ سرکارؐ نے اس کی اِطلاع پہلے ہی دے دی۔

اُحد پہاڑ:۔

ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ۔ اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اُحد پہاڑ پر جب سرکار کے مبارک قدم آئے تو اُحد حرکت میں آگیا اور خوب ہلنے لگا۔ علماءِ کرام نے یہی لکھا ہے۔

صوفیاءِ کرام کا مسلک:۔

مگر صوفیاءِ کرام کہتے ہیں کہ اُحد نے جب اپنے سینے میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمانِ مقدسہ کی ٹھنڈک اور برکت محسوس کی تو اُسے وجد ہوگیا کیونکہ سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے کہ۔

"ھٰذَا جَبَلُ اُحُدٍ یُحِبُّنَا وَاُحِبُّہٗ"

یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت فرماتے ہیں۔

حیف ہے ان ملاؤں پر جو کہ سرکار سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔

پہاڑ تو سرکار سے محبت کریں اور ملاں نے سرکار میں عیب تلاش کریں۔

سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے اُحد سے محبت فرمائی۔ عشّاق بھی اُحد سے محبت کرتے ہیں۔ بلکہ ان غاروں کا احترام کرتے ہیں۔ جن میں سرکار نے چند لمحات گزار کر ان کو رونق بخشی۔

وہ غاریں آج تک محبوب کی منتظر ہیں کہ کب حضور جلوہ گری فرمائیں۔

؎ دو گھڑیاں کملی والے نے جتھے بیٹھ کے اشک بہائے سن
راہ تکدیاں عربی ماہی دا اج تیک اوہ غاراں رو رو کے

اُحد پہاڑ بھی آج تک اُس مدنی آقا کا منتظر ہے۔ حاجی کہتے ہیں کہ رات بارہ بجے کے بعد اُحد سے رونے کی آوازیں اب بھی آتی ہیں، گویا کہ محبوب کے فراق میں اُحد پہاڑ آج بھی روتا ہے۔ اور فریاد کرتا ہے کہ

ے میں تیریاں وچ اُڈیکاں دے دِن رات گزاراں رو رو کے
ہُن سُن میریاں فریاداں نُوں ہر وقت پکاراں رو رو کے

تو سامعینِ ذی وقار: میں عرض کر رہا تھا کہ اُحد پہاڑ پر جب سرکارِ دو عالم نے قدم رکھا تو وہ وجد میں آگیا۔

سرکار نے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُدُ اِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ"

"اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں"۔

پہلے نبی پھر صدیقؓ پھر شہیدانؓ:

غور کیجئے سرکار یُوں بھی فرما سکتے تھے کہ اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی دو شہید اور ایک صدیق ہے مگر حدیث کی تمام کتابوں میں پہلے نبی پھر صدیق پھر شہیدان کے الفاظ موجود ہیں۔

سرکار علیہ السلام نے نبی کے بعد بلافصل صدیق کا ذکر فرمایا۔

ے چارے یار نبی دے سوہنے کوئی ہویا نہ چاراں ورگا
نہ اِس دھرتی پیدا کیتا اِنھاں جان نثاراں ورگا

نہ کوئی ہویا ہے نہ کوئی ہوسی اِنھاں چاراں یاراں ورگا
اعظم شان صدیق کی پچھنا ایں اِکو یار ہزاراں ورگا

علمِ غیبِ مصطفیٰ

مقامِ غور ہے ابھی حضرات فاروقِ اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید نہیں ہوئے بلکہ دسیوں سال بعد شہید ہوں گے۔ سرکار سالہا سال پہلے ان کی شہادت کا اعلان فرما رہے ہیں۔

آج صحابۂ کرام کی ناموس پر جعلی تنظیمیں بنانے والے شانِ صحابہ کے کھوکھلے نعرے تو لگاتے ہیں، مگر ان کے عقائد کو شرکیہ اور بدعیہ قرار دیتے ہیں۔ کوئی مُلّاں مولوی بتائے کہ کسی صحابی نے کہا ہو یا رسول اللہ! آپ کو کیا معلوم کہ یہ دونوں حضرات شہید ہوں گے یا معاذ اللہ آپ کو کل کی بات کا کیا علم کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

کسی صحابی نے ایسا نہ فرمایا کیونکہ وہ سرکار کو عالم الغیب مانتے تھے۔ مگر یہ شانِ صحابہ کے نعرے لگانے والے سپاہ صحابہ بنا کر عوام کو گمراہ کرنے والے صحابہ کے عقائد سے روگردانی کرتے ہیں اور دھوکہ و فریب کرتے ہیں۔

زبانِ فی ثیابِ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں صحابۂ کرام کی کوئی وقعت نہیں ہے ورنہ یہ ان کے عقائد کو ضرور تسلیم کریں۔ جو نبی کو اپنے جیسا کہیں وہ صحابۂ کرام کو کیا سمجھتے ہیں صحابہ کرام کے صحیح پیروکار ہم اہلسنّت وجماعت حنفی بریلوی ہیں، جن کے تمام عقائد الحمدُ لِلّٰہ وہی ہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تھے۔

تو حضرات سامعین! میں عرض کر رہا تھا کہ قرآن و حدیث میں نبیوں کے بعد سب سے پہلے بلا فصل ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کو اُمت میں سب سے افضل و برتر تسلیم کرتے ہیں۔

پہلا مومن

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایمان لانے میں بھی بلا فصل ہیں، سب سے پہلے سرکارِ دو عالم پر ایمان لائے۔

آپ نے مُلکِ شام میں ایک خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اُتر کر آپ کی جھولی میں آ گیا۔ اور اس کے اِرد گِرد ستارے جمع ہو گئے۔ صبح اُٹھ کر یہ خواب ایک راہب سے بیان کیا۔ اُس نے پُوچھا:

مَا اِسْمُكَ آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا:

اِسْمِیْ عَبْدُاللّٰہ میرا نام عبداللہ ہے۔

اُس نے پُوچھا:

مِنْ اَیِّ قَبِیْلَۃٍ آپ کس قبیلہ سے ہیں۔

فرمایا: مِنْ قُرَیْشٍ، میں قبیلۂ قریش سے ہوں۔

اُس نے اپنی کتاب نکالی۔ اِدھر کتاب دیکھتا ہے، اُدھر صدیق کا چہرہ۔ اللہ فرماتا ہے:

"ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ"

"وہ جن کی مثالیں تورات میں ہیں اور جن کی مثالیں انجیل میں ہیں"

یکایک اُس نے کہا: عبداللہ مُبارک ہو۔

نبیِّ آخر الزماں علیہ السلام نے مکّہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت فرمایا ہے۔ تم اس نبی کے پہلے مومن اور پہلے خلیفہ ہو گے۔

آپ مکّہ واپس آئے۔ بارگاہِ محبوب میں حاضر ہو کر عرض کیا:

کیا آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں: عرض کی، میں آپ کا سب

سے پہلے کلمہ پڑھتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں۔

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضراتِ محترم!

ہر صحابی کوئی نہ کوئی معجزہ دیکھ کر ایمان لایا۔ مگر سیدنا صدیق اکبر بغیر کسی معجزہ دیکھے اور سب سے پہلے ایمان لائے۔

عرض کیا یارسول اللہ میں تو مطمئن ہو کر ایمان لے آیا ہوں لیکن اگر کوئی پوچھے کہ اے ابوبکر تم نے کون سا معجزہ دیکھا جو ایمان لائے تو اسے کیا بتاؤں؟

فرمایا: وہی خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا تھا۔
کیا وہی میرا معجزہ نہیں ہے؟

؎ توں جو ڈٹھا خواب سی اندر جن لتھا اسمانوں،
ہوئے گرد ستارے لوہتے فضل ہویا رحمانوں!

اوہو ای چن میں آپ محمد توں جہدے گھر آیا
تسی ستارے میرے سارے پاک نبی فرمایا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضراتِ محترم!

ایمان لانے میں بلا فصل ——— صدیق
قرآنِ کریم میں بلا فصل ——— صدیق
حدیث مبارکہ میں بلا فصل ——— صدیق
نماز پڑھانے میں بلا فصل ——— صدیق
ایثار و قربانی میں بلا فصل ——— صدیق

بازاروں میں بلافصل ــــــــ صدیق

غاروں میں بلافصل ــــــــ صدیق

مزاروں میں بلافصل ــــــــ صدیق

کون ہے جو اس کے بلافصل ہونے کو چیلنج کر سکے۔ سرکار نے آج بھی اپنے ساتھ بلافصل لٹایا ہوا ہے اور تا قیامِ قیامت لٹائے رکھیں گے۔
اور پھر جنت میں بھی بلافصل ہی لے جائیں گے۔

؎ توڑ دے ساتھی توڑ بچیسں انگلیاں پھڑ کے جنت دیسں
نال نبی دے سیر کرلیسن جنت دے گلزاراں دا

بن یار نبی دیاں یاراں دا، بن یار نبی دیاں یاراں دا
شک ہووے تاں ویکھ مدینے جوڑا ویکھ مزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا، بن یار نبی دیاں یاراں دا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ فرماتا ہے:
"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ"
میں نے سوچا: کہاں غار اور کہاں کلامِ پروردگار
آواز آئی: غار کی بات نہیں۔
بات دراصل یہ ہے کہ، ہے تو یہ غار مگر اس میں بیٹھا ہوا ہے یارِ غار۔ اور جہاں ہو یارِ غار۔ وہیں ہوتا ہے پروردگار۔

"اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

نسبت والی غار اس غار کو نسبت ہے یارِ غار سے اس

تو میں نے فرمادیا:

"وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّیؕ"

نسبت والے پہاڑ:

صفا اور مروہ کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرمادیا۔

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِؕ"

نسبت والا کتّا:

کسی کتّے کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرمادیا۔

"وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِؕ"

نسبت والے گھوڑے:

کسی گھوڑے کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرمادیا:

"وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا وَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًاؕ"

اسی طرح جب، کسی غار کو نسبت ہوئی تو میں نے فرمادیا:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِؕ"

میرے محبوب کے محبوب صدّیق کی نسبت والی غار کا میں نے اپنے کلام میں نہایت حسین انداز میں ذکر فرمایا۔

غار والی نیکی:

علامہ مومن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب،

تو میں نے فرما دیا:

"وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی ۭ"

نسبت والے پہاڑ:

صفا اور مروہ کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرما دیا۔

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰہِ ۚ"

نسبت والا کتا:

کسی کتے کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرما دیا۔

"وَكَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ"

نسبت والے گھوڑے:

کسی گھوڑے کو میرے پیارے سے نسبت ہوئی تو میں نے فرما دیا:

"وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا والمغیرات صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ"

اسی طرح جب، کسی غار کو نسبت ہوئی تو میں نے فرما دیا:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ ھُمَا فِي الْغَارِ ۭ"

میرے محبوب کے محبوب صدیق کی نسبت والی غار کا میں نے اپنے کلام میں نہایت حسین انداز میں ذکر فرمایا۔

غار والی نیکی:

علامہ مومن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب،

"نورالابصار" میں فرماتے ہیں۔

ایک دن جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے فرمایا:

اے جبرائیل: "صِفْ لَنَا عُمَرَؓ" ہمارے یار عمر فاروق کی توصیف بیان کرو۔ عرض کیا: یارسول اللہ!

اگر میں حضرت عمر کی صفت و تعریف بیان کروں اور اتنی کروں کہ

"مِثْلَ مَاقَامَ نُوحٌ فِی قَوْمِہٖ"

جتنا عرصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ یعنی ساڑھے نو سو سال تک بیان کرتا رہوں تو پھر بھی۔

؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہُوا

کا مصداق حضرت عمر کی شان مکمل نہ ہو سکے گی اور حضرت عمر کی تمام نیکیاں ایک طرف ہوں اور آپ کے یارِ غار سیدنا صدیقِ اکبر کی ایک غار والی نیکی ایک طرف ہو تو صدیق کی یہ ایک نیکی عمر کی تمام نیکیوں سے وزنی ہو گی۔

؎ اللہ نوں وی تیرے اُتے پورا اعتبار سی!
تاہیوں تینوں چُنیاں نبی دا یار سی

آپو نہیں آیا تینوں رب بھیجے گھلیا!
اوکھے ویلے توں نبی دے سنگ رلیا

اوہ سنگتاں اُٹھان والیا

شان وَدھ گئے نیں موڈھیاں تے چان والیا
شان وَدھ گئے نیں موڈھیاں تے چان والیا

اُوہ غاراں پتیاں دینداں گواہیاں نے
جتھے تیرے راتاں مل کے نبھائیاں نے

بنھ نوں سینے لاں والیا

شان وَدّھ گئے نیں موڈھیاں تے چان والیا
شان وَدّھ گئے نیں موڈھیاں تے چان والیا

نبی کا پہرے دار:-

کسی کا پہرے دار اُس کا بھائی ہے۔
کسی کا پہرے دار اُس کا بیٹا ہے۔
کسی کا پہرے دار کوئی مُلازم ہے۔
کسی کا پہرے دار پٹھان ہے۔ مگر
محبوبِ خُدا کا پہرے دار صدیق ذی شان ہے۔

خُدا کی امانت کا امین:-

شبِ ہجرت نبی کی امانتیں علی کے حوالے اُن کا محافظ علی المرتضٰے ہے۔ اور خُدا کی امانت صدیق کے حوالے؛ اُس کا مُحافظ یارِ غارِ مُصطفٰے ہے۔

عقیدۂ علامہ اقبال:-

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کیا خُوب فرمایا:

خواجۂ اوّل کہ اوّل یار بود؛
ثانیِ اثنین اِذْ ھُمَا فِی الغار بود

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن"

خطبہ ماہ رجب المرجب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"سُبحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ"

صَدَقَ اللّٰہُ العَظِیۡم

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

صاحبِ صدر، معزز علماء کرام، محترم مشائخ، بزرگو، نوجوان ساتھیو و زینتِ محفل حضرت پیر سیّد منیر احمد شاہ صاحب آف جنڈالوالہ شریف۔ یہ محفل جشنِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ معراج سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ جو کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں فرمایا گیا۔ دیگر انبیاء کرام کو ان کی شانوں کے مطابق معراج کروائے گئے مگر۔ لامکاں کی سیر اور

"دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ"

کی منازل صرف اور صرف ہمارے آقا و مولا علیہ السلام کو ہی طے کروائی گئیں۔ شاعر کہتا ہے کہ

؎ آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ ای
آں را کہ کس نہ دید تو آں را بدیدہ ای!

اے آقا جہاں جگہ نہیں ہے آپ وہاں تشریف لے گئے اور جسے کسی نے نہ دیکھا۔ آپ نے اس کا مشاہدہ فرمایا:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

؎ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کوئی نبی کوئی رسول جمال ذاتِ باری سے بہرہ مند نہیں ہوا۔ خواہش ضرور پیش کی مگر اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔

حضرت کلیم اللہ کی درخواست

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام خدا کے بڑے لاڈلے پیغمبر تھے۔ آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ"

"یا اللہ مجھے اپنی ذات کا مشاہدہ کروا میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ع کبھی اے حقیقتِ مُنتظر نظر آلباسِ مجاز میں !!
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اور یہ عرض کیوں کیا؟ اِس لئے کہ قوم نے یہ تقاضہ کر دیا تھا کہ
"لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً"
"ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک ہم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں گے"۔

حضرت کلیم اللہ نے ستر چُنے ہُوئے آدمیوں کو ساتھ لیا اور کوہِ طور پر جا کر اِلتجاء کی کہ مولا ہم تجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔

دُعائے کلیم کو ردّ نہ کیا گیا۔

اللہ کریم نے یہ نہیں فرمایا، کہ ہم نہیں دکھاتے کیُونکہ اگر ایسا فرماتا تو مُلّاں کو موقع مِل جاتا اور وہ کہتا دیکھا۔

اللہ نے پیغمبر کی دُعا رَدّ کر دی اور جھڑک دیا۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں فرمایا: بلکہ فرمایا کلیم۔

ہم تو جمالِ جہاں آرا دکھانے کو تیار ہیں، تمہاری دُعا منظُور و مقبُول ہے۔

"لَنْ تَرٰىنِیْ" تم ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔

صرف تمہاری دُعا قبُول کرتے ہُوئے ہم تمہیں اپنا صفاتی جمال دِکھاتے ہیں۔

مفسّرین فرماتے ہیں کہ خُداوند قدوس نے اپنے صفاتی نُور کی ایک معمُولی سی تجلّی ظاہر فرمائی۔

کوہِ طور جل کر راکھ ہو گیا۔ ستر آدمی جل کر مر گئے۔

مُوسیٰ علیہ السّلام اِس صفاتی تجلّی کی تاب نہ لاتے ہُوئے بے ہوش ہو گئے۔

نبی بے مثل بشر ہوتے ہیں

مُلّاں کہتا ہے۔ نبی ہمارے جیسے اور ہم نبی جیسے، وہ بھی بشر ہم بھی بشر، مگر یہ عقیدہ غلط ہے۔ دیکھئے جو محض بشر تھے وہ مر گئے اور جو بے مثل بشر ان میں تھے وہ مرے نہیں بے ہوش ہوئے۔

نبی بشر ضرور ہوتے ہیں مگر بے مثل نہ کہ ہماری طرح؟

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو جب ہوش آیا تو دیکھا قریب ہی ایک سفید پتھر ہے جس پہ لکھا ہوا ہے۔

"یَا مُوْسٰی لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ"

"اے موسیٰ مالِ یتیم کے قریب نہ جاؤ"

عرض کیا: مولا میں سمجھا نہیں۔

"مال کیا ہے اور یتیم کون ہے؟"

آواز آئی: کہ مال سے مراد وہ خواہش ہے جو تم نے کی اور یتیم سے مراد میرا حبیب علیہ السلام ہے۔

اے موسیٰ ذرا نظر اٹھاؤ اور دیکھو۔

آپ نے دیکھا تمام انبیاء کی ارواح بھی وجد میں یہی پکار رہی ہیں۔ ہمیں بھی دکھا۔ ہمیں بھی دکھا۔

تو فرمایا: اے پیارے کلیم!

نہ تیری آنکھ دیکھے اور نہ چشمِ انبیاء دیکھے؛\
مجھے دیکھے تو اے موسیٰ نگاہِ مصطفٰے دیکھے

اے کلیم وہ ایک ہی ہے۔ مازاغ کی آنکھوں والا محبوب، جس کی آنکھوں

میں یہ تاب و توانائی ہوگی کہ وہ نظر اٹھا کر مجھے دیکھ سکے گا۔

اور یہ تحفہ و عنایات اسی کے لئے ودیعت کر کے رکھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ وہ میرا محبوب و مطلوب ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

؎ کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضرت خلیل اللہؑ کی درخواست:

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے بھی بارگاہِ رب العزت میں یہ درخواست کی کہ

"رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ"

"یا اللہ: میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو مردہ کیسے زندہ فرماتا ہے۔"

اس درخواست سے آپ کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ مردوں کو زندہ ہوتا دیکھنا چاہتے تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ خود میرے سامنے مردہ زندہ فرمائے گا۔ تو اس بہانے سے میں اسے دیکھ لوں گا۔

خواہش یہ تھی کہ میں اپنے رب کو دیکھ لوں۔

آیتِ کریمہ کے اگلے الفاظ اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ

"اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ"

"کیا تیرا ایمان نہیں ہے کہ میں مردہ زندہ فرما سکتا ہوں۔"

عرض کیا: بلیٰ کیوں نہیں۔

فرمایا: پھر تقاضہ کیوں کرتے ہو۔

عرض کیا:

"وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ"

صرف اپنے اطمینانِ قلبی کے لئے اور عاشق جانتے ہیں کہ محب کا دل اُس وقت ہی مطمئن ہوا کرتا ہے جب محبوب کی زیارت ہو۔

جامی کہتے ہیں:

ہفت دریا گر بنوشم ترنہ گردد کامِ ما
شربتِ دیدار باید تشنۂ دیدار را !!

معلوم ہوا کہ آپ کی بھی یہی خواہش تھی کہ میں جمالِ الٰہی کروں۔ اللہ نے ان کے ہاتھوں پر مُردے زندہ فرما کر دُعا تو قبول فرمالی۔ مگر اپنا دیدار نہ کروایا۔ کیونکہ یہ خلیل تھے اور دیدارِ الٰہی حصّۂ حبیب تھا۔

غرضیکہ حضرت آمنہ و عبداللہ کے دُرِّ یتیم عَلَیہِ التَّحِیّۃ وَالتَّسلِیم کے علاوہ کسی کو یہ مرتبہ نہ ملا۔ حتیٰ کہ حضرت جبرئیل امین عَلَیہِ السَّلام بھی راہ میں رہ گئے اور ہمارے آقا عرشِ اعظم پر جلوہ فرما ہو گئے۔

رہ گئے جبرئیل امیں راہ میں!
عرشِ اعظم پہ پہنچا ہمارا نبیؐ!

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ!
سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک پنجابی شاعر نے اسے یوں بیان فرمایا:

کوئی طور تے کوئی چوتھے فلک تے
میرا کملی والا ہے سدرہ دا راہی (صلی اللہ علیہ وسلم)

فلسفۂ معراج

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ اتنا طویل و عریض سفرِ معراج خداوند قدوس نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کروایا۔
اس میں کیا حکمت تھی۔ کیا راز تھا۔
علماء کرام نے اپنے اپنے ذوق و علم کے مطابق مختلف حکمتیں بیان فرمائی ہیں، جن میں سے چند ایک اس وقت بیان کروں گا۔ اور آپ سے اجازت چاہوں گا۔ وقت قلیل ہے اور مقررین کی فہرست کافی طویل ہے۔
اس لئے مختصر عرض کرتا ہوں۔

پہلی حکمت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ توحید و رسالت فرمایا اور فرمایا:
"قُولُوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (صلی اللہ علیہ وسلم)
بتوں کے پجاریوں۔ خدا کے سوا کئی معبود ماننے والوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری انہوں نے سرکار کو اس تبلیغی مشن سے ہٹانے کے لئے بہت سے حربے استعمال کئے۔ بہت تکلیفیں پہنچائیں۔ کہیں آپ کی گردن مبارک میں پٹکا ڈال کر کھینچا۔ کبھی راستے میں کانٹے بچھائے۔ کبھی کنوئیں کھدوائے۔ کبھی کوڑا کرکٹ آپ پر پھینکا۔ کبھی اُوجھ آپ پر پھینکی۔ کبھی آپ کو سرِ بازار مارا پیٹا۔
آپ تبلیغ فرماتے تو آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے۔
آپ جب اپنے کاشانۂ اقدس پر تشریف لاتے تو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ کے زخموں پر مرہم رکھتیں اور آپ کو تسلی دیتیں اور کبھی آپ کے عم محترم حضرت ابوطالب آپ کی غمخواری فرماتے تو آپ کا غم ہلکا ہو جاتا۔ مگر یہ دونوں شخصیات بھی

داغِ مفارقت دے گئیں تو پھر آپ ان کے غم میں اور کافروں مشرکوں کی تکالیف کے غم میں زیادہ پریشان رہنے لگے۔

اب سارا مکہ ایذا رسانی کرتا مگر تسلی دینے والا اور غم ہلکا کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبرئیل!

عرض کیا: لبیک یا جلیل۔

فرمایا، میرا محبوب پریشان ہے۔ اُسے لے آؤ میں خود اُسے تسلی دوں گا۔

؎ جانی یار نوں کافراں دُکھ دتے دے تسلیاں دل پرچاوناں ایں!
جو وی مال خزانڑا کول میرے اپنے یار دی جھولی پاوناں ایں!

دوسری حکمت:-

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط"

"بے شک، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جان و مال جنت کے بدلے خرید لئے۔"

اللہ تعالیٰ مشتری ہوا۔ مومنین بائع۔ اور جان و مال مبیعہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت یہ سودا ہو گیا۔

جنت اس بیع میں قیمت ٹھہری۔

؎ مال بنائیوس تے مل ٹکائیوس اتے کیتوس مل حوالے!
جان دی اوہدی مال وی اوہدا اسیں اینویں خریدن والے

بیع کا اصول ہے کہ جس کی معرفت بیع ہو وہ مبیعہ اور قیمت اچھی طرح

دیکھ لے۔ اب سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے مبیع یعنی مومنین کے جان و مال تو ملاحظہ فرمائے تھے مگر ان کی قیمت یعنی جنت ملاحظہ نہ کی تھی۔

فرمایا: جبریل شب معراج میرے محبوب کو جنت کی سیر کروا دو تاکہ یہ بیع مکمل ہو جائے۔

تیسری حکمت

اللہ کریم جل جلالہٗ نے فرشتوں سے فرمایا کہ

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"

"میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

فرشتوں نے عرض کیا،

"اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ"

"یا اللہ! کیا تو زمین میں اسے خلیفہ بنائے گا جو دنگا و فساد برپا کرے گا اور خونریزی کرے گا۔ اللہ کریم نے فرمایا:

"اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"

"بے شک جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ تم نہیں جانتے"۔

اے فرشتو! تمہاری نگاہ اس کے دنگا فساد اور خونریزی کی طرف ہے اور میری نگاہ اس اپنے محبوب کی طرف ہے۔ جس کی خاطر میں نے تمام کائنات کو بنایا جو اسی خلیفہ کی نسل سے ہوگا اور کائناتِ انسانی میں انقلاب برپا کر دے گا۔

فرشتوں نے عرض کیا وہ کون ہے؟

فرمایا: وہ میرا پیارا محبوب محمد مصطفےٰ علیہ السلام ہے۔

فرشتوں نے درخواست کی، اے مولا: ہمیں بھی اس کی زیارت سے مشرف فرما۔ فرمایا: شبِ معراج اس کو آسمانوں پر بلاؤں گا۔ جب وہ تشریف لائے گا تم

بھی اس کی زیارت کرلینا۔

فرمایا: جبرئیل میرے محبوب کو آج ملاء اعلیٰ میں لے آتا کہ ملائکہ اس کی زیارت سے مُستفیض ہوسکیں۔

چوتھی حِکمت:۔

نبیِٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں اُمّت کے اعمال پیش کئے گئے جنہیں سرکار نے مُلاحظہ فرمایا:

اُمّت کی نیکیوں سے فرحت حاصل ہوئی اور گناہوں کو دیکھ کر حضور غمگین ہوئے سرکار غم اُمّت میں مغموم رہنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے شب معراج بلاکر اپنی رحمت کا مشاہدہ کروایا کہ

"اے محبوب ذرا دیکھو کہ آپ کی اُمّت کے گناہ زیادہ ہیں یا میری رحمت اِن سے وسیع" ؟ فرمایا:

"وَسِعَتْ رَحْمَتِی کُلَّ شَیْئٍ"

"میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے"

آپ اُمّت کے گُناہوں سے پریشان نہ ہوں ہم اپنی رحمت سے انہیں بخش دیں گے۔

؎ تمہیں اُمّت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں
مُحمّد ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے
(صلی اللہ علیہ وسلّم)

پانچویں حِکمت:۔

سرکارِ ابد قرار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: میں قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔

"شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ"
"میری شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے"

اور قیامت کا دن بڑا حولناک ہے۔ جہنم کی آگ بڑی تیز اور پلصراط کا منظر بہت خوفناک ہے جس کی ہیبت سے بڑے بڑے کانپ رہے ہوں گے۔ حتیٰ کہ انبیاء بھی نفسی نفسی کا نعرہ بلند کریں گے۔

تو اے محبوب آپ نے شفاعت فرمانی ہے۔ آپ نے نفسی نفسی کی بجائے اُمتی اُمتی پکارنا ہے۔ کہیں آپ پر بھی یہ ہیبت اور خوف طاری نہ ہو جائے۔ تو آؤ اور معراج کی شب یہ سب کچھ ملاحظہ فرما جاؤ تاکہ بلا خوف وخطر شفاعت فرما سکو۔

؎ بروزِ محشر نبی بھی سارے پکار اُٹھیں گے نفسی نفسی
بنے گا محشر میں جو سہارا وہ آمنہ ہی کا لال ہو گا

چھٹی حِکمت

تمام انبیاء کرام نے لوگوں کی توحید کی شہادت دی اور کہا:
"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"
"میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں مگر اللہ"

قوم نے سوال کیا کہ حضرت آپ شہادت دے رہے ہیں اور شہادت وہ معتبر ہوتی ہے جو عینی ہو تو کیا آپ نے رب کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جواب ملا نہیں۔ ہر نبی نے شہادت دی۔ قوم نے یہی سوال کیا۔ جواب نفی ہی ملتا رہا۔

اب باری آگئی سرکارِ دو عالم کی تو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات بلا کر فرمایا: محبوب مجھے بے حجاب اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما لو۔ تاکہ جب تم قوم کو میری توحید کی گواہی دو اور قوم تم سے سوال کرے کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو آپ کا جواب نفی میں نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ

"رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ"
"میں نے اپنے رب کو بڑی احسن صورت میں دیکھا ہے"۔
اور میں بھی اعلان فرما دوں کہ
"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا"
"اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے"۔
یعنی مشاہدہ کرنے والا۔ اسی طرح شہادت کی تکمیل ہو جائے گی جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہر پیغمبر نے دی اور جب آپ پر یہ گواہی ختم ہو جائے گی تو آپ خاتم النبیین ہو جائیں گے کیونکہ آپ کے بعد اب کسی نبی کی گواہی کی ضرورت نہ رہے گی۔

ساتویں حکمت

اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے میثاق لیا جو قرآنِ کریم میں موجود ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ"
"اور یاد کیجئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پکا وعدہ لیا کہ جب تمہیں کتاب وحکمت عطا فرما دوں"۔
تمہاری نبوت کا دور ہو تمہاری امتیں تمہارے کلمے پڑھ رہی ہوں تو۔
"ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ"
پھر میرا بڑی شان والا رسول تمہارے پاس آئے تو۔
"لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ"
البتہ ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد فرمانا۔
"قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ" فرمایا: کیا تم نے اقرار کر لیا؟

"قَالُوْآ اَقْرَرْنَا" عرض کیا: ہم سب نے اِقرار کرلیا۔

اَب ایک وَعدہ اللہ کا نبیوں سے تھا اور ایک وَعدہ نبیوں کا اللہ سے۔ دو وعدے تھے۔

اللہ کا وَعدہ:

مَیں اپنا محبوب تمہاری طرف بھیجوں گا اور وُہ تمہارے پاس تشریف لائے گا۔ کیونکہ الفاظ ہیں۔

"ثُمَّ جَآءَکُمْ" پھر وُہ تشریف لائے۔

اَنبیاء کا وَعدہ۔

جب وُہ تشریف لائے گا تو ہم اُس کا کلمہ پڑھ کر اُس پہ ایمان بھی لائیں گے اور اُس کی مَدد بھی فرمائیں گے۔ جیساکہ

"لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ" اور اَقْرَرْنَا سے ثابت ہے۔

اَب وعدہ کے مطابق سرکار کی تمام اَنبیاءِ کرام کے پاس تشریف آوری بھی لازمی اور آپ پہ ان تمام کا ایمان لانا بھی ضروری تھا۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو اُمتِ مصطفویہ کہتی کہ اَے انبیاء کرام تم سے اللہ کا وَعدہ تھا کہ تم میں اُس کا محبوب جلوہ گر ہوگا مگر وُہ تم میں تشریف نہ لائے اور ہم گنہگاروں سے وَعدہ تو نہ تھا مگر ہم میں وُہ تشریف لے آئے۔

"لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ"

اَلبتہ تحقیق تمہارے پاس تم میں سے رسُول تشریف لائے تو اِس اِیفاءِ عہد کی ایک ہی صُورت تھی کہ اِن تمام انبیاء کے پاس حضُور تشریف لاتے اور وُہ تمام اَنبیاءِ کرام آپ کا کلمہ پڑھتے۔ تو اِس وَعدہ کو پُورا کرنے کے لئے معراج کی رات مقرر فرمائی اور تمام اَنبیاء کو مسجدِ اقصیٰ میں جمع کیا۔

تمام انبیاء کی موجودگی میں سرکار تشریف لائے اور جب سب نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور اُس نماز کی التحیات میں

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

پڑھا تو دونوں وعدے پورے ہو گئے۔ سرکار سب کے پاس تشریف بھی لے آئے اور سب نبی سرکار کا کلمہ پڑھ کر آپ پر ایمان بھی لے آئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح تڑپ اُٹھی اور عالم وجد میں پکار اُٹھی کر

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنیٔ اوّل آخر
ہیں دست بستہ وہ پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

حیاتِ انبیاء:

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ انبیاء تو تمام کے تمام دُنیا سے پردہ فرما چکے تھے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ جب نماز پڑھی جا رہی ہو اور نماز بھی جنازہ کی ہو تو یہ معلوم کرنا ہو زندہ کون ہے اور مُردہ کون تو اِس طرح معلوم ہوتا ہے کہ جو امام کے آگے ہو وہ مُردہ اور جو پیچھے ہو وہ زندہ بہر کیف! امام کے پیچھے زندہ ہی نماز پڑھا کرتے ہیں۔

تمام انبیاء نے حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ لہٰذا وہ سب زندہ تھے

رات رنگیلی چار رنگ لایم!
کالیاں زلفاں بھی رنگ جایم!
سب نبیاں دا بخت بڑھایم
مُرسل سارے۔ کرن نظارے۔ جاون وارے۔

کون امام رسولاں دا مسجدِ اقصیٰ تے گل مُک گئی!
نور بشر دا مسئلہ کھلیا شبِ اسریٰ تے گل مُک گئی

ے وِچ پلکاں لنگھ یار سدھایا ہفت سماء تے گل مُک گئی

ے مُوسیٰ دی کوہ طُور تیاری!
حُکم ہویا نعلین اُتاری!
ھُن آ گئی محبوبؐ دی واری

ے آھُن ٹُردا — لاہ چھڈ پردا — بھیس بشر دا!
ٹھُم ٹھُم ٹُریا جوڑے پا کے اَو اَدنیٰ تے گل مُک گئی!
نُور بشر دا مسئلہ کھلیا شبِؐ اسریٰ تے گل مُک گئی

رب آکھیا محبوبؐ پیارا۔
ایہہ جگ اوہ جگ تیندا اے سارا۔
خاطر تیندی کُل پسارا۔
جھبدیں آویں۔ دیر نہ لاویں؛ کُجھ منواویں۔
ے جو منوانا ایں اج منوا چا تیندی رضا تے گل مُک گئی
نُور بشر دا مسئلہ کھلیا شبِؐ اسریٰ تے گل مُک گئی

سائیں آکھیا وِل عرض کریم!
سوچ سمجھ کے ایہہ الیم
تُوں سیہ من نہیں میں ہکا منویم
اُمت ناکاری۔ اوگنہاری۔ بخش دے ساری۔
ے گنہگاراں نُوں تُوں گل لاویں رسم وفا تے گل مُک گئی
نُور بشر دا مسئلہ کھلیا شبِ اسریٰ تے گل مُک گئی

صابر جداں تشریف لیائے۔
بستر گرم برابر پائے۔
سال ہزاراں گذر سدھائے۔

کنڈا ہل دا ــــ پانی چل دا ــــ جھوٹھا پل دا

ے من نہ من تھن تیری مرضی رات ھکا تے گل مک گئی
نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی
وچہ پلکاں لنگھ پار سڑھایا ہفت سماء تے گل مک گئی

آٹھویں حکمت :

لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا ہے یا سولی پر چڑھایا گیا ہے۔ اِن کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ"

انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا بلکہ انہیں اللہ کریم نے اپنی طرف اُٹھالیا۔ آج بھی چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

ایسے ہی حضرت ادریس کو بھی آسمانوں پر اُٹھالیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"

"اور ذکر کیجئے حضرت ادریس کا بے شک وہ صدیق نبی ہیں اور ان کو ہم نے مکان اعلیٰ کی طرف اُٹھالیا"۔

حضرت ادریس بھی آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔

اب اگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرشِ اعلیٰ کی زینت نہ بنایا جاتا تو عیسائی اور یہودی کہتے مسلمانو!

اسلام اور بانی اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت اور بانی عیسائیت کو قبول کر لو کیونکہ تمہارے نبی کو آسمانوں پر نہیں بلایا گیا وہ زمین پر ہیں اور عیسیٰ و ادریس علیہما السلام

آج بھی آسمانوں پر ہیں۔

اللہ کریم نے شبِ معراج سرکار علیہ السلام کو سیاحی لامکاں سے سرفراز فرما دیا۔ تاکہ یہودی و عیسائی مسلمانوں پر کسی قسم کا اعتراض نہ کر سکیں۔

حضرت حسن رضا فرماتے ہیں:

ؔ بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ!

اور اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ؔ وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے!
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

اب ہم مسلمان ان یہودیوں اور عیسائیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ اے عیسائیو اور یہودیو عیسائیت اور یہودیت کو چھوڑ دو اور اسلام قبول کر لو۔ دیکھو تمہارے نبی آسمان پر گئے اور ہمارے نبیٔ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم لامکاں پر جلوہ گر ہوئے۔

ؔ طور پر رفعتِ امکانی کہاں لن ترانی کہاں من رانی کہاں
جس کا سایہ نہ ہوا اس کا ثانی کہاں اس کا اک معجزہ آج کی رات ہے

نانویں حکمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا" ہم نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی نشانیاں تھیں جو دکھانی مقصود تھیں تو فرمایا:

"وَلَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى"

"اور البتہ تحقیق دیکھا آپ نے اپنے رب کی آیتِ کبریٰ کو۔"
اب سوال یہ ہے کہ حضور سے بڑھ کر اللہ کی آیتِ کبریٰ کون سی تھی جو آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ تو جواب یہ ہے کہ آیتِ کبریٰ نے خود آیتِ کبریٰ کو دیکھا کیونکہ حضور آئینہ جمالِ کبریا ہیں تو جب اس حسینِ بے مثال نے اس آئینہ کو سامنے رکھا تو اسے اپنا آپ نظر آیا اور حضور کو اس کی ذات میں اپنا ہی حسن و جمال نظر آیا۔

مصطفٰے آئینۂ روئے خداست
منعکس دروے ہمہ خوئے خداست

رخِ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

اسی کو فرمایا کہ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ؕ
"وَلَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ؕ"
"میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے، دیکھنے کا مزا آج کی رات ہے۔"
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
"مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ ؕ"
"جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھ لیا۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
"قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ ؕ" تحقیق تمہاری طرف حق آگیا۔

اوہ بے صورت وچہ صورت دے بن آپ محمد آیا اے
رکھ سامنے شیشہ وحدت دا اللہ پاک نے یار سجایا اے

اور تاجدارِ گولڑہ نے کیا خوب فرمایا کہ
دَسّے صورت راہ بے صورت دا توبہ راہ کے عین حقیقت دا
پر ایہہ کم نہیتوں بے سوجھت دا کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

؎ اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں!
سچ آکھاں نے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

دسویں حکمت

حضرت مُلّاں معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ "معارج النبوت" میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو زمین نے آسمان پر تکبّر کیا۔

"اِنَّ الْاَرْضَ اِفْتَخَرَتْ عَلَی السَّمَآءِ" الخ

زمین نے آسمان سے کہا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔

آسمانوں نے اپنی فضیلت کا اظہار کیا۔

دونوں نے اپنی اپنی افضلیت پر دلائل پیش کئے۔ جنہیں کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ

؎ فلک بولا زمیں سے مجھ میں انوارِ الٰہی ہیں
زمیں بولی فلک سے مجھ میں اسرارِ الٰہی ہیں!

فلک بولا ستارے مجھ پہ ہیں اور ان میں زینت ہے
زمیں بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں اور ان میں نکہت ہے

فلک بولا گھٹا اُٹھ کر میری تجھ کو گھٹا دے گی
زمیں بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی

فلک بولا میرے اُوپر ملائک کے محل ہوں گے
زمیں بولی کہ مجھ پر بیل بوٹے پھول پھل ہوں گے

؎ فلک بولا کہ مجھ پر کرسیٔ و عرشِ علی ہوں گے!
زمیں بولی کہ مجھ پر اولیاء و انبیاء ہوں گے

فلک بولا ستاروں کا میری منزل پہ لشکر ہے
زمیں بولی کہ مسجد میں میری اَللّٰہُ اکبر ہے

فلک بولا ستاروں سے مزیّن میرا سینہ ہے
زمیں بولی کہ مجھ پر طُور ہے مکّہ مدینہ ہے

اب آسمان دلائل سے عاجز آنے لگا تو اُس نے اپنے معاونین سے پوچھا کہ کون سی دلیل دُوں جس سے زمین ساکت ہو جائے۔
سوچ سوچ کر معاونین نے آسمان سے کہا بس ایک آخری دلیل ایسی ہے کہ جس کا جواب زمین کے پاس نہیں۔
زمین سے کہو تیار ہو جا۔ اب ہار تیرا مقدّر بن چکی ہے۔
سُن میری دلیل تو

؎ فلک بولا کہ مجھ پر چاند کیسا نُور والا ہے

زمین نے کہا: اے آسمان مت اِترا اور گھمنڈ میں نہ آ ایک مرتبہ پھر اپنی دلیل دے اور سُن جواب تو

؎ فلک بولا کہ مجھ پر چاند کیسا نُور والا ہے
زمیں بولی کہ اس میں بھی محمّد کا اُجالا ہے
(صلّی اللہ علیہ وسلّم)

اب آسمان ساکت اور لاجواب ہو گیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگا۔ اے مولائے کریم جس محمّد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی وجہ سے زمین کو مجھ پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے۔ میرے سینہ پر بھی اس محبوب پاک کے قدم لا تا کہ میں بھی صاحبِ فضل ہو جاؤں۔

اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج آسمان کی درخواست کو شرفِ قبولیت عطا کرتے ہوئے فرمایا:

حکم تھا اے فلک اب قدم چوم لے
جھک کے ہر اک ملک اب قدم چوم لے

عرش بھی ہے دھڑک اب قدم چوم لے
تجھ پہ شاہِ دنیٰ آج کی رات ہے

اور نبیوں کا یہ مرتبہ ہے نہیں،
عرشِ اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں

ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں
جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

گیارہویں حکمت

اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا وہ فرماتا ہے:

"ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ"

"وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔"

عرش کا معنیٰ ہے تخت اور تخت اس لئے ہوتا ہے کہ اس پر کوئی بیٹھے۔
جَلَسَ یَجْلِسُ جُلُوْسًا یعنی بیٹھنا۔
اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے تو پھر یہ عرش کیوں بنایا؟
فرمایا: اس لئے کہ میں تو بیٹھنے سے پاک ہوں، مگر میرا ایک یار ہے جسے شبِ معراج ..... اس عرش پر بلاؤں گا اور اس کے سینے پر بٹھاؤں گا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

زمہریری ہے جن کو عبور کرنا محال ہے پھر آسمانوں کے دروازے نہیں نہ ہی آسمان میں خرق والتیام ہو سکتا ہے۔

لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ جسم اسے عبور کرلے

قرآن پڑھو:

میں کہتا ہوں، قرآن پڑھو تو یہ تمام مسئلہ ایک منٹ سے پہلے حل ہو جائے گا۔

توجہ فرمایئے: جنت کہاں ہے؟

جنت آسمانوں کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیارے آدم علیہ السلام۔

جنت میں رہو:

"وَقُلْنَا يَآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ط"

تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو۔ یہی تمہارا مسکن ہے مگر دیکھنا۔

"لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ط"

"اس درخت کے قریب نہ جانا۔"

مگر جب آدم علیہ السلام نے وہ دانا تناول فرمالیا تو فرمایا۔

زمین پر چلے جاؤ:

"وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ط"

"اب تمہارا مستقر اور مسکن تا قیام قیامت زمین میں ہوگا۔"

آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لے آئے۔ درمیان میں وہی آسمان ہیں۔ وہی کرہ ناری ہے۔ وہی کرہ زمہریری ہے مگر آدم علیہ السلام یہ سب کچھ عبور فرماکر زمین پر آگئے۔ تو اگر آدم علیہ السلام یہ سب کچھ عبور فرماکر زمین پر آسکتے ہیں

ے جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی ﷺ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آیت کا ترجمہ:

حضرات: تلاوت کردہ آیت میں اللہ کریم نے ذکرِ معراج کو اپنی پاکی سے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ"

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی۔
اسلئے کہ منکرینِ معراجِ جسمانی کا رد ہو جائے۔
آیتِ کریمہ کے ہر لفظ کی طرح لفظ سُبحٰن بھی۔

معراجِ جسمانی:

معراجِ جسمانی کی دلیل ہے۔

فرمایا: یہ کہنے والو کہ جسم ثقیل ہے اور اتنا طویل و عریض سفر نہیں کر سکتا۔ یہ اعتراض تو تم تب کرو جب اس جسمِ پاک نے خود یہ سفر کیا ہو۔

یہ سفرِ معراج اس جسمِ مقدسہ نے خود نہیں کیا بلکہ میں نے اُسے کروایا ہے اور میں ہر قسم کے عجز سے پاک ہوں۔ کروا سکتا ہوں۔

ے ایہہ معراج سی راز محبتاں دا ہنئیں سی کسے دی سمجھ وچ آون والا
سدیا طالب نے اتے مطلوب گیا جبرئیل سی سد کے لیجان والا

بعضے آکھدے نیں بناں دروازیاں توں کیویں گیا اوہ عرشاں تے جان والا
ایہہ پر عقل نوں آ ہر کی دخل ایتھے جانے جان والا یا لیجان والا

کہنے والے کہتے ہیں کہ درمیان میں خلا ہے ہوا ہے۔ کرۂ ناری ہے۔ کرۂ

جا سکتے ہیں تو پھر۔ جو آدم علیہ السلام کا بھی امام ہے وہ یہ سب کچھ عبور فرما کر کیوں نہیں آجا سکتے؟

میں نے ابھی بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو تھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ قرآن شاہد ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں، کلام اللہ گواہ ہے۔ تو اگر یہ انبیاء آسمان پر بغیر خرق والتیام کے تشریف لے جا سکتے ہیں تو پھر سید الانبیاء علیہ السلام کیوں نہیں جا سکتے؟

آسمانوں ہی پر سب نبی رہ گئے
عرشِ اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی!

کیونکہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے بالا دو بالا ہمارا نبیؐ!

فرمایا:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ"

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص کو سیر کروائی"

عبدِ خاصؐ

عبد کہتے ہیں عبادت کرنے والے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ"

اے محبوب ان کافروں سے فرما دیجئے کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کرتا۔ تم تو عباد الاصنام ہو اور میں عبد الرحمٰن ہوں۔

یعنی کہ عَبَدَ یَعْبُدُ عَبْدًا کا معنی ہے۔

عبادت کرنا اور عبد کہتے ہیں عبادت کرنے والے کو۔ لہٰذا لفظ عبد فرمانے سے

حضور کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اللہ تعالیٰ نورانی ملائکہ کو فرما رہا ہے۔

"بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ" بلکہ یہ میرے عزت دیئے ہوئے عبد ہیں۔

عبد ہم بھی ہیں۔

عبد ولی غوث قطب ابدال۔

صحابہ اور انبیاء بھی ہیں اور عبد کملی والے علیہ السلام بھی ہیں مگر ہم عام عبد ہیں۔

ولی غوث قطب ابدال ہم سے خاص عبد ہیں۔

انبیاء کرام ان سے بھی خاص عبد ہیں اور حضور عبدِ اعلیٰ ہیں کیونکہ جیسی سرکار عبادت فرمانے والے ہیں، ایسی کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ وہ عبدِ اعظم ہیں۔ وہ عبدِ اعلیٰ ہیں۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

؎ عبدِ دیگر عبدہٗ چیزے دگر!
ما سراپا انتظار او منتظر!

ہم وہ عبد ہیں کہ سراپا انتظار ہیں، کبھی ہمیں لقاءِ جمالِ الٰہی ہو۔ اور وہ عبد ہیں کہ ذاتِ الٰہی ان کی منتظر ہے کہ اے محبوب آؤ اور اپنا جمال دکھاؤ۔

؎ وہ حسن ہے اے سیدِ ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالبِ دیدار تمہارا

اور پھر بعبدہٖ کا لفظ بھی معراجِ جسمانی کی دلیل ہے کیونکہ عبد روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے اور لفظ اسریٰ بھی معراجِ جسمانی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ سیر روح مع الجسم کے ہوا کرتی ہے۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں راولپنڈی کی سیر کروں تو روح تو سیر کرے اور جسم جنڈالہ میں ہو بلکہ میں روح مع الجسم کے سیر کروں گا۔

فرمایا: اسریٰ۔ میں نے اپنے بندے کو سیر کروائی ہے اور روح مع الجسم کے

کروائی ہے۔ آگے فرمایا: لَیْلاً۔ رات کے قلیل ترین حصہ میں سیر کروائی۔ کیونکہ لیلاً نکرہ ہے اور نکرہ پر تنوین قلت کا معنیٰ دیتی ہے۔

علماء تشریف فرما ہیں ان سے پوچھیئے ترجمہ یوں ہوگا کہ رات کے اتنے مختصر وقت میں کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی آن کی آن میں سرکار تشریف لے بھی گئے اور واپس تشریف لے بھی آئے۔

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمدؐ

یہ مسئلہ بھی قرآن کریم نے حل فرمایا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ آن واحد میں سفرِ معراج کس طرح ممکن ہے وہ ذرا قرآن کا مطالعہ فرمائیں۔

قیامت کا دن

یوم قیامت جس میں تمام بنی نوعِ انسان کا حساب و کتاب ہوگا تو اس طویل حساب و کتاب کو کتنا ٹائم لگے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ"

سارا حساب کتاب۔ ایک دن میں ہوگا۔ جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ اسیطرح دوسری مثال موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں یمن سے شام تک کا سفر ایک مہینہ میں طے ہوتا تھا۔

مگر حضرت سلیمان علیہ السلام صبح یمن سے چلتے دوپہر تک پہنچتے۔ قیلولہ فرما کر بھی جب شام سے واپس چلتے تو غروب آفتاب تک پھر یمن پہنچ جاتے یعنی دو ماہ کا سفر ایک دن میں طے فرماتے۔

ایک دن میں دو ماہ کا سفر

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ

موجود ہے کہ

"وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ"

"اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا۔ صبح کا ایک مہینہ اور شام کا ایک مہینہ"۔ تو اگر

قیامت کا پچاس ہزار سال، ایک دن میں۔ اور سلیمان علیہ السلام کا دو ماہ کا سفر ایک ہی دن میں ختم ہو سکتا ہے تو حضور کا سفر معراج رات کے قلیل ترین حصہ میں کیوں ختم نہیں ہو سکتا؟ فرمایا۔ لَیْلًا

رات کے قلیل ترین حصہ میں سیر کرائی۔

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرات محترم!

آیت اسریٰ کا مفہوم بہت وسیع ہے اور میرے پاس اس قدر ٹائم نہیں کہ میں اسپر تفصیل سے بیان کر سکوں جو کچھ عرض کیا ہے اسے قبول فرمائیے۔ اور میری صحت کے لئے دعا کیجئے۔

یاد زندہ صحبت باقی!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

—.×.—.×.—.×.—

خطبہ ماہ شعبان المعظم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ کُلَّ شَیْءٍ"

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

معزز سامعین کرام:

یہ ماہ شعبان المعظم ہے جس کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اَلشَّعْبَانُ شَھْرِیْ" شعبان میرا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اکثر سرکار دوعالم علیہ السلام روزہ سے رہتے اور کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔

اسی ماہ میں ایک ایسی رات ہے جسے شب برات کہا جاتا ہے جو کہ شعبان کی پندرھویں شب ہے اسمیں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر طلوع اجلال فرماتا ہے اور آوازیں

شب برات

آتی ہیں کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے.... عطا فرما دوں۔ اللہ کریم کی طرف سے بار بار یہ اعلان کیا جاتا ہے

کوئی آج رزق مانگنے والا ہے اُسے رزق عطا فرما دوں۔ ہے کوئی اولاد مانگنے والا ہے اُس کا دامن اولادِ نرینہ سے بھر دوں۔ ہے کوئی بخشش مانگنے والا ہے اُسے بخش دوں۔

لہٰذا اس رات میں کثرت سے توبہ و استغفار کرنی چاہیئے۔ ساری شب نوافل میں گزارنی چاہیئے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

صلوٰۃ الخیر

جو آدمی اس شب میں سو نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ سورۂ اخلاص یا دس نوافل یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس کی ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ جن میں سب سے ادنیٰ حاجت یہ ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شعبان کے روزے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تیرہ، چودہ، پندرہ شعبان کو روزہ رکھے اُسے اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

شعبان کا خاص عمل

عملیاتِ جہانگیری میں ہے کہ جو شخص پندرھویں شب شعبان کو بعد غسل ایک سو ایک مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر سات بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

پڑھے اور دعائے رزق کرے۔ سارا سال رزق سے بے فکری پائے گا۔ مشکلات میں غیب سے مدد ہو گی۔

ہر مقصد پورا ہو گا۔

بعد مغرب پہلے غسل کرے پھر تین مرتبہ یٰسین شریف پڑھے۔ پہلی مرتبہ درازیٔ عمر کی دعا کرے، دوسری مرتبہ فراخیٔ رزق کی تیسری مرتبہ عافیت بدن کی خاطر دعا کرے۔ عشاء کے بعد ایک مرتبہ سورۂ دخان پڑھے اور ستّر مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

"یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

انشاء اللہ ہر مقصد پورا ہو گا۔ یہ بھی پندرھویں شب یعنی شب برات کا عمل ہے۔

قبرستان کی حاضری۔

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب برأت کو شہداء اُحد کے مزارات پر تشریف لے جا کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

لہٰذا شب برأت میں قبرستان کی حاضری دینا بھی سنت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس رات میں بالعموم تمام مؤمنین کے لئے بالخصوص اپنے والدین مشائخ و اساتذہ کے لئے ان کے مزارات پر حاضر ہو کر مغفرت کی دعا مانگیں۔

چھ آدمی محروم رہیں گے۔

چھ آدمی اس رات میں بھی رحمتِ خدا سے محروم رہتے ہیں۔ مشرک، والدین کا گستاخ، کینہ پرور، ہمیشہ شراب پینے والا، شلوار یا چادر ٹخنوں سے نیچے

کرنے والا اور غیبت کرنے والا۔ اگرچہ ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر بھی عبادت کرے محروم رہے گا۔

استقبالِ رمضان۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں استقبالِ رمضان پر ایک طویل خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فضائلِ رمضان اور فضائلِ صوم بیان فرمائے اور رمضان کے لئے تیاری کا حکم فرمایا۔

سال بھر کے فیصلے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

"حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۙ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ"

"حٰمٓ۔ قسم ہے کتابِ مبین کی بے شک ہم نے اسے لیلۂ مبارکہ میں نازل فرمایا تاکہ ہم ڈرانے والے ہوں، اس رات میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں، سال بھر کے تمام فیصلے اسی رات میں کر کے متعلقہ ملائکہ کو تفویض کر دیئے جاتے ہیں۔

کس کو کتنا رزق ملے گا ——— کون پیدا ہو گا۔

کون مر جائے گا ——— کسے اولاد دینی ہے۔

کس کے روزگار میں فراخی اور ——— کس کے روزگار میں تنگی ہو گی۔

یہ سب فیصلے اسی رات میں ہوتے ہیں، اسی لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنے

خالقِ حقیقی کو خوب اچھی طرح راضی کریں۔
اُس سے مُعافی مانگیں اور اُس کے دربار میں خوب گڑگڑائیں تاکہ وہ ہم پر اپنا فضل و رحمت فرمائے۔ وہ تو بڑا رحیم و کریم ہے مگر ہم ہی اپنے مالک سے بغاوت کئے ہوئے ہیں۔
ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں کہ قوم کی حالت زار دیکھ کر اللہ تعالیٰ گویا کہ یُوں فرماتا ہے کہ

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہ روِ منزل ہی نہیں

رات جلوے کی تھی قوم نے حلوے کی بنا ڈالی۔
رات اسے راضی کرنے کی تھی قوم نے آتشبازیوں کے مظاہرے کر کے اسے اور غضبناک کیا۔
مساجد بے آباد ہیں۔
قرآن الماریوں کی زینت ہے۔
قوم لہو ولعب میں مُبتلا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)
نامعلوم یہ قوم اب کس وقت کے اِنتظار میں ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

دِن لہو میں کھونا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے!
خوفِ خدا شرمِ نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور ایک پنجابی کا شاعر کہتا ہے کہ

دین نبی دا وانگ یتیماں اج گھر گھر دھکے کھاوے
کتھے ہووے اج عمر جہا درجہڑا روندے نوں گل لاوے

غور کیجئے۔ اگر قیامت کے میدان میں اِن مساجد نے خدا سے ہماری شکایت

کی کہ یا اللہ یہ قوم فارغ رہ کر بھی مجھے آباد نہ کر سکی۔ اور قرآن نے بارگاہِ خداوندی میں شکوہ کیا کہ اے مولائیں الماریوں کی زینت بنا رہا۔ قوم نے میری تلاوت نہ کی تو پھر

؎ جب وہ پوچھیں گے سرِ محشر بلا کے سامنے!
کیا جواب جرم دو گے مصطفےٰ کے سامنے

رسول اللہ شکائت فرمائیں گے۔

قرآنِ کریم میں موجود ہے کہ حضور بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے۔

"وَقَالَ الرَّسُوْلُ رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔"

"اور رسول فرمائیں گے۔ اے میرے رب بے شک میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ تو پھر ان کا مجھ سے کیا رشتہ ہے؟"

؎ اس دن بندیا سب ٹٹ جاسی آکڑتے مغروری تیری!
جس دن آکھن گے نبی سرور نہیں ایہہ امت میری

مسلمانو! خدا سے معافی مانگو۔ کیا تمہیں وقتِ نزع یاد نہیں، قبر کا عذاب یاد نہیں، محشر کی ہولناک گرمی یاد نہیں۔ کسی نے بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہنا۔ آخر ایک دن داورِ محشر کے حضور منہ دکھانا ہے۔

؎ عین عمر دی جدوں بنیاد ڈھک گئی عزرائیل ہونی آکے بہن گے جی!
جدوں رب اعمالاں دی خبر پچھی ہتھ پیر گواہیاں دین گے جی!

جنہاں شرک کیتا نالے بت پوجے اوہ عذاب جہنم دا سہن گے جی
او کھا وقت ہے میاں ہدایت اللہ جدوں نامہ اعمال تینوں دین گے جی

بروز محشر ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۝"

"جس دن ہم اُن کے ہونٹوں پر مُہریں لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ ان سے کرتے رہے ہیں۔"

لہٰذا ان ہاتھوں سے کوئی نیک کام کر لو۔ ان پیروں کو نیکی کے رستے پر چلا لو۔ تاکہ کل گواہی تمہارے حق میں ہو۔

سامعین محترم! میں عرض کر رہا تھا کہ اس خدائی رات شب برات میں رحمتِ خداوندی جوش میں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ كُلَّ شَیْءٍ۝"

میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔"

اب اس کی رحمت کا اندازہ کرنے کے لئے پہلے شئی کی وسعت کو دیکھنا پڑے گا کہ شئی کتنی وسیع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـٴًـا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۝"

"سوا اس کے نہیں کہ اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی سے اس کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے ہو جا تو شئی ہو جاتی ہے۔"

لہٰذا شئی کے مفہوم میں ہر وہ چیز شامل ہے۔ جسے اُس نے کُن کہہ کر تخلیق فرمایا۔ اور ہر بڑی چھوٹی شئے کو اللہ نے کُن کہہ کر پیدا فرمایا۔

کائنات کی ہر چیز شئی کی وُسعت میں داخل ہے۔ معلوم ہُوا کہ کائنات کی ہر وسیع شئی سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔

تمام زمین و آسمان ـــــ شرق و غرب

جنوب و شمال ـــــ تحت و فوق

خلف و امام

ایک پلڑ میں ہو تو قلیل ہے اور اس کی رحمت اس تمام کائنات سے وسیع ہے اور اس کا احاطہ کئے ہُوئے ہے۔

میرا ایمان ہے کہ تمام بنی آدم کے تمام گناہوں کو ختم کرنے کے لئے اسکی رحمت کا ایک ادنیٰ قطرہ کافی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

جے میں ویکھاں عملاں وَلّے کُجھ نہیں میرے پلّے
جے میں ویکھاں رحمت تیری پھر بلّے بلّے

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اِک قطرہ مینوں بخشیں کم بن جاوے میرا

عدل کریں تے پکڑیا جاواں فضل کریں چھٹکارا
یارب تیری رحمت باہجوں ہو گیا جیون بھارا

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون اساں جیہے مُنہ کالے

فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے پاس حاضر تھا۔ میں نے دیکھا ایک نقاب پوش آدمی آیا اور بیت اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر زار و قطار رونے لگا۔ لگاتار رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہا۔ ظہر تک روتا رہا۔ پھر عصر تک، پھر مغرب تک، پھر عشاء تک یونہی روتا رہا۔

میں نے سوچا کہ اس شخصیت سے مل کر اس کی زیارت کرنی چاہیئے اور معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ کون اتنا دردمند مقبول بارگاہ ہے اور اس سے پوچھنا چاہیئے کہ

؎ کتھوں ایڈے درد لیئو ای اوہ درداں والیا یارا
دس دکان اسانوں وی اوتے بنیں دلال ہمارا

جب وہ آدمی اپنی معروضات پیش کر کے واپس لوٹا تو میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ جب اس نے مجھے اپنے پیچھے پیچھے آتے دیکھا تو وہ اور زیادہ تیزی سے چلا۔ میں نے بھی تیزی سے دوڑ کر اس کا دامن پکڑ لیا۔ اور پوچھا حضور آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے نقاب اتار کر فرمایا۔ دیکھو اور پہچان لو۔

"أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ جِيلَانِيؓ"
"میں شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں۔"

میں نے عالمِ حیرت میں ان سے سوال کیا۔ حضور آپ تو اللہ کے بہت پیارے اور بلند مقام ولی ہیں آپ اس طرح سے کیوں گریہ فرما رہے تھے تو فرمایا: میں اللہ سے اس کے فضل کی درخواست کر رہا تھا۔

کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کام نہیں چلتا۔

؎ عدل کرے تے تھر تھر کنبن ڈیاں شاناں والے
فضل کرے تے بخشے جاون اساں جئے منہ کالے

بس اس کا فضل اور اس کی رحمت اسی سے مانگو۔ اس کے کرم سے ہی کشتی

کنارے لگے گی اور بس۔

حضراتِ محترم: یہ وہی شیخ عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی ہیں کہ جنہوں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

ذرا سوچیئے کہ کس قدر بارگاہِ خداوندی میں عاجزی و انکساری فرمارہے ہیں۔ ہم کس کھیت کی مولی ہیں کہ جو نفل تو ایک طرف رہ گئے۔ فرضی نمازوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور کبھی خیال تک نہیں آتا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔ بس وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا۔

بہر کیف اس کی وسیع رحمت پر بھروسہ ضرور ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے معاف فرمانے والا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ رحمتِ حق بہانہ می جوید۔ بہانمی جوید۔

وہ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

بعض روایات میں منقول ہے کہ بروزِ محشر ایک ایسے شخص کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا کہ جس کی ایک نیکی کم پڑ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اُسے فرمائے گا کہ جا اگر کوئی تجھے ایک نیکی دیدے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ تو میدانِ محشر میں کسی سے ایک نیکی لے آ اور سیدھا جنت میں چلا جا۔

اب وہ صرف ایک نیکی لینے کے لئے میدانِ محشر میں کشاں کشاں مارا مارا پھرے گا مگر کوئی بھی اسے ایک نیکی دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

چلتے چلتے اُس کا باپ سامنے آجائے گا اور وہ اپنے باپ کے سامنے عرض کرے گا۔ ابا جان! آپ کو مجھ سے کسقدر پیار تھا کہ دنیا میں میری ہر آرزو پوری فرماتے تھے۔ اس وقت مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور اپنی نیکیوں سے ایک نیکی مجھے عطا فرمادیں۔

والد ایک نیکی بھی نہ دے گا اور کہے گا جا تو کون ہے میں تجھے نہیں جانتا۔

اِسی طرح اس کی وَالِدہ سامنے آجائے گی تو اُس سے بھی یہی گذارش کرے گا کہ اَے میری پیاری وَالِدہ آپ مجھ پر کتنی مہربان تھیں خُود مصیبتیں تکلیفیں کاٹ کر مجھے راحت میں رکھتی تھیں۔ آج مجھے صرف ایک نیکی چاہیئے وُہ اپنی نیکیوں میں سے براہِ کرم آپ مجھے عطا فرما دیں تو وَالِدہ بھی اِنکار کر دے گی۔

آخر کار ایک ایسا شخص مِلے گا جس کے پاس نیکی ہوگی ہی ایک وُہ اُس شخص سے کہے گا یار پریشان نہ ہو میرے پاس ایک ہی نیکی ہے جس سے میرا تو کچھ بننے گا نہیں وُہ نیکی تُو لے لے اور میرا خُدا وارث ہے۔

نیکی حاصل کرنے کے بعد خُوشی خُوشی وُہ آدمی بارگاہ ربُ العزت میں حاضر ہو گا اور عرض کرے گا۔ اَے مولا میں ایک نیکی جو کم تھی لے آیا ہُوں، مجھے اذنِ بہشت فرما تاکہ مَیں جنت میں جا سکوں۔

اللہ کریم فرمائے گا تجھے اِس نفسی نفسی کے عالم میں یہ نیکی کس نے دی ہے جا اُس شخص کو بھی لے آ وُہ دوبارہ اُس آدمی کے پاس پہنچے گا اور اُسے ساتھ لے کر بارگاہِ خُداوندی میں حاضر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اَے شخص تجھے معلُوم نہیں آج اِس میدانِ محشر میں نیکی کس قدر قیمتی ہے تُو نے اپنی نیکی اِسے دے دی۔ تو وُہ عرض کرے گا۔

میرے مولا میرے پاس یہ ایک ہی تھی۔ مَیں نے اُسے یہ کہہ کے دیدی کہ تُو تو جنت میں جا میرا خُدا وارث۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر تُو نے مجھے اپنا وارث بنایا ہے تو پھر مَیں تجھے جہنم کیوں بھیجوں جا تُو بھی اور یہ بھی دونوں جنت چلے جاؤ۔

؎ فضل کریں تے بخشے جاوَن اَساں جہے مُنہ کالے

شائد تجھے رحم آجائے۔

اِسی قسم کا ایک اور وَاقعہ روایات میں آتا ہے کہ دو آدمیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کا

حکم فرمائے گا۔

وُہ دونوں جہنّم کی طرف لیجائے جائیں گے تو ان میں سے ایک دوڑتا ہُوا جائے گا اور دُوسرا بار بار پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھے گا۔ تھوڑا سا چلے گا پھر پیچھے مُڑ کر دیکھے گا۔ پھر تھوڑا سا چلے گا پھر پیچھے مُڑ کر دیکھے گا۔

اللہ کریم دونوں کو واپس بُلالے گا اور دونوں سے باری باری پُوچھے گا۔ جو دوڑ کر جارہا تھا اُس سے پُوچھے گا کیا تجھے جہنّم کی آگ سے خوف نہ آیا کہ تُو دوڑتے ہوئے جہنّم کی طرف جارہا تھا۔

وُہ عرض کرے گا میرے مولا میں نے سوچا کہ کبھی تیرا حکم نہ مانا۔ اب یہی مان لوں، شاید تجھے رحم آجائے۔

پھر اللہ تعالیٰ دُوسرے سے پُوچھے گا تو بار بار پیچھے مُڑ کر کیوں دیکھتا تھا۔ وُہ کہے گا اس لئے کہ شاید تیری رحمت کو جوش آجائے اور تُو مجھے مُعاف فرمادے۔

خُداوندِ قدوس دونوں کو مُعاف فرماتے ہُوئے اذنِ جنّت عطا فرمادے گا۔

حضراتِ محترم!

اُس کی رحمت پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور اُس سے نااُمید نہ ہونا چاہیئے۔

وُہ فرماتا ہے:

"لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ"

"میری رحمت سے نااُمید مت ہونا۔"

لٰہذا ہم آج اُس کی رحمت کو پُکاریں گے۔

اپنے گناہوں کی مُعافی طلب کریں گے۔

اُے اللہ!

اُے ربّ العٰلمین۔

اُے غفار الذنوب۔

اُے ستار العیوب، ہمیں تو مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا۔ تو محض اپنی رحمت

اور اپنے فضل سے اپنے محبوب کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کا صدقہ ہمیں معافی عطا فرما اور ہم پر اپنے الطاف واکرام کی بارش فرمایا۔

؎ فضل فرما تو نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہیئے
سب گناہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیئے

حق پرستوں کی اگر تو نے کی دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

خطبۂ ماہِ رمضان المبارک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

"شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ط"

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ ط

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ط
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

حضراتِ محترم:

یہ ماہِ رمضان المبارک ہے۔ سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور اس میں رکھے جانیوالے روزے اور اس میں کی جانیوالی تلاوتِ قرآنِ حکیم بروزِ محشر روزے داروں اور قرآن پڑھنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

میرا بڑا بیٹا عزیزم مولانا مقبول احمد سرور سلمہ تعالیٰ ماشاء اللہ عالمِ دین ہے اور کبھی کبھی وہ بڑی اچھی شاعری بھی کرتا ہے۔ اس نے ان فرامینِ رسالت مآب کو

اشعار میں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے۔

؎ ماہِ رمضان تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لمحہ لمحہ تیرا برکت واہ واہ کیا بات ہے

پہلا عشرہ رحمتیں پھر برکتیں پھر تیسرا
باغِ جنت کی بشارت واہ واہ کیا بات ہے

روزہ و قرآن کریں گے حشر کے میدان میں
اپنے صاحب کی شفاعت واہ واہ کیا بات ہے

رمضان کی وجہ تسمیہ:

سامعینِ مکرم! لفظِ رمضان یا تو الرمض سے مشتق ہے یا الرمضاء سے اگر اسے الرمض سے مشتق مانا جائے تو پھر الرمض اس پتھر کو کہتے ہیں جو سورج کی تپش سے گرم ہو تو اس کا سارا میل کچیل اتر جاتا ہے۔ رمضان کو بھی اسی لئے رمضان کہا گیا کہ

جس طرح سورج کی گرمی پتھر سے میل کچیل اتار دیتی ہے۔ اسی طرح رمضان کے روزہ کی گرمی انسان کے گناہوں کا میل کچیل اس سے اتار دیتی ہے۔

اور اگر اسے الرمضاء سے مشتق مانا جائے تو پھر الرمضاء اس بارش کو کہتے ہیں جو فصل خریف کے بعد ہوتی ہے۔

"یَغْسِلُ وَجْهَ الْاَرْضِ" وہ زمین کو دھو دیتی ہے۔

رمضان کو بھی اسی لئے رمضان کہا گیا ہے کہ جس طرح وہ فصل خریف کے بعد ہونے والی بارش زمین کو دھو دیتی ہے۔ اسی طرح رمضان کی رحمتوں کی بارش انسان کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

رمضان اللہ کا نام ہے:

"قَالَ مُجَاهِدُ الرَّمَضَانُ اِسْمُ اللّٰهِ"

حضرت مجاہد نے فرمایا: رمضان اللہ کا نام ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"لَا تَقُوْلُوْا جَاءَ رَمَضَانُ وَذَهَبَ رَمَضَانُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا جَاءَ شَهْرُ رَمَضَانَ وَذَهَبَ شَهْرُ رَمَضَانَ"

ایسے نہ کہا کرو کہ رمضان آیا اور رمضان گیا بلکہ اس طرح کہا کرو کہ ماہِ رمضان آیا اور ماہِ رمضان گیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ آنے جانے سے پاک ہے۔

سال کے بارہ مہینے ہیں:

سال کے بارہ مہینے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہیں، جس طرح یعقوب علیہ السلام بارہ بیٹوں میں سے حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت فرماتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سال کے بارہ مہینوں میں سے ماہِ رمضان سے زیادہ محبت فرماتا ہے۔ اور جیسے یوسف علیہ السلام کی سفارش سے گیارہ بیٹوں کو معاف کیا گیا۔ اسی طرح رمضان کی سفارش سے باقی گیارہ مہینوں میں ہونے والے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

نزولِ قرآن:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ"

"رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔"

باقی کُتب سماویہ اور صحائف بھی رمضان میں اُترے۔
سترہ ۱۷ رمضان المبارک کو زبور اُتری۔
اٹھارہ ۱۸ رمضان المبارک کو توریت اُتری۔
اُنیس ۱۹ رمضان المبارک کو انجیل اُتری۔
چھبیس ۲۶ رمضان المبارک کو قرآن نازل ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ"
"ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا"

ایک سوال اور اس کا جواب۔

آپ کہیں گے قرآن کچھ مکی ہے۔ کچھ سورتیں قرآن کی مدنی ہیں اور وہ تیئیس سال کے عرصہ میں نازل ہوا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ایک ہی رات لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔

جواب اس سوال کا یہ ہے کہ نزولِ قرآن دو طرح کا ہے۔
ایک لوح محفوظ سے آسمان دُنیا پر اور وہ ایک ہی مرتبہ ہوا ہے۔
دُوسرا لوح محفوظ سے قلب مصطفےٰ علیہ السلام پر اور وہ تیئیس سال میں جس طرح ضرورت پیش آتی گئی، نازل ہوتا گیا۔

جہاں جہاں باب افعال کا صیغہ آیا ہے۔ وہاں ایک ہی مرتبہ نازل ہونا مراد ہے۔
جیسے "اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ"
"بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا"
اور جہاں جہاں باب تفعیل کا صیغہ آیا ہے۔
وہاں ٹھہر ٹھہر کر نازل ہونا مراد ہے۔ جیسے "نَزَّلَ عَلٰی قَلبِکَ"

"قرآن نازل ہوا آپ کے قلبِ مبارک پر"

زبور نازل ہوئی ـــــ ساری ایک ہی مرتبہ
توریت نازل ہوئی ـــــ ساری ایک ہی مرتبہ
انجیل نازل ہوئی ـــــ ساری ایک ہی مرتبہ

مگر قرآن نازل ہوا ٹھہر ٹھہر کر تیئس سال کے عرصہ میں..... کیوں؟ اسلیئے کہ
زبور کو نازل کیا ہم نے ـــــ اپنی مرضی سے
توریت کو نازل کیا ہم نے ـــــ اپنی مرضی سے
انجیل کو نازل کیا ہم نے ـــــ اپنی مرضی سے
مگر قرآن کو نازل کیا ہم نے اپنے یار کی مرضی سے
جیسے جیسے وہ کہتا گیا قرآن نازل ہوتا گیا۔

؎ سیپارے صفحے سورتاں بن دے جاون؛
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد
(صلّی اللہ علیہ وسلم)

قرآن قولِ رسول ہے:-

قرآن کیا ہے؟ اللہ فرماتا ہے:
"اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ"
"بے شک یہ رسولِ کریم کا قولِ مبارک ہے۔"

؎ زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد!
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد!

(صلّی اللہ علیہ وسلم)

زبان ایک متکلم دو

شمعِ نبوت فروزاں ہے۔ پروانے نثار ہو رہے ہیں۔ سرکار جلوہ گر ہیں۔ صحابہ اِرد گرد موجود ہیں۔ کیا عالم ہے۔

؎ جب حُسن تھا اُن کا جلوہ نما اُنوار کا عالم کیا ہوگا!
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا!

جب حاضرِ خدمت تھے ان کی بوبکر و عُمر عثمان و علی
اُس وقت رسُولِ اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا

سرکار نے کچھ گفتگو فرمائی۔ پھر رُک گئے۔ دوبارہ پھر کچھ باتیں فرمائیں اور فرمایا: اے میرے صحابہ۔ پہلی باتیں میری ہیں۔ بعد والی اللہ کی۔

؎ زباں پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ!
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کفارِ مکہ نے کہا اس کے پاس وحی نہیں آتی یہ خود ہی باتیں کرتا ہے اور ان باتوں کو خدا کا کلام کہدیتا ہے۔ فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى"

"میرا محبوب اپنی خواہش سے تو بولتا ہی نہیں وہ جب بھی بولتا ہے وحی سے بولتا ہے"

؎ زباں پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ
سپارے صفحے سُورتاں بندے جاون
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

رُخِ انور ایک ہی ہے۔
دہنِ پاک ایک ہی ہے۔
زبانِ مبارک ایک ہی ہے۔
اسی زبان سے کبھی مصطفےٰ بولتا ہے اور کبھی خدا بولتا ہے۔

زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

تو قرآن تیئس سال کے عرصہ میں اسی لئے نازل ہوا کہ محبوب ادائیں بدلتا گیا۔ رب قرآن بناتا گیا۔

دیکھئے محبوب نے چادر اوڑھی اور غلاموں میں آبیٹھا۔
اللہ نے آیت بھیج دی۔
"یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ"
"اے مدثر کی چادر والے محبوب"۔
محبوب نے کملی اوڑھی اور رات کو قیام فرمایا۔
اللہ نے آیت بھیج دی۔
"یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا"
اے مزمل کی کملی والے محبوب رات کو قیام فرما مگر قلیل محبوب نے زلفوں کو تیل لگایا تو اللہ نے آیت بھیج دی۔
"وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ"
محبوب نے غسل فرما کر چہرہ سنوارا زلفیں سنواریں تو اللہ نے آیت بھیجدی۔
"وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی"
محبوب نے غلاموں کو بیعت فرمایا تو اللہ نے آیت بھیجدی۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ۚ"

"اے محبوب جن لوگوں نے تیری بیعت کی اُنہوں نے میری بیعت کی ان کے ہاتھوں پر میرا ہاتھ ہے۔"

محبوب نے کنکریاں ماریں تو آیت بھیجدی

"وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ"

"اے محبوب یہ کنکریاں تُو نے نہیں ماریں جب تُو نے ماریں لیکن وہ اللہ نے خود ماریں۔"

تو معلوم ہُوا قرآن تو محبوب کے ہی قول و فعل کا نام ہے وہ خاموش قرآن ہے یہ ناطق قرآن ہے۔ وہ بھی قرآن ہے یہ بھی قرآن۔

علامہ اقبال کہتے ہیں:

؎ لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

اِس لئے قرآن تیئس سال میں نازل ہُوا کہ اداۓ محبوب کا نام ہے۔ افعال و اقوالِ محبوب کا نام ہے جس طرح وہ کہتا اور کرتا گیا۔ اسیطرح قرآن بنتا گیا۔

حفاظت قرآن:-

فرمایا: جبریل۔ عرض کی لبیک یا جلیل۔ یہ مَیں نے ایک کتاب تیار کی ہے۔ بنی بنائی۔ چھپی چھپائی۔ جلد لگی لگوائی۔ اس کا نام ہے زبور۔
لیجاؤ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ان کے حوالے کرو اور کہدو۔ زبور آپ کی کتاب ہے اس کی حفاظت بھی آپ ہی کریں گے۔

ایک عرصہ گذرنے کے بعد پھر فرمایا: جبریل۔ یا اللہ حکم۔ یہ میں نے ایک اور کتاب تیار کی ہے۔ لے جاؤ اور یہ توریت میرے کلیم کے حوالے کر دو اور انہیں کہدو۔
توریت آپ کی کتاب ہے اور اس کی حفاظت بھی آپ ہی کریں گے۔
پھر کچھ عرصہ گزرا۔ فرمایا: جبریل۔ یا اللہ حکم۔
یہ میں نے ایک اور کتاب تیار کی ہے۔
اسے عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کرو اور ان سے کہو۔ انجیل آپ کی کتاب ہے، اور اس کی حفاظت بھی آپ ہی کریں گے۔
مگر جب قرآن کی باری آئی تو فرمایا: جبریل: یہ قرآن میرے محبوب کو دے دو اور عرض کرو کہ اے محبوب یہ قرآن۔ کتاب تیری ہے حفاظت میری ہے۔

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"

"بے شک قرآن کو ہم نے نازل کیا۔ اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے"

زبور سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ زبور خاموش
توریت سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ توریت خاموش
انجیل سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ انجیل خاموش

میرا نام قرآن ہے

قرآن سے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ قرآن بولا:
"بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ"
میرا نام قرآن ہے:
زبور سے سوال کیا آپ کہاں سے آئی ہیں؟ زبور خاموش
توریت سے سوال کیا آپ کہاں سے آئی ہیں؟ توریت خاموش

انجیل سے پوچھا' آپ کہاں سے آئی ہیں؟ انجیل خاموش

میں ربّ کی طرف سے آیا ہوں۔

قرآن سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ قرآن بولا:

"تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝"

"میں رب العالمین کی طرف سے آیا ہوں۔"

زبور بتاؤ کس کی طرف آئی ہو؟ زبور خاموش

توریت بتاؤ کس کی طرف آئی ہو؟ توریت خاموش

انجیل بتاؤ کس کی طرف آئی ہو؟ انجیل خاموش

قرآن سے پوچھا: بتاؤ کس کی طرف آئے ہو؟ قرآن بولا

میں تمہاری طرف آیا ہوں۔

"وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝"

"میں تمہاری طرف آیا ہوں۔"

زبور آپ دِن میں آئی ہیں یا رات میں؟ زبور خاموش

توریت آپ دِن میں آئی ہیں یا رات میں؟ توریت خاموش

انجیل آپ دِن میں آئی ہیں یا رات میں؟ انجیل خاموش

قرآن آپ دِن میں آئے ہیں یا رات میں؟ قرآن بولا

میں رات میں آیا ہوں۔

"اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ۝" "میں رات میں آیا ہوں۔"

زبور بتاؤ کس مہینے میں آئی ہو؟ زبور خاموش
توریت بتاؤ کس مہینے میں آئی ہو؟ توریت خاموش
انجیل بتاؤ کس مہینے میں آئی ہو؟ انجیل خاموش
قرآن بتاؤ تم کس مہینہ میں آئے ہو؟ قرآن بولا:

میں رمضان میں آیا ہوں۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ"

"میں رمضان میں آیا ہوں"

زبور بتاؤ کس لئے آئی ہو؟ زبور خاموش
توریت بتاؤ کس لئے آئی ہو؟ توریت خاموش
انجیل بتاؤ کس لئے آئی ہو؟ انجیل خاموش
قرآن بتاؤ کس لئے آئے ہو؟ قرآن بولا:

میں ہدایت دینے آیا ہوں۔

"هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ"

"میں ہدایت دینے آیا ہوں"

روزے فرض کئے گئے۔

ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ "تم پر روزے فرض کئے گئے۔"

قرآن بھی رمضان میں۔
روزے بھی رمضان میں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔
صیام جمع ہے صوم کی اور صوم کا معنیٰ ہے رُکنا۔
اصطلاحِ شریعت میں طلوعِ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکنا صوم یعنی روزہ کہلاتا ہے۔

روزہ ابتداءِ اسلام میں

ابتداء اسلام میں روزہ ایسے نہ تھا بلکہ چوبیس گھنٹے میں صرف چند ساعات افطار کی اجازت تھی۔ غروب آفتاب سے سوتے وقت کھالیا سو کھالیا۔ پی لیا سو پی لیا۔ سونے کے بعد کھانے پینے کی اجازت نہ تھی۔

حضرت قیسؓ ابن صرمہ

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت قیس ابن صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزدوری کیا کرتے۔ شام کو اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے تو زوجہ محترمہ نے کہا کہ آٹا گندھا ہوا ہے۔ آپ ذرا کمر سیدھی فرمالیں، میں تازہ روٹی پکا کر لاتی ہوں۔
خدا ایسی بیویاں سب کو دے۔ جب تک قوم کی بہو بیٹیاں اور مائیں ایسی پاک سیرت کی حاملہ تھیں تو معاشرہ نورِ اسلام سے منور تھا۔

؎ وہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غنچہ میں انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

آج قوم کی دوشیزائیں۔
رقاصہ ہیں۔ فلمی ایکٹرس ہیں۔ گلوکارہ ہیں۔ اداکارہ ہیں تو معاشرہ کیسے

درست ہو سکتا ہے۔

؎ معدنِ زر معدنِ فولاد بن سکتی نہیں!
بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں

ماں پنجوقتہ نماز ادا کرے۔ روزہ رکھے۔ قرآن کی تلاوت کرے۔ شوہر کی تابعداری کرے تو اُس کی گود میں پلنے والا بھی، نمازی۔ روزہ دار۔ قرآن کا قاری، ماں باپ کا تابعدار ہوگا۔

سامعینِ محترم!

حضرت قیس کی زوجہ نے تازہ روٹی پکائی اور پیشِ خدمت کی تو حضرت قیس آرام فرما تھے۔ جب اُٹھایا اور کھانے کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔

اب چونکہ شرعی طور پر میں کھانا نہیں کھا سکتا اِس لئے اب نہیں کھاؤں گا۔ صبح اُٹھے۔ دِن بھر مزدوری فرمائی۔

عرب کی گرمی۔ مزدوری کی تھکاوٹ۔ آٹھ پہرہ روزہ۔ دوپہر کا ٹائم، آپ بیہوش ہو گئے۔ بارگاہِ رسالت میں آپ کو پیش کیا گیا۔

اِدھر آپ آئے۔ اُدھر جبریل حاضر ہو گئے اور پیغامِ خداوندی دے دیا۔

اے محبوب، اللہ کریم فرماتا ہے۔ پہلے رات سونے کے بعد کھانے پینے کی اجازت نہ تھی مگر قیس کے اِس اِیثار و قربانی۔ اس صبر و استقلال کا صدقہ اب ساری اُمتِ مسلمہ کے لئے اس کی اجازت ہو گی۔

طلوعِ صبحِ صادق تک کھانے پینے کی اجازت:

"کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ"

"کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ کالے ڈورے سے سفید ڈورا ظاہر نہ

ہو جائے۔ فجر سے یعنی طلوعِ صُبحِ صادق تک کھا بھی سکتے ہو، پی بھی
سکتے ہو۔"
مگر ابھی تک جماع کی اجازت نہ ہوئی تھی۔ کچھ صحابہ کرام سے یہ فعل بھی سرزد ہوا
تو ان کے اس فعل کا صدقہ خدا نے یہ اجازت بھی دے دی اور فرمایا:
"اَلْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ" اب جماع کی بھی اجازت ہے۔

روزہ کی قسمیں:

روزہ تین قسم کا ہے۔ فرضی۔ نفلی۔ وصلی۔
رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔
اِس کے علاوہ نفلی روزے ہیں۔ نذر کے روزے بھی نفلی ہیں اور بغیر
کچھ کھائے پیئے متواتر روزہ رکھنا وصلی روزہ ہے۔

صوم الوصال:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصلی روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ جس کی
وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ سرکار نے خود وصلی روزے رکھے۔
صحابۂ کرام چونکہ عشاقانِ رسالت تھے، اُن کا جذبۂ عشق کچھ ایسا تھا کہ

؎ تیری ہر ہر ادا پہ جاں فدا
مجھے ہر ادا نے مزہ دیا!

سرکار علیہ السلام کی اِس ادا کو بھی اپناتے ہوئے اُنہوں نے بھی وصلی روزے
رکھنے شروع کر دیئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چند دن میں رنگ زرد پڑ گئے اور کمزور
ہونے لگے۔ تو سرکار نے پوچھا اِس کی کیا وجہ ہے۔ عرض کیا گیا ہم نے آپ کی

سُنت پر عمل کرتے ہُوئے وصلی روزے رکھتے ہیں تو فرمایا کہ

"اَیُّکُمْ مِثْلِیْ؟"

"تُم میں سے کون ہے میری مِثل؟"

"اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ؟"

"مَیں تو رات اپنے رَبّ کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے۔ پلاتا بھی ہے؟"

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ے قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

فرمایا: اے ابوبکر!

تُم صداقت کے تاجدار ہو۔ مگر میری مِثل نہیں۔

اے عُمر! تُم عدالت کے شہسوار ہو۔ مگر میری مِثل نہیں۔

اے عثمان! تُم سخاوت کے شہریار ہو۔ مگر میری مِثل نہیں۔

اے حیدر! تُم شجاعت کے علمبردار ہو۔ مگر میری مِثل نہیں۔

مگر سپاہِ صحابہ کے تمام اراکین کہتے ہیں ہم حضور جیسے ہیں، حضور ہمارے جیسے۔ (استغفر واللہ)

جناب دائم اقبال صاحب دائم مرحوم نے کیا خوب لکھا۔

ے جہڑا نبی نُوں سمجھے مِثل اپنی دُھروں دھکیا اُوہ قہار دا اے
تو بہ اسی نحیف کثیف بندے جسم نورای نُور سرکار دا اے

بے خبر نوں خبر حضور دی کیہہ اینویں کوڑیاں لافاں پیا مار دا اے
مکھی بیٹھے نہ بدن حضور دے تے منکر منہ وچہ مکھیاں مار دا اے

نفلی روزہ:-

سامعینِ محترم! یہ تھا اصلی روزہ۔ اور ایک ہے نفلی روزہ۔ تیرہ، چودہ، پندرہ ہر ماہ کو روزہ رکھنا۔ ہر پیر کا روزہ رکھنا۔

بزرگوں کے معمولات میں شامل ہے۔ اسی طرح نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا۔ یہ روزہ بھی نفلی روزہ ہوتا ہے۔

اہلبیت کے نفلی روزے:-

شہزادگان امامین۔ کریمین، طیبین، طاہرین، نیرین، منیرین، سعیدین، شہیدین، حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما علیل ہو گئے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کی عیادت کے لئے کاشانۂ اقدس حضرت سیدہ مخدومۂ کونین سلام اللہ علیہا پر تشریف لائے۔

بیت فاطمہ:-

یہ کوئی فلک بوس عمارت نہیں۔ کوئی اعلیٰ بلڈنگ نہیں۔ نہ ہی اسمیں کوئی بیڈروم ہے نہ کچن۔ نہ مخملی بستر ہیں، نہ بچھونے بلکہ چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں۔ ٹپکتی ہوئی چھت۔ کھجور کی چٹائی ہے۔ یہ کس کا گھر ہے۔

یہ جنت کی ملکہ کا گھر ہے۔

یہ عورتوں کی سردار کا گھر ہے۔

یہ جگر گوشۂ رسول کا گھر ہے۔

یہ مخدومۂ کونین کا گھر ہے۔

یہ والدۂ حسنین کا گھر ہے۔

یہ علی کے دل کے چین کا گھر ہے۔
یہ خاتونِ جنت کا گھر ہے۔
یہ سیدۂ دارین کا گھر ہے۔
یہ فاطمہ زہرا طاہرہ کا گھر ہے۔
کون فاطمہ!

؎ وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی بیٹی!
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی!

ملا تھا اور بھی حصہ اسے عزوشرافت کا
اسی کی گود سے دریا ابلتا تھا شہادت کا

کون فاطمہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)
جس کی سیرت، سیرت مصطفےٰ میں ڈھلی ہوئی ہے۔
جس کی صورت نقشۂ صورت نبوی ہے۔
جس کے لہجہ میں جھلک گفتارِ مصطفےٰ ہے اور
جس کی رفتار میں نظارۂ رفتارِ رسول ہے۔
کون فاطمہ!
سیدہ۔ طیبہ۔ طاہرہ۔ زاہدہ۔ عابدہ۔ راکعہ۔ ساجدہ۔ نیرہ۔ منورہ۔ عالمہ۔ عاملہ۔ فاضلہ۔ کاملہ۔ ناصحہ۔ راشدہ۔ مرشدہ۔ ہادیہ مہدیہ فاطمہ زاہرہ۔

؎ جس دی تربت تے دھوں نواں باہجوں!
نہ کوئی غوث ہووے نہ کوئی ولی ہووے

جس دے پتر حسنین جہے لال ہوون!
تے سرتاج جسدا مولا علی ہووے

جس دے در اُتّے خدمت کرن خاطر؛
ہر اِک حُور بہشت دی کھلی ہووے

اُوہدی دیاں تے دیاں مثال کیوں!
جو محمد دی گود وِچ پلی ہووے

حضور علیہ السّلام اپنی اس لاڈلی دختر کے گھر تشریف لائے۔ تو شہزادوں کی
علالت ملاحظہ فرمائی تو بارگاہِ خداوندی میں ان کی صحت کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔
ادھر صحابہ کرام نے حضرت علی سے عرض کیا کہ آپ نذر مان لیں کہ اگر شہزادوں کو
صحت ہو گئی تو میں فلاں نذر پوری کروں گا۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر مان لی کہ اگر شہزادوں کو صحت ہو گئی تو میں
تین روزے رکھوں گا۔
سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی یہی نذر مان لی اور آپ کی لونڈی نے بھی عرض
کیا کہ میں بھی تین روزے رکھوں گی۔
شہزادوں کو صحت ہو گئی اور ان تینوں حضرات نے روزہ رکھ لیا۔
گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں۔
سیّدہ نے علی پاک کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو آپ باہر تشریف لے گئے
اور کسی کی مزدوری کر کے اس قدر جَو لے آئے جس سے پانچ روٹیاں پک سکیں۔
سیّدہ نے جَو خود اپنے ہاتھوں سے چکی چلا کر پیسے اور روٹیاں تیار کیں۔
اب افطاری کا وقت قریب ہے۔ مؤذن اذان کے لئے تیار ہے کہ دروازے
سے آواز آئی۔ اے نبی کے گھر والو۔
میں ایک مسکین ہوں کئی وقت گزر گئے کھانا نہیں کھایا۔
خدا کے نام پر مجھے کھانا دو۔ فرمایا: بیٹا حسن اُٹھاؤ میری روٹی اور اس مسکین
کو دے دو۔

حضرت علی نے بھی اپنی روٹی مسکین کو دے دی اور لونڈی و شہزادوں نے بھی اپنی اپنی روٹیاں مسکین کو دے دیں۔ خود پانی سے افطار فرمائی۔ اللہ اللہ یہ صبر و رضا۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلایا۔

بھوکے رہتے تھے خود اور کو کھلا دیتے تھے!
کیسے صابر تھے محمد ﷺ کے گھرانے والے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

صبح سحری پھر پانی پیا اور روزہ کی نیت فرمالی۔ کل کی طرح آج بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر مزدوری فرماتے ہیں اور پانچ روٹیوں کے جو لے آتے ہیں، آج پھر شہزادئ رسول اپنے ہاتھوں سے جو پیستی ہے اور پھر اس آٹے سے روٹی پکاتی ہے۔ جس کی خدمت کے لئے جنت کی حوریں بے قرار ہوں۔ وہ شہزادی، جس کا باپ دو عالم کا مختار ہو وہ شہزادی

پھر بھی اپنے ہتھاں نال پیس چکّی!
بھری چھالیاں نال تلی ہووے!

کھڑی شہنشاہ زادی اے گھر جس دے
کئی کئی روز تک اگ نہ بلی ہووے!

خاک پیراں دی غازہ سمجھ کے تے!
ہر اک حور نے اکھاں تے ملی ہووے

سر دیاں زلفاں تے رہ گئیاں اک پاسے
کسے ویکھی نہ پیراں دی تلی ہووے

کل کی طرح آج پھر جب وقت افطار آیا تو دروازے سے آواز آئی! اے اہلبیت مصطفےٰ! میں ایک یتیم ہوں، کئی دنوں سے بھوکا ہوں، مجھے کھانا عطا کیا جائے۔

کل کی طرح آج بھی خود پانی سے افطار فرماتے ہوئے پانچوں روٹیاں یتیم کو دے دیں۔ رات گزر گئی۔ صبح سحری کے وقت پھر پانی پیا اور روزہ کی نیت کر لی۔

؎ خود بھوکے رہے اوروں کو دیا جھولی بھر کر
کیسے صابر ہیں محمد کے گھرانے والے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

آج تیسرا دن ہے کہ نبی کے گھر والے پانی سے سحر و افطار فرما رہے ہیں مگر کسی سائل کو خالی لوٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آج پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب سابق پانچ روٹیوں کے جو مزدوری کر کے لائے۔

سیدہ نے کل اور پرسوں کی طرح پیس کر روٹیاں پکائیں۔

جب مؤذن نے اذان دی تو دروازے سے پھر صدا آئی۔

اے اہلبیتِ اطہار میں ایک قیدی ہوں۔ قید سے چھوٹ کر آیا ہوں۔ بہت بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایا جائے۔

آج پھر روٹیاں اٹھائیں اور قیدی کو دے دیں۔ کیونکہ

؎ ان کے در سے خالی جائے یہ تو ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

اگلی صبح پھر آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی شہزادی کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔

ملاحظہ فرمایا: کہ شہزادی کونین پر آثارِ جوع نمایاں ہیں۔

فرمایا: بیٹی کیا بات ہے۔ کھانا نہیں کھایا۔

آپ نے جب سارا واقعہ عرض کیا تو فوراً حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور سلام عرض کیا اور جناب نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کو مبارکباد دی اور کہا: یا رسول اللہ!

آپ کی شہزادی کے دروازے پر بھکاری، یتیم، مسکین، قیدی بن کے آنے والا واقعتہً بھکاری، یتیم، مسکین یا قیدی نہ تھا بلکہ وہ تو میں جبرئیل تھا جو کبھی یتیم کی شکل

میں کبھی مسکین بن کر کبھی قیدی کے بھیس میں آپ کی بیٹی کے صبر ورضا کا امتحان لیتا رہا اور مُبارک ہو آپ کی شہزادی اس امتحان میں کامیاب وکامران رہی ہے۔ ساتھ ہی تلاوت فرمادیا۔ اللہ فرماتا ہے:

"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا"

"اور طعام کھلاتے ہیں اللہ کی محبت پر مسکین کو یتیم کو اور اسیر کو"

پھر وہ پندرہ کی پندرہ روٹیاں بھی پیش کیں اور اہلبیت نے اظہار کا شکریہ ادا کیا تو سیدہ نے فرمایا:

"اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا"

"ہم نے تو یہ طعام بوجہ اللہ کھلایا تھا نہ کہ اسلئے کہ ہمیں تم جزا دو یا شکریہ ادا کرو"

جبرئیل امین نے عرض کیا پھر اللہ نے تم پر یہ انعام فرمایا ہے کہ روٹیاں پندرہ تھیں اور سورہ دہر کی آیات تیس تمہاری شان میں نازل فرمادیں۔

ایک ایک روٹی کے بدلے دو دو آیات کا نزول۔

حضرات محترم: یہ تھا نفلی روزہ۔ اور میں نے تھوڑا سا ذکر خیر حضرت فاطمۃ الزہرا و حضرت علی المرتضٰی کا اس لئے بھی کیا ہے کہ ان کے ایام وصال بھی رمضان میں ہیں۔

رمضان کی عظمت کی وجوہات یہ بھی ہیں کہ

تین رمضان المبارک کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا یوم وصال۔

دس رمضان المبارک کو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کا یوم وصال اور فتح مکہ۔

سترہ رمضان المبارک کو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوم وصال اور جنگ بدر۔

اکیس رمضان المبارک کو حضرت سیدنا علی المرتضٰی کا یوم شہادت ہے۔

انشاء اللہ زندگی نے وفا کی تو باقی موضوعات پھر کبھی بیان کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل سب کے نماز روزے اور تمام نیکیاں قبول فرمائے۔ رمضان المبارک کا کما حقہ احترام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ "وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

خطبہ ماہ شوال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

"مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ" ط

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ ط

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَاسَیِّدِیۡ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ ط

واجب الاحترام علماء کرام و معزز سامعین حضرات!
اور قصبہ شاہکوٹ کے اہلسنّت وجماعت حنفی بریلوی بھائیو!
میں کوئی مقرر یا بلند پایہ خطیب تو نہیں کہ علماء کرام کے سامنے لب کشائی کروں۔ حالانکہ میں اپنی جماعت کا ادنیٰ سا خادم ہوں، تو جس جماعت کے خادموں کا یہ عالم ہے کہ ساری نجدیت کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا ہے۔ اور المدد یا پولیس، المدد یا انتظامیہ کی پکاریں اور ندائیں کی جارہی ہیں۔
حالانکہ غیر اللہ سے مدد مانگنا ان لوگوں کے نزدیک شرک ہے۔ مگر پولیس والے اور انتظامیہ کوئی غیر اللہ تو نہیں ہیں نا جن سے مدد مانگی جارہی ہے۔
عرض کررہا تھا کہ جس جماعت کے خادموں کا یہ عالم ہے۔ اس جماعت کے

مخدوموں کا کیا عالم ہوگا۔

بہت جید نوجوان علماء کرام کے خطابات آپ سن چکے ہیں اور انشاء اللہ کل حضرت شیرِ اہلسنت حضرت علامہ مناظرِ اسلام مولانا محمد عنایت اللہ صاحب آف سانگلہ ہل کا خطاب بھی آپ سنیں گے اور اصل خطاب کل انہیں کا ہوگا۔ آج تو آپ کو تیار کیا جائے گا ان کا خطاب سننے کے لئے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر شانِ رسالت کے خلاف بہت زہر اگلا گیا ہے۔ میں گالی نہیں دوں گا۔ برا بھلا نہیں کہوں گا۔ کیونکہ میں شریف آدمی ہوں۔ شریف ماں باپ کا بیٹا ہوں۔ شریف اساتذہ کا شاگرد ہوں اور گالیاں تو وہ دے جس کے دامن میں دلائل نہ ہوں۔ یا جس کو گالیاں پڑھائی گئی ہوں۔ یا سکھائی گئی ہوں۔ میں تو اس رسولِ پاک کا غلام ہوں جن کی تعلیم یہ ہے کہ

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
دشمن آجائے تو کملی بھی بچھا دیتے ہیں

اور جن کا یہ اعلان تھا کہ

روڑے مارن والیا یار جے کدی میں ول آویں
قسم خدا دی سینے لاواں سدھا ای جنت جاویں

یہ مہینہ شوال کا ہے نا شیطان رمضان میں قید تھا۔ اب تازہ تازہ رہا ہوا ہے۔ اس لئے اس نے اپنی کاروائی تو ڈالنی ہے۔ آپ مت گھبرائیں۔

ایک تو آپ گھبراتے جلدی ہیں، دوسرے ہنستے بہت جلدی ہیں۔ اب بھی آپ نامعلوم کیوں ہنس رہے ہیں، میں نے شیطان کی بات کی ہے کسی مولوی کی تو نہیں کی۔ جو آپ ہنس رہے ہیں۔

بس آپ حضرات کی یہی باتیں خطرناک ہیں۔ تقریر اچھی ہوگئی تو واہ مولوی جی، جیل میں چلے گئے تو ہا مولوی جی۔

ادھر انتظامیہ کا یہ حال ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو پرچہ نہیں ہوتا

نہیں جی پرچہ چھوڑ دیئے۔ پرانا ہو چکا ہے۔ اب پرچہ نہیں ہوتا۔ ادھر ہمارے ارباب اختیار کا یہ رونا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود پابندیاں، زبان بندیاں ضلع بدریاں، جیل کی کوٹھڑیاں ہمارے لئے ہیں۔

اس دور تشدد میں ہے انصاف کا در بند
لب بند زباں بند قلم بند نظر بند

اور

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

یہ ایک عدد رقعہ آگیا ہے۔
مناظر اسلام مولانا محمد عمر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس دکان پر سودا کھرا ہو گاہک دوکان کھلنے سے پہلے ہی آجاتے ہیں۔
معلوم ہوتا ہے ہماری دوکان پر سودا کھرا ہے۔
رقعہ میں لکھا ہے۔ مولانا صاحب' یہاں ایک مولوی اپنی تقریر میں کہہ گیا ہے کہ پاکستان ہم نے بنایا۔ لہٰذا یہاں مسلک ہمارا رائج ہو گا۔ بریلویوں نے تو پاکستان کی مخالفت کی تھی اس کی وضاحت کریں۔ شکریہ

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

اگر چور بھی شور مچانے لگ جائے اور لوگوں کے ساتھ مل کر چور کو تلاش کرتے ہوئے چور چور کے نعرے لگائے تو اس کا کیا علاج ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ تحریکِ پاکستان میں جتنے علماء شامل تھے، سب سُنی حنفی، بریلوی تھے۔ یہ تمام نجدی، دیوبندی، وہابی، احراری، کانگریس کے پٹھو تھے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح کو کافرِ اعظم کہنے والا اور پاکستان کا نام پلیدستان رکھنے والا اور یہ کہنے والا کہ اگر پاکستان کی (پ) بھی بن گئی تو ہم داڑھی پیشاب سے منڈھوا دیں گے۔ ایک کانگریسی نجدی مُلّاں تھا۔ تم نے مسلم لیگ کو مجرم لیگ کہا: اسے ووٹ دینے والے کا نکاح توڑا۔ آج تم پاکستان کے ٹھیکیدار بنتے ہو۔

میرے پاس "نوائے وقت" کا وہ تراشہ آج بھی موجود ہے جس میں تمہارے آج کے کانگریسی پیشوا کا بیان موجود ہے کہ خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہ تھے۔

تمہارا کیا تعلق ہے پاکستان سے؟

بتاؤ اکابرینِ تحریکِ پاکستان کون تھے؟

علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

خواجہ قمر الدین سیالوی کون تھے؟

پیر صاحب آف مانکی شریف کون تھے؟

امیرِ ملت حافظ جماعت علی علی پوری کون تھے؟

غزالیٔ دوراں علامہ کاظمی کون تھے؟

شیخ القرآن علامہ ہزاروی کون تھے؟

یہ تمام کے تمام سنی حنفی بریلوی تھے۔

جنہوں نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ اگر محمد علی جناح مطالبۂ پاکستان سے دستبردار بھی ہو گئے تو پھر بھی ہم پاکستان ضرور بنائیں گے۔

تمہارا تو ایک عدد مولوی شبیر احمد عثمانی اگر چھپ چھپا کے ملا بھی تھا تو تم نے اس کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ پڑھ کے دیکھو "مکالمۃ الصدرین" کتاب جس میں حسین احمد مدنی نے شبیر احمد عثمانی کو پاکستان کی مخالفت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور خود حسین احمد مدنی،

وُہ ہے جس کا بجنور میں ایک منی آرڈر پکڑا گیا تھا۔ جس پر سات سو روپے بنام مولوی حسین احمد مدنی کے تحریر تھے اور نیچے لکھا ہوا تھا کہ یہ آپ کی ان خدمات کا عوضانہ ہے جو آپ نے مسلم لیگ کو ہرانے کے لئے سر انجام دیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر تمہارے ہی مولوی ظفر علی خان کو لکھنا پڑا کہ

اسلام کو نہ مفت میں بدنام کیجئے !!!
مندر میں جا کے بیٹھئے جے رام کیجئے

بھرنا ہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بہت
سات سو پہ قوم کو بیچا نہ کیجئے

ادھر سیالکوٹ میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا۔ قائد اعظم کی تقریر تھی اور مقابلہ میں کانگریس نے اس جلسہ کو فیل کرنے کے لئے ایک رسوائے زمانہ مولوی جسے بخاری کہتے تھے اس کو اسٹیج پر بٹھا رکھا تھا جب اُس نے کانگریس کے اسٹیج پر تقریر شروع کی تو مجمع منتشر ہونے لگا۔

میرے اُستاذ گرامی شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ عبد الغفور ہزاروی وزیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے تقریر فرمانا شروع کر دی تو کانگریس کے جلسہ میں اُلّو بولنے لگے۔

یہی تمہارا مولوی ظفر علی تڑپتا ہوا اسٹیج پر آیا اور کہنے لگا مولانا خدا کے لئے مجھے دو منٹ مائیکروفون دیں۔ میں نے فی البدیہہ کچھ لکھا ہے وُہ سنانا چاہتا ہوں۔

میرے اُستاذ محترم نے مائیکروفون اسے دیا تو اُس نے فوراً یہ پڑھا کہ

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا

بند اُس نے کر دیا ہے بخاری کا ناطقہ!
کیا اُس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

تُم کہتے ہو پاکستان میں کانگریسی مسلک رائج ہو۔ سُن لو جب تک سُنیوں بریلویوں کا ایک بچہ بھی زندہ ہے۔ پاکستان میں کانگریسی۔ نجدی۔ احراری۔ دیوبندی، وہابی نظام نہیں چل سکتا۔

یہاں چلے گا تو نظامِ مُصطفٰے چلے گا۔ یہاں نافذ ہوگا تو فتاوٰی عالمگیری نافذ ہوگا جسے ہر مکتبِ فکر کے پانچ سو عُلماء نے مِل کر ترتیب دیا تھا اور جس کا ماخذ قرآن و حدیث ہے۔

یہ ایک اور رُقعہ آگیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مولانا صاحب کیا آپ اپنے بزرگوں کے مزارات کو خانہ کعبہ سمجھتے ہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

ہم مزارات کو کعبہ نہیں سمجھتے۔

ہم اپنے بزرگوں کے مزارات کو متبرک و پاکیزہ مقام سمجھ کر دُعا کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں کوئی مقربِ بارگاہِ خُدا ہو۔ وہاں دُعا جلدی مستجاب ہوتی ہے۔

دیکھئے حضرت مریم کے حجرۂ مقدسہ کے قریب حضرت ذکریا علیہ السلام نے دُعا فرمائی، قُرآن میں موجود ہے۔

"ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا"

اِسی مقام پر حضرت ذکریا نے دُعا مانگی اِسلیئے ہمارا ایمان ہے کہ

؎ نبیاں تے ولیاں دے دَر تے مقبول دُعاواں ہندیاں نے
ہٹر دگدے نیں جدوں اشکاں دے فیر مُعاف خطاواں ہُندیاں نے

حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ مُعین الدّین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر چِلّہ کشی کی اور لکھ دیا کہ

؎ گنج بخش فیضِ عالم مَظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

کتاب "کراماتِ اہلحدیث" میں موجود ہے کہ قاضی سلیمان منصورپوری نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی مراقبہ کیا۔ ان کا خادم اٹھ کر باہر جانے لگا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا تم کدھر جا رہے ہو۔

عرض کیا، میں نے سوچا شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ہم تم سے راز میں کوئی بات کہنا نہیں چاہتے۔

"کراماتِ اہلحدیث" میں حوالہ نہ ہو جو سزا چور کی وہ میری، حوالہ ہو تو آؤ گیارہ روپے کی نیاز غوث پاک کی دلا کر پکے سُنّی حنفی بن جاؤ۔

یہ تو تھے بڑے بھائی، اب چھوٹے بھائیوں کی بھی سن لیجئے۔ "امداد المشتاق" میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ہمارے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ روٹیوں سے تنگ آگیا۔ حضرت کی قبر پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور دستگیری فرمایئے تو قبر میں سے آواز آئی۔ آپ کو آنہ ڈیڑھ آنہ روز ہماری قبر کی پائینتوں کی طرف سے مل جایا کرے گا۔

اوئے تمہارے بزرگ قبر سے بولیں بھی اور آنہ ڈیڑھ آنہ دیں بھی تو شرک نہ ہو۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہوں تو شرک ہے؟

ہم ان مزارات کو خانہ کعبہ نہیں سمجھتے۔ البتہ دیوبندی گنگوہ کو خانہ کعبہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہ ہے مرثیہ محمود الحسن جس میں لکھا ہے کہ

تم گنگوہ کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہو۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ!
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی!

دیوبندیو! اگر تمہارے سینہ میں غیرت توحید ہے اور تمہارے دلوں میں کعبۃ اللہ کی عظمت ہے تو پھر لگاؤ فتویٰ کہ اس شعر کا خالق کافر ہے بے دین

ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر وہ شیخ الہند بھی ہے اور نامعلوم کیا کیا کچھ ہے تو ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ ہمیں سادہ مسلمان تو رہنے دو۔

اصحاب قبور سے مایوس ہونیوالے کافر ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے :

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔"

"اے ایمان والو! مت دوستی کرو اس قوم سے جس پر اللہ کا غضب ہو۔ تحقیق وہ آخرت سے ایسے مایوس ہو گئے۔ جیسے اصحابِ قبور سے کافر مایوس ہوتے ہیں"۔

قرآن فرماتا ہے کہ قبر والوں سے مایوس کافر ہوتے ہیں مسلمان نہیں۔

صحاح ستہ کی روایات کے مطابق سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے شب برات کی رات کو شہداء کے مزارات پر جلوہ گری فرمائی۔

پتہ چلا قبروں پر حاضری دینا سرکار کی سنت ہے۔

یہ ایک اور رقعہ ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ مزارات پر سجدے کرتے ہیں یہ شرک ہے۔

ہم مزارات پر سجدہ نہیں کرتے

ہم مزارات پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ سجدہ کرنیوالے کو بے ایمان قرار دیتے ہیں

مگر صرف جھکنے کو تو سجدہ نہیں کہتے۔ اگر صرف جھکنا ہی سجدہ ہے تو بتایئے یہ جتنے مزدور سیمنٹ کمر پہ اٹھاتے ہیں، سب جھک کر اٹھاتے ہیں کیا یہ بھی مشرک ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضور کو چوما:

بخاری و مسلم و ترمذی میں روایت موجود ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کو چوما درآنحالیکہ وہ میت تھے الفاظ یہ ہیں۔

"اِنَّ اَبَابَکرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَیِّتٌ"

حضور نے صحابی کی میت کو چوما:

ایک اور روایت موجود ہے کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی میت کو چوما الفاظ یہ ہیں۔

"اِنَّ النَّبِیَّ قَبَّلَ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُونٍ وَھُوَ مَیِّتٌ"

یہ دونوں حوالے بلوغ المرام میں بھی موجود ہیں جو اہلحدیث کے نزدیک بڑی معتبر کتاب ہے۔ اب بتایئے کہ حضور نے حضرت عثمان کی میت کو اور حضرت ابوبکر نے حضور علیہ السلام کے جسد اطہر کو بغیر جھکنے کے چوما؟

بغیر جھکے چومنا ممکن ہی نہیں تو کیا یہ بھی سجدہ ہوا؟ اگر سجدہ ہی ہے تو ان ذوات مقدسہ کے لئے تمہارا کیا فتویٰ ہے۔

ہم بھی مزارات کو چومتے ہیں سجدہ نہیں کرتے۔

سجدہ کی کچھ شرائط ہیں

سجدہ کے لئے کچھ شرائط ہیں۔

دونوں ہاتھ دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، پیشانی، ناک وغیرہ زمین پر لگے اور پھر نیت بھی سجدہ کی ہو تو سجدہ ہوتا ہے۔

سجدہ کی اقسام

سجدہ کی دو قسمیں ہیں، ایک سجدہ تعبدی ہے جو عبادت کی نیت سے ہوتا ہے۔ ایک سجدہ تعظیمی ہے جو محض تعظیم کے لئے ہوتا ہے۔

ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا تھا۔ برادرانِ یوسف نے یوسف علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا تھا۔ ہم مزارات کو سجدہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے یہ تمام اعضاء زمین پر نہیں لگتے نہ ہماری نیت ہی سجدہ کی ہوتی ہے۔ ہم صرف تعظیم کرتے ہوئے ان کو چومتے ہیں اور یہ جائز ہے۔

لہٰذا ہم پر مزارات کو سجدہ کرنے کا الزام سراسر غلط لگایا جاتا ہے اور یہ الزام جہالت پر مبنی ہے۔ سجدہ صرف اور صرف خداوندِ قدوس کی ذات کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

حضراتِ محترم!

اب تک تو میں رقعوں کا جواب دیتا رہا ہوں۔ اب درود شریف پڑھیئے تاکہ میں کچھ تھوڑا سا وعظ کروں۔

"صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔"

محترم سامعین میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

لفظ محمد کے معنیٰ

لفظ محمد کے معنی ہیں۔

"اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدِہٖ"

"وہ ذات والا صفات جنکی ہمیشہ ہمیشہ تعریف کی کیجائے"

کیسا پیارا نام ہے۔

کتنا میٹھا نام ہے عاشق کہتا ہے:

؎ کڈا سوہناں نام محمد دا اِس ناں دِیاں ریساں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں دیاں ریساں کون کرے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد و احمد

محمد کا معنیٰ ہے جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے اور احمد کا معنیٰ ہے بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

محمد تب ہوگا جب کوئی احمد بھی ہو اور احمد جب ہوگا کہ جب کوئی محمد بھی ہو۔

حضور فرماتے ہیں زمین پر میرا نام محمد ہے اور آسمانوں پر میرا نام احمد ہے۔ اب میں نہیں سمجھ سکا احمد کون ہے اور محمد کون ہے؟ کیونکہ کبھی اللہ اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے۔ اور کبھی محبوب اپنے اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ گویا کہ کبھی اللہ احمد ہے محبوب محمد ہے۔ کبھی محبوب احمد ہے اور اللہ محمد ہے۔

دونوں ہونٹ ملتے ہیں:

ایک مرتبہ سب کہیں اللہ۔ اب پھر کہیں اللہ اور دیکھیں کہ دونوں ہونٹ آپس میں ملتے ہیں۔ نہیں ملتے۔

اب کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھئے دونوں ہونٹ آپس میں ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ ملتے ہیں۔

گویا کہ اللہ فرماتا ہے اللہ اللہ کرتا رہ میں تو تجھے کیا ملوں گا۔ تیرے ہونٹ بھی آپس میں نہیں ملیں گے اور میرے محبوب کا نامِ نامی ایک مرتبہ لو گے تو ہونٹ دو مرتبہ آپس میں ملیں گے۔

شیریں نام محمد والا جدوں کوئی الاوے
اک لب دوجے نال بھٹی یا دو گھٹ گھٹ جپھیاں پاوے

عشاقانِ اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

عشاقانِ نامِ محمد نے بھی کمال کیا ہے۔ اہلِ سنت و جماعت کے عظیم خطیب سلطان الواعظین علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے حضور کے اسمِ گرامی کے ایک ایک حرف پر ایک ایک مصرعہ لکھ کر نامِ محمد کی تعریف و ثناء لکھی ہے وہ فرماتے ہیں:

میم سے ہیں محبوب وہ رب کے
ح سے حاکم عجم و عرب کے
دوسری میم سے مالک سب کے
دال سے داتا دونوں جہاں کے۔ جو دہے اُن کا عام!
شہد سے میٹھا محمد نام شہد سے میٹھا محمد نام

؎ میم محبت کی مئے لایا
ح نے حق کا جام پلایا
دوسری میم نے مست بنایا
دال بچاکر دوزخ سے۔ جنت کا دے پیغام
شہد سے میٹھا محمدؐ نام۔ شہد سے میٹھا محمدؐ نام

شہد کی مکھی

مولانا رومی فرماتے ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شہد کی مکھی کو پکڑا اور پوچھا کہ اے مکھی بتا۔ تو شہد کس طرح تیار کرتی ہے۔
مکھی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں باغات میں جاتی ہوں۔ پھلوں کا رس چوستی ہوں، جب اس کا مجھ سے خروج ہوتا ہے تو وہ شہد بن جاتا ہے۔
فرمایا: اے مکھی بات سچی اور صحیح کر۔ تجھے پتہ نہیں تو کس کے ہاتھ میں ہے۔
عرض کیا: حضور میں بھی تو اسی لئے کلام کو طویل کر رہی ہوں۔
میں جانتی ہوں کہاں میں مکھی اور کہاں چودہ طبق کے سلطان کا ہاتھ۔ اگر قسمت سے میں اس یداللہ والے ہاتھ میں آہی گئی ہوں تو رج رج کے بوسے لے لوں فرمایا تو پھر صحیح بات بتا۔
مکھی نے عرض کیا:

؎ گفت چوں خوانیم بر احمد درود!
می شود شیریں و تلخی را رلبود!

جب میں عرق لے کر چلتی ہوں تو وہ پھیکا ہوتا ہے اور جب میں حضور کا نام نامی پڑھتی ہوں تو میرا پھیکا میٹھا ہو جاتا ہے۔

ے نام محمد ﷺ کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے!
سارا جہاں اس نام کا ہم کو صدقہ لگتا ہے!

رسول کا معنیٰ:

رسول کا لغوی معنیٰ ہے بھیجا ہوا اور اصطلاح شریعت میں رسول اسے کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے کتاب و حکمت لے کر آتا ہے۔

علم کلام والوں نے رسول کی تعریف یہ کی ہے کہ

"اَلرَّسُوْلُ هُوَ مَنْ يَّسْمَعُ كَلَامَ اللّٰهِ وَيَرٰى مَلَائِكَةَ اللّٰهِ وَيَعْلَمُ الْمُغَيَّبَاتِ وَتُطِيْعُهُ مَادَّةُ الْكَائِنَاتِ"

"رسول وہ ہوتا ہے جو ڈائریکٹ اللہ کے کلام کو سنے اور اس کے ملائکہ کو دیکھے اور مغیبات کا جاننے والا ہو اور کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع و فرمانبردار ہو۔"

جو اللہ کے کلام کو سنے:

"هُوَ مَنْ يَّسْمَعُ كَلَامَ اللّٰهِ"

جو ڈائریکٹ اللہ کے کلام کو سنے۔ بلا واسطہ وہ رسول ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ"

"بشر کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ سے وحی کے بغیر یا حجاب کے بغیر کلام کرے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کوہِ طور پر کلام فرمایا، مگر حجاب سے بے حجاب نہیں، باقی انبیاء نے بھی وحی کے ذریعہ اس کے کلام کو سُنا۔
مگر حضور نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ سے بغیر حجاب اور بلاواسطہ وحی کلام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ؕ"
"پھر وہ قریب ہوئے پس اور زیادہ قریب حتّٰی کہ دو قوسوں کی طرح پس ہم نے وحی کی اپنے خاص بندے کو جو وحی کی"
بشر محض بلا حجاب و وحی کلام نہیں کر سکتا اور حضور سے بلا حجاب و واسطہ کلام کیا گیا۔

اب ملّاں بتائے

اب مولوی ملوانے بتائیں کہ ہم حضور کو اپنے جیسا البشر کہیں یا نُور کہیں؟
ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ وہ بشر ہیں تو بے مثال اگر نُور ہیں تو بے مثال۔

؎ بشر ضرور ہیں وہ داخلِ انام نہیں!
شمار دانہ و تسبیح میں امام نہیں!

نبی کو اپنے جیسا البشر کہنے والو۔ ہوش کرو۔ تمہارے ساتھ تمہارے مقتدی بات کرنا اپنی توہین سمجھیں اور وہ ہیں کہ جن کے ساتھ خدا بے حجاب کلام فرمائے۔

فرق کلیم و حبیب:

یہی فرق ہے کلیم اور محبوب میں۔ کلیم کہتا ہے میرے سامنے بے حجاب آ۔

جواب آتا ہے۔ "لَن تَرَانِی"

مگر حبیب کو عرش پر بُلا کر شرف باریابی بخشا جا رہا ہے۔

؎ لاڈلے تھے خدا کے کلیم خُدا فرق ہے یہ کلیم اور محبوبؐ میں
وُہ کلام حق کا لینے گئے طُور پر اِن کے گھر خُود خُدا کا کلام آگیا

جو ملائکہ کو دیکھے۔

"وَیَرٰی مَلٰئِکَۃَ اللّٰہِ"

"جو ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔"

بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا: میں حضرت جعفر کو ملائکہ کے ساتھ آسمانوں پر اُڑتے دیکھ رہا ہُوں۔

جو مغیبات کو جانے۔

"وَیَعْلَمُ الْمُغَیَّبَاتِ"

"جو مغیبات کا جاننے والا ہو۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ"

"اللہ تمام غیوب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر جس رسول پر راضی ہو جائے۔"

حدیث قدسی میں ہے کہ

"کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدُ"

"اے محبوب تمام کائنات میری رضا کی طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں"۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد!
(صلی اللہ علیہ وسلم)

کائنات کی ہر شئی جس کی مطیع ہو:

لہٰذا حضور ہی رسول مرتضیٰ ہیں اور وہی تمام مغیبات کے جاننے والے ہیں۔

"وَتُطِيعُهُ مَادَّةُ الْكَائِنَاتِ"

"اور کائنات کی ہر شئی جس کی مطیع ہو"

سینکڑوں احادیث شاہد ہیں کہ حضور نے۔ چاند کو توڑا۔ سورج کو موڑا۔ درختوں کو بلایا۔ پتھروں کو پانی پر ترایا۔ کنکروں سے کلمہ پڑھوایا۔

کیونکہ!

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہو عالم نہ ہو!

حضرات!

مختصر وقت میں جو کچھ عرض کیا ہے اسے قبول فرمایئے۔ باقی عند الملاقی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

خطبہ ماہ ذیقعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وانک لعلٰی خلق عظیم ۝

صدق اللہ العظیم ۝

درود شریف

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

وعلٰی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا،
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن واداکی قسم!

حضرات محترم:

قرآن مجید فرقان حمید کی آیت مبارکہ جو تلاوت کی گئی ہے۔ اسمیں خالق کائنات جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والتسلیم کی صفت خلق کا ذکر فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیارے محبوب علیہ السلام

"وانک لعلٰی خلق عظیم ۝"

"اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں"

یعنی کہ آپ کا اخلاق، اخلاقِ عظیم ہے۔ کتنا عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے محبوب!

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ"

"فرمادیجئے! متاعِ دُنیا قلیل ہے"۔

دُنیا کا مال و متاع ـــــ سازو سامان

سیم و زر ـــــ سونا چاندی

سب کچھ قلیل ہے اور آپ کا اخلاقِ عظیم ہے۔

خُلقِ عظیم:۔

"وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ"

"وہ عرشِ اعظم کا رب ہے"۔

جتنا اللہ کا عرش عظیم ہے اتنا ہی حضور کا اخلاق عظیم ہے۔

مکارمِ اخلاق کا تتمہ:۔

"اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

میں مکارمِ اخلاق کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں کہ میری ذات سے مکارم اخلاق تمام ہوئے۔

قرآن اخلاقِ رسول ہے:۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ"

"قرآن ہی حضور کا اخلاق ہے"

وہ موصوف کیسا ہوگا:

خلق عظیم صفت ہے اور حضور موصوف ہیں اور قرآن حضور علیہ السلام کا اخلاق ہے۔ یعنی کہ پورے کا پورا یہ قرآنِ کریم سرکار کی ایک صفت ہے۔ جس موصوف کی صفت ایسی جامع اور عظیم ہے وہ موصوف کتنا عظیم ہوگا۔

ع تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا؛
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم؛

قرآن کیا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"

قرآن ہر چیز کا جامع بیان ہے:

اور ہم نے آپ پر اے محبوب وہ کتاب نازل کی جو ہر شئی کا کھلا بیان ہے۔

"كُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ"

"ہر چھوٹی بڑی شئی قرآن میں پوشیدہ ہے"

"وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ"

"ہر تر اور خشک قرآن میں موجود ہے"

صفت کا علم:

جس کی صفت قرآن۔ ہر چیز کا بیان ہے۔

ہر خشک وتر صغیر وکبیر۔ جس کی ایک صفت قرآن میں موجود ہے۔ اس موصوف کی کیا شان ہوگی اور اس موصوف کا کیا علم ہوگا۔

موصوف کا علم:

اگر صفت تبیانا لکل شیئ ہے تو موصوف عارف لکل شیئ ہے۔
سرکار نے فرمایا معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے جب اپنا دست قدرت میرے کندھوں پر رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور فعرفت مافی السمٰوٰت وما فی الارض ہ میں نے جو کچھ بھی زمینوں آسمانوں میں ہے اسے جان لیا۔ پہچان لیا۔ عرفت کا معنیٰ ہے میں نے پہچان لیا اور دوسری روایات میں علمت کے لفظ بھی موجود ہیں جس کا معنیٰ ہے۔ میں نے جان لیا اور بعض روایات میں عرفت کل شیئ ہ کے الفاظ بھی ہیں یعنی کہ میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

سرِ عرش سے ہے تیری گذر دلِ فرش پہ ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں!

موصوف بھی تمام غیوب بتاتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
"وما ھو علی الغیب بضنین ہ"
"اور یہ (محبوب) غیب پر بخیل نہیں"
یعنی اگر اس کی صفت، یعنی قرآن ہر چیز کو بیان کرتی ہے تو یہ موصوف بھی کسی چیز کے بتلانے میں بخل نہیں فرماتا۔
اسی آیت کے تحت دیوبندیوں کے عظیم مقتداء و رہنما اور ان کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

تفسیرِ عثمانی دیوبندی۔

یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے۔ خواہ وہ ماضی سے متعلق ہوں یا مُستقبل سے"۔ یہ ہیں پُرانے عقائد۔ آج سے سو سال پہلے تمام لوگوں کے یہی عقائد تھے۔ مگر اب اس پیٹ نے کئی فرقے بنا دیئے ہیں۔

فیصلہ تم خود کرو۔

سابقہ دیوبندی سرکار دوعالم کے علم "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" کے قائل تھے۔ آج کا دیوبندی اسے عقیدۂ شرکیہ کہتا ہے۔

شبیر احمد عثمانی حضور کو عالم "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" مانتا ہے۔ اور اس کی رُوحانی اولاد اسے شرک کہتی ہے۔ شرک کہنے والا بھی دیوبندی۔ ماننے والا بھی دیوبندی فیصلہ گھر بیٹھ کے کرو ہم دونوں کو کچھ نہیں کہتے۔ اب تم فیصلہ کرو کہ عثمانی صاحب سچے اور تم جھوٹے یا تم سچے عثمانی صاحب جھوٹے۔ میں نے تو تمہاری ہی تفسیر پڑھ کر سُنا دی ہے۔

> تیری ہی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات تیری
> تیرے ہی مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات تیری

مولوی حضور کی ذات پر بھی تنازعہ کرتے ہیں۔

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے پچاس سال ہو گئے۔ اس نصف صدی میں ان مولویوں نے باپ کو بیٹے اور بیٹے کو باپ کا دشمن بنا دیا ہے۔ بھائی کو بھائی کے ساتھ لڑوا دیا ہے۔ ماں کو بیٹی اور بیٹی کو ماں سے اُلجھا دیا ہے۔ ان کا اس ذات پر بھی تنازعہ ہے جس کا یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ کبھی اس ذات کے علم پر

تنازعہ۔ کبھی اُس کی نورانیت پر تنازعہ۔ کبھی اُس کے حاضر ناظر ہونے پر تنازعہ۔ کبھی اُس کے مختارِ کل ہونے پر تنازعہ۔ کبھی اُس کے پکارنے پر تنازعہ۔ بتاؤ مولوی تنازعہ کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ کرتے ہیں نا۔ تو یہ غلامِ رسول۔

سگِ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ علی پور لیوں کا غلام عرض کرتا ہے کہ قوم کو نہ لڑاؤ۔ بھائی کو بھائی کا دشمن نہ بناؤ۔

آؤ اگر تمہیں زیادہ ہی چاؤ ہے تو میدان میں آؤ۔ تم بھی آجاؤ میں بھی آجاتا ہوں تم اسلحہ کے ساتھ آؤ میں خالی ہاتھ آتا ہوں پھر دیکھ لینا۔ کتابیں تمہاری ہوں گی۔ مذہب میرے محدثِ اعظم کا ہوگا۔ کتابیں تمہاری ہوں گی مذہب میرے اعلیٰ حضرت کا ہوگا۔

گولیاں چلیں گی بم پھٹیں گے

گولیاں چلیں گی۔ ضرور چلیں گی۔ بم پھٹیں گے ضرور پھٹیں گے۔ مگر گولیاں دلائل کی چلیں گی۔ بم تمہاری کتابوں کے پھٹیں گے۔ اگر تمہارے دامن میں دلائل ہیں تو سامنے آؤ۔ بات کرو۔ افہام و تفہیم۔ دلائل و براہین سے مسائل حل کرو۔ ہم تمہاری کتابوں سے ہی اپنا ہر عقیدہ ثابت کریں گے۔

یہ ہوائی کسی اندرا نے اڑائی ہوگی

ہم امن پسند لوگ ہیں۔ خوامخواہ ملک میں انتشار و افتراق نہیں ڈالنا چاہتے ملک کی سرحدوں پر دشمن کے حملوں کے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ اور ملک عدمِ استحکام کا شکار ہے۔ مولوی ملک میں بدامنی پھیلا رہے ہیں۔

یہ اندرا خالہ کو راضی کرنے کے لئے۔ قریہ قریہ۔ بستی بستی۔ شہر شہر۔ گاؤں گاؤں میں جا کر امنِ عامہ کا مسئلہ پیدا کرتے اور انتظامیہ کے لئے چیلنج بنتے جا رہے ہیں؟ سنو اور غور سے سنو۔

کون کہتا ہے تم اور ہم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی اندرا نے اڑائی ہوگی!

میں دعوتِ فکر دیتا ہوں۔

آؤ۔ پیار سے۔ محبت سے ہمارے دلائل سنو۔ نہایت ٹھنڈے دل سے ان پر غور کرو اور پھر اس کے بعد کفر و شرک کی مشین چالو کرو اور پھر دیکھو کہ اس کی زد میں کہیں مولانا شبیر احمد عثمانی تو نہیں آرہے ہے۔ کہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تو نہیں آرہے ہے۔ کہیں مولانا تھانوی تو نہیں آرہے ہے۔

یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

حق محفوظ رکھتا ہوں۔

تم نے کل جو یہاں پر اکابرینِ اہلسنت کو گالیاں دی ہیں۔ شانِ رسالت پر گستاخانہ یاوہ گوئی کی ہے۔ شانِ ولائیت پر نہایت رکیک حملے کئے ہیں ہم ان گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دینا چاہتے بلکہ جواب کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں اور شستہ و سادہ زبان سے تمہیں دعوتِ فکر دیتے ہیں۔

سرکارِ دوعالم کا علم۔

کل یہاں پر سرکارِ دوعالم کے علمِ غیب پر بہت گھٹیا قسم کی گفتگو کی گئی ہے۔ اسی لئے میں نے ان کے شیخ الاسلام مولوی عثمانی کا حوالہ دیا ہے۔ کل یہاں ایک مولوی یہ آیت پڑھتا رہا ہے کہ

"لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ"
اگر میں علمِ غیب جانتا ہوتا تو میں خیرِ کثیر جمع کر لیتا۔
بھلا جو اپنے آپ کو دشمن کے مصائب سے نہ بچا سکا۔ اور یہ تک نہ جان سکا کہ دشمن میرے ساتھ کیا کرنے والا ہے وہ عالمِ غیب کیسے ہو سکتا ہے؟

اللہ کا وعدہ:

ملاں جی۔ خدا کا وعدہ ہے اے محبوب۔
"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"
میں تمہیں لوگوں (دشمنوں) سے محفوظ رکھوں گا۔
تو کیا خدا بھی علم نہ رکھتا تھا کہ میرے محبوب کے ساتھ دشمن یہ کچھ کرنے والے ہیں۔ وہی منع فرما دیتا کہ محبوب وہاں نہ جانا ورنہ دشمن گزند پہنچائیں گے۔ بتاؤ ملاں جی کیا خدا کو بھی علمِ نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب کو دشمنوں سے نہ بچا سکا۔
؎ بدیں عقل و دانش بباید گریست!

یہ جملہ شرطیہ ہے:

جہاں تک ملاں جی کی پیش کردہ آیت کا تعلق ہے تو یہ ہے جملہ شرطیہ۔ اور جملہ شرطیہ میں شرط ثابت ہو تو مشروط ثابت اگر شرط فوت تو مشروط بھی فوت جیسا کہ علماء فرماتے ہیں کہ
"اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ"
جب شرط فوت ہو گئی تو مشروط فوت ہو گیا جس کی مثال یہ ہے کہ
"اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدًا"
"اگر سورج طلوع ہو چکا ہے تو دن موجود ہے"

اب اگر شرط ثابت ہے تو مشروط بھی ثابت اگر طلوعِ شمس ثابت ہے تو دن کا وجود بھی ثابت اور اگر شرط فوت تو مشروط فوت یعنی اگر طلوعِ شمس نہیں ہے تو ثبوتِ وجودِ یوم بھی نہیں ہے۔

اسی طرح یہ آیت بھی جملہ شرطیہ ہے اسمیں لو حرف شرط ہے۔

"لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ"

اگر میں علمِ غیب جانتا۔ تو پھر۔ میں خیر کثیر پالیتا۔

اب ثبوتِ علمِ غیب مشروط ہے وجودِ خیر کثیر سے اگر خیر کثیر ثابت ہو تو علم غیب ثابت اگر نہ ثابت ہو تو علمِ غیب بھی ثابت نہ ہوگا۔

آیئے قرآن کریم سے پوچھئے کہ کیا سرکار علیہ السّلام کیلئے خیر کثیر ثابت ہے۔

جسے حکمت عطا کی جائے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا"

"اور جسے حکمت عطا کی گئی۔ پس تحقیق اسے خیر کثیر عطا فرما دی گئی"۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سرکار کو حکمت عطا کی گئی ہے یا نہیں۔

تو قرآنِ کریم سے پوچھئے۔

سرکار معلّمِ حکمت ہیں

اللہ فرماتا ہے۔

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"

"اور یہ (نبی) سکھاتا ہے لوگوں کو کتاب اور حکمت"۔

سرکار علیہ السّلام تو معلّم کتاب و حکمت ہیں۔ لہٰذا سرکار کے لئے وجودِ خیرِ کثیر ثابت ہے اور یہ خیر کثیر شرط تھی علم غیب کے لئے۔

کیونکہ فرمانِ الٰہی یہ تھا کہ محبوب اعلان فرما دو۔

"لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ"

"اگر میں علمِ غیب جانتا تو البتہ ضرور میں خیرِ کثیر جمع فرما لیتا۔"

اب جبکہ حضور معلّمِ حکمت ہیں اور خیر کثیر حضور کو عطا فرما دی گئی یہ شرط ثابت ہو گئی تو علم غیب بھی ثابت ہو گیا۔

بلکہ میں تو عرض کیا کرتا ہوں کہ

جو عطا فرمایا کثیر عطا فرمایا۔

اللہ کریم نے حضور علیہ السّلام کو جو کچھ عطا فرمایا، کثیر عطا فرمایا: کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب۔

"اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"

"بے شک ہم نے آپ کو عطا فرمایا کوثر۔"

اور کوثر مبالغہ کا وزن ہے جس کا معنیٰ ہے کثیر۔

یعنی آپ کو جو کچھ عطا فرمایا کثیر عطا فرمایا۔ اگر

علم و حکمت عطا فرمائی تو ـــــ کثیر

اگر اختیارات عطا فرمائے تو ـــــ کثیر

اگر خیر عطا فرمائی تو ـــــ کثیر

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

؎ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ! ۔۔۔ ساری کثرت پاتے یہ ہیں!
ربّ ہے معطی یہ ہیں قاسم ۔۔۔ رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ربّ کی خدائی میں ان کی شاہی ۔۔۔ آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں

جسکی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل

ہو سکتا کہ لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ابھرے کہ کوثر سے مُراد تو حوض کوثر ہے۔ تو یہ بھی اس آیت کی ایک تفسیر ہے جو مُفسرین نے فرمائی ہے۔ مگر مُفسرین کی رائے ہے جسے اپنے مقام پر درست مانا جائے گا۔

ذرا گہرائی میں جاؤ تو سوچو کہ جو ربّ اپنے ایک عام بندے کو فرمائے کہ
"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ"
"جو بندہ اپنے ربّ کے مقام سے ڈرے اس کے لئے دو جنّتیں ہیں"
یعنی عام بندے کو تو دو جنّتیں عطا فرمائے اور جس کے لئے ساری کائنات بنائی ہے اسے صرف حوضِ کوثر ہی عطا فرمائے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
کوثر و سلسبیل تو سرکار کے جود و سخا کا ایک چھوٹا سا قطرہ ہیں۔
اعلیحضرت فرماتے ہیں:

؎ جسکی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل!
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبیؐ

جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبیؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

لہٰذا کوثر سے مُراد۔ کثیر ہے۔ جیساکہ امام بخاری نے کتاب التفسیر،

بخاری شریف میں فرمایا ہے کہ کوثر سے مراد خیرِ کثیر ہے۔ اور سرکار کو یہ عطا فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا حضور کے لئے علم غیب ثابت ہے۔

یہ شرک نہیں ہے:-

یہ عقیدہ شرکیہ نہیں ہے۔ کیونکہ شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے برابر کسی اور کو ماننا۔ یعنی جیسا علم خداوند قدوس کا ہے ایسا ہی مخلوق میں سے کسی اور کا ماننا شرک ہے۔ مگر ہم ایسا عقیدہ ہرگز ہرگز نہیں رکھتے۔

ہمارا عقیدہ:-

ہمارا عقیدہ یوں ہے کہ

سارى کائنات کا علم ایک نبی کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے۔ جیسے سمندر سے ایک قطرہ۔

سارے نبیوں اور ساری کائنات کا علم سرکار کے علم کے سامنے ایسے ہے جیسے سات سمندروں سے ایک قطرہ۔

نبی اکرم کا علم خدا کے علم کے سامنے ایسے ہے جیسے لامحدود و بے کنارہ علم سے ایک قطرہ۔

مفسرین کرام نے ایسے بیان فرمایا ہے۔

تفاسیر کا مطالعہ کیجئے۔ یہ عقیدہ برحق ہے اور بے شک ہے۔

امام بوصیری:-

الامام علامہ شرف الدین بوصیری فرماتے ہیں:

"فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ"

دُنیا اور دُنیا کا تمام اسباب سرکار کے جُود و سخا کا ایک قطرہ اور لوح و قلم کا عِلم سرکار کے عُلوم میں سے ایک ذرّہ علم ہے۔

ثبوتِ علمِ غیبِ مُصطفویؐ:

علم غیبِ مُصطفوی" علیٰ صاحبہِ الصّلوٰۃ والسّلام" قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ"

"اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا: لیکن اپنے رسُولوں میں سے جِسے پسند فرما لیتا ہے۔ یعنی جس رسُول کو علمِ غیب کے لئے پسند فرما لے اُسے اُس پر مطلع فرما دیتا ہے۔"

شاہ عبد القادر:

اسی آیت کے تحت مولانا شاہ عبدُالقادر لکھتے ہیں، ملاحظہ کیجئے تفسیر موضح القرآن یعنی حق تعالیٰ مومن اور منافق اسی طرح کھولتا ہے اور غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا۔ مگر رسُولوں کو، شاہ عبدُالقادر دیوبندیوں کے ممدوح ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رسُولوں کو غیب کی خبروں پر مطلع فرماتا ہے۔ اور یہ بالکل سچا اور قرآن کے مطابق عقیدہ ہے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے۔

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ"

"اے محبوب یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔"
معلوم ہُوا کہ باعلام اللہ تعالیٰ - اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے سرکار غیب کی

خبریں جانتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ"

"جاننے والا غیب کا پس نہیں ظاہر فرماتا۔ اپنے غیب پر کسی کو مگر رسولوں میں سے جس سے راضی ہو۔"

اس آیت کے تحت بھی شاہ عبدالقادر تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں۔

تفسیر موضح القرآن:

یعنی رسول کو خبر دیتا ہے۔ غیب کی پھر چوکیدار رکھتا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں شیطان دخل نہ کرنے پائے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے۔ یہی معنیٰ ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور ان کا معلوم بے شک ہے اوروں کو معلوم میں شبہ ہے۔

حضرات دیکھا آپ نے کہ سرکار کی انفرادیت بلکہ تمام پیغمبروں کی معصومیت کس انداز سے تسلیم کی جارہی ہے اور انہیں بے مثل مانا جارہا ہے اور غیب کی خبروں پر مطلع مانا جا رہا ہے۔

مگر کیا کیا جائے۔ ان پٹیو مولویوں کا جن کا پیٹ انہیں ان عقائد کو شرکیہ، کفریہ کہنے پر مجبور کرتا ہے اور پھر انہیں پیٹ کے سامنے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ دربار رسالت مآب کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

"جی اوہ ڈھڈ ھا جی تو ایں بہتر تو ایں دہی"

توشاہ عبدالقادر دیوبندی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے اب کہو انہیں مشرک و کافر۔

فتویٰ بھی تمہارا۔
کہنے والے بھی تمہارے۔
اگر مشرک ہیں تو تمہارے۔
اگر مومن ہیں تو تمہارے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں مطعون کرتے ہو کہ انہوں نے علماء دیوبند کو کافر کہدیا۔

انہوں نے کسی مولوی کو کافر نہیں کہا۔ تم ہی کافر و مشرک کے فتوے دیتے ہو۔ اور تمہارے فتووں کی زد میں تمہارے ہی مولوی آجاتے ہیں۔

؎ اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں!
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ"
"اور نہیں وہ غیب کی بات بتانے پر بخیل"

حضرت سید صاحب کا مناظرہ تلون:-

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سید ابو البرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیوں کے ایک بہت بڑے ملاں منظور احمد سنبھلی سے تلون میں مناظرہ کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ پیش کی تو اس ملاں نے کہا ھُوَ ضمیر غائب ہے۔ جس کا مرجع ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

اگر ھُوَ کا مرجع ذاتِ باری ہو:-

اگر آپ ہی کی بات مان لی جائے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے اور وہ یوں

کہ اگر ھُوَ ضمیر کا مرجع ذاتِ باری تعالیٰ ہے تو تقدیرِ عبارت یُوں ہوگی کہ

"وَمَا اللّٰہُ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝"

"اور اللہ تعالیٰ غیب بتانے پر بخل نہیں فرماتا"

"تو جب وہ اپنے غیب کی خبریں بتلا دیتا ہے تو کسے بتاتا ہے۔"

قرآن فرماتا ہے:

"اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۝"

وہ اپنے مرتضیٰ رسُول جناب امام الانبیاء حضرت مُحمّد مُصطفےٰ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کو بتاتا ہے۔ لہٰذا ہمارا مدعا ثابت ہے۔

دیوبندی مُلّاں نے فوراً پینترا بدلا اور کہا کہ اِس ضمیر کا مرجع قرآنِ پاک ہے۔

اگر ھُوَ کا مرجع قرآنِ پاک ہو:

تو سیّد صاحب نے فرمایا:

اگر اس ضمیر کا مرجع قرآنِ پاک ہے تو پھر بھی ہمارا مدّعا ثابت ہے کیونکہ اگر قرآنِ کریم ھُوَ ضمیر کا مرجع ہو تو تقدیرِ عبارت یُوں ہوگی کہ

"وَمَا الْقُرْاٰنُ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝"

"اور قرآن غیب بتانے پر بخیل نہیں۔"

تو قرآنِ کریم نازل ہُوا قلبِ مُصطفےٰ عَلَیْہِ السَّلام پر۔

اللہ فرماتا ہے:

"نَزَّلَ عَلٰی قَلْبِکَ ۝"

ہم نے قرآن کو آپ کے قلبِ مطہرہ منورہ پر نازل فرمایا۔ لہٰذا سرکار کا قلبِ مُبارک عُلُومِ غیبیہ کا گنجینہ و خزینہ ہے۔ لہٰذا ہمارا مُدعا پھر بھی ثابت ہے۔ اور اگر اس ضمیر کا

مرجع ذاتِ کریمۂ مصطفےٰ علیہ السّلام مُراد ہو اور یہی اولیٰ ہے تو پھر ہمارا مدعا بطریق اولیٰ ثابت ہے بہر حال سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عطا سے عالم بالغیب ہیں۔

حضراتِ محترم:

دیوبندیوں کو حضور علیہ السّلام کی ذاتِ بابرکات سے کوئی خصوصی عداوت ہے۔ قرآنِ کریم کے لئے تو علومِ غیبیہ دیوبندی مُلاں نے تسلیم کر لئے مگر ذاتِ مصطفوی کے لئے نہیں۔

؎ اُرے تجھ کو کھٹکتے تپ سقر تیرے دِل میں کس سے بُخار ہے!

بہر حال ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ یہ قرآنِ مجید جو کتابی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ سرکار کی صفتِ خلق ہے۔

لاڑکانہ کا ایک عجیب و غریب مناظرہ

میں اور میرا بڑا بیٹا عزیزم مولوی مقبول احمد سرور سلّمہ ایک تبلیغی دورہ پر لاڑکانہ میں موجود تھے اور وہاں جناح باغ مصطفےٰ روڈ میں ایک عظیم الشّان جلسہ تھا جس میں عزیزی مولوی مقبول نے یہ حدیث بیان کی تو ایک مولوی صاحب جو خاصے عمر رسیدہ تھے اُنہوں نے فوراً مولوی صاحب کو گرفت میں لیا اور اعتراض وارد کر دیا اور کہا کہ مولوی صاحب قرآن کلامِ ذاتِ باری ہے۔ اور اس کی صفت ہے اس کی صفات قدیم ہیں۔ لہٰذا قرآن بھی قدیم ہے اور تم نے اسے حضور کی صفت کہہ کر قدیم کو حادث قرار دیا ہے اور یہ ممکن نہیں کیونکہ حادث قدیم کی صفت نہیں ہو سکتی اور قدیم حادث کی نہیں۔

اب بظاہر سوال بڑا عجیب و غریب تھا مگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت کا صدقہ عزیزی نے فوراً مسئلہ حل کر دیا اور کہا کہ مولانا آپ بتائیں کہ قرآنِ کریم جو ہمارے سامنے بین الدفتین ایک مجلّد کتاب کی صورت میں موجود ہے۔ اس کی

کون سی شئی قدیم ہے۔

الفاظ۔ معانی۔ سیاہی۔ کاغذ۔ گنتر اِن میں سے کونسی شئی قدیم ہے۔ مولوی صاحب مبہوط ہو گئے اور کہنے لگے بہرحال کلامِ خُدا حادث تو نہیں۔

حضور کی صفت کلامِ لفظی ہے:

عزیزی مولوی مقبول نے اُن سے کہا: مولانا آپ نے شاید عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی نہیں پڑھی۔ اگر پڑھی ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں کہ کلام اللہ کی دو قسمیں ہیں، ایک کلامِ لفظی اور دُوسری کلامِ نفسی۔

کلامِ نفسی وُہ ہے جو بغیر الفاظ کی کیفیت کے جبرئیلِ امین بارگاہِ خُداوندی سے سماع کر کے حضور تک پہنچاتے یہ قدیم ہے۔ اور

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی کلامِ لفظی مجلّد کتاب کو فرمایا کہ "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ" حضور کی صفت خلق یہ قرآن ہے۔

اِس کے بعد وُہ مولانا ایسے رفوچکر ہوئے کہ پھر لاڑکانہ کے کسی جلسہ میں نظر نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل عزیزم کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مجھے اپنے بعد اب کوئی فکر نہیں:

مجھے اپنے بعد کوئی فکر نہیں۔ غلام رسول دُنیا سے جائے گا تو قوم کو ایک اور غلام رسول دے کر جائے گا۔ اِنشاء اللہ العزیز یہ میرے مُرشد کامل کی توجہ کا صدقہ ہے۔

ے خش خش جناں قدر نہیں میرا میرے مُرشد نُوں وڈیائیاں!
میں گلیاں دا رُوڑا کُوڑا محل چڑھایا اِسے سائیاں!

مُرشد دا احسان میرے تے سارلوے محتاجاں!
اوہ رکھو الاعلیٰ پور والا اوسے نُوں سب لاجاں

خلقِ مصطفیٰ بھی عظیم اور قرآن بھی عظیم:

تو حضراتِ محترم قرآنِ کریم حضور علیہ السلام کی ایک صفت خلق کا نام ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۝"

"اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو (اے محبوب) سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔"

کیسی پُرلطف بات ہے کہ صفت خلق بھی عظیم ہے اور قرآن بھی عظیم ہے کیونکہ یہی صفت خلق ہے۔

یہ صفت بے مثل ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
"وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝"

"اور اگر تمہیں شک ہے اسمیں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمایا ہے تو لاؤ تم اسکی مثل ایک سورت اور بلالو اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو اگر تم سچے ہو تو۔"

ملوانوں کا ترجمہ فٹ آگیا: اب یہاں مولوی ملوانوں والا ترجمہ بڑا فٹ

آتا ہے کیونکہ وہ مِن دُونِ اللہ سے مُراد بُت نہیں لیتے۔

ہمارے نبیوں ولیوں کو مُراد لیتے ہیں ہم بھی اس جگہ اِن کے مولوی ہی مُراد لیں گے۔

اے نبی کو اپنی مثل کہنے والو۔

نبی کی ایک صفت خلقِ قرآنِ کریم کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سُورت کی مثل لا کر دکھاؤ۔ بُلالو اپنے مددگاروں کو اللہ کے سِوا۔ بُلالو اپنے نانوتوی کو قبر سے۔ بُلالو اپنے انبیٹھوی کو قبر سے۔ بُلالو اپنے تھانوی کو قبر سے۔ بُلالو اپنے گنگوہی کو قبر سے۔ بُلالو اپنے شیخ الہند کو قبر سے۔ بُلالو اپنے اس لاہوری کو قبر سے ان سب کو مِلا کر ایک سُورت لاؤ قرآنی سُورت کے مقابلہ میں۔ حضُور کی ایک صفت کے مقابلہ میں۔

تم اُسکی مِثل نہ لاسکو گے:

اللہ فرماتا ہے:

"فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۝"

"پس اگر تم نہیں لاسکتے اور ہر گز نہیں لاسکتے تو ڈرو اس آگ سے جو جلائی جائے گی۔ لوگوں اور پتھروں سے کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

مولویو ملوانو سب اکٹھے ہو کر حضُور کی ایک صفت کی مثال نہیں لاسکتے ہو تو حضُور کی مثل بنتے ہوئے حیا کرو شرم کرو۔

ورنہ اس آگ کے لئے تیار ہو جاؤ جو تیار ہی مُنکروں کے لئے کی گئی ہے۔

کافر کا معنی ہے مُنکر۔ خبردار مُنکر و۔ بچ جاؤ نارِ جہنم سے اور سرکار کو بے مثل تسلیم کر لو۔

مظاہرۂ خُلقِ عظیم

سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے جب اعلانِ توحید و رسالت فرمایا تو قریشِ مکہ نے حضور پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ راستے میں کانٹے بچھائے۔ کوڑا جمع کر کے سرکار پر ڈالا گیا۔ راہ میں کنواں کھدوایا گیا۔

نماز کے دوران سرکار پر اوجھ پھینکی گئی اور مبارک گردن میں پٹکا ڈال کر کھینچا گیا۔ رُخِ انور پر طمانچے رسید کئے گئے۔ مگر سرکار نے کسی کے ظلم کا جواب ظلم سے نہ دیا بلکہ اپنی صفت خلقِ عظیم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

؎ روڑے مارن والیاں یار جے کدی میں ول آویں!!
قسم خدا دی سینے لاواں سدھا ای جنت جاویں

حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ بالآخر آپ نے بددعا فرمائی۔

قرآنِ کریم بیان فرماتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا۔

"وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيَّارًا"

"اور کہا نوح نے اے میرے رب مت چھوڑ اوپر زمین کے کافروں میں سے بسنے والا۔ یعنی اب سب بے ایمانوں کو برباد اور تباہ فرما دے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑ"

میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں :۔ مگر سرکارِ دوعالم پر جب ظلم و ستم کی

انتہا کی گئی تو باوجود اس کے کہ آپ کو عرض کیا گیا۔ ان بے ایمانوں کے لئے بددعا فرمائیں سرکار نے مسکرا کر فرمایا:

یہ سن کر رحمۃ اللعلمین نے ہنس کے فرمایا
کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا

الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر!
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر!

میرے پروردگار آمرزگاران کو معافی دے
نہ کر ان کی خطاؤں کو شماران کو معافی دے

خدایا فضل کر ان پر انہیں چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے

سرکار نے فرمایا کہ
"إني لم أبعث لعانا إنما بعثت رحمة"
"بے شک میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

محمد مصطفٰی کی شانِ رحمت تو ذرا دیکھو!
ستم سہتے تو ہیں لیکن ستم ڈھایا نہیں کرتے!
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ و تبلیغ فرمائی جواباً ان ملعونوں نے سرکار کے رخِ انور پر طمانچے رسید کئے۔ حضرت امیر حمزہ شکار کے لئے گئے ہوئے تھے

شام کو واپس آئے۔ زوجہ محترمہ نے کھانا سامنے رکھا۔

حضرت امیر حمزہ نے ملاحظہ فرمایا کہ زوجہ کی آنکھوں میں زاروقطار آنسوؤں کا سیلاب آرہا ہے۔ فرمایا: کیا بات ہے؟ یہ رونا کیسا ہے؟

تو زوجہ نے عرض کیا۔

آج پتہ چل گیا کہ باپ اور چچا میں کیا فرق ہوتا ہے۔

آج اگر محمد کے باپ عبداللہ حیات ہوتے تو اس یتیم کو سرِ بازار طماچے نہ لگتے۔ آپ نے کھانا وہیں چھوڑا اور تلوار برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور کی خدمت میں پہنچے۔ دروازہ بند تھا اور اندر سے سسکیوں کی آواز آرہی تھی اور سرکار اپنے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے۔

مولائے کریم میں تو ان لوگوں کو تیری توحید کا درس دیتا ہوں اور یہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون ہے؟

عرض کیا آپ کا حمائتی۔

حضور کی آہ نکلی اور فرمایا: میرا حمائتی کون ہے؟ پورا مکہ تو اس یتیم کا دشمن ہے میرے حمائتی تو قبروں میں سو گئے۔ آپ کون ہیں میرے حمائتی۔

عرض کیا: دروازہ کھولئے میں آپ کا چچا امیر حمزہ ہوں۔

دروازہ کھلا۔ امیر حمزہ نے عرض کیا: مجھے بتائیے کس نے آپ پر ظلم کیا ہے۔ جس نے طماچے رسید کئے ہیں میں اس سے بدلہ لوں گا۔ اور اسے زندہ نہ چھوڑوں گا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان۔ میں بدلہ لینے کے لئے نہیں آیا۔ بس آپ ایک مرتبہ پڑھ لیجئے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں سمجھوں گا مجھے بدلہ مل گیا ہے۔

اللہ اللہ میرے آقا کا خلقِ عظیم۔ ظلم و ستم سہہ کر بھی اخلاقِ حسنہ کا

مظاہرہ فرماتے ہیں، اور تبلیغ فرماتے ہیں۔

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

اور پنجابی کا شاعر قلم توڑ گیا۔ وہ کہتا ہے کہ

اللہ اللہ نبی پاک دا حوصلہ گالیاں سن کے بھی مسکراندے رہے!
ایسے اخلاق توں جاواں قربان میں ویریاں ہیٹھ چادر وچھاندے رہے

حضراتِ محترم!
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی قوت ہی تھی جس نے عرب و عجم میں لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا اور دشمن آتے گئے غلام بنتے گئے۔ بیگانے آتے گئے اپنے بنتے گئے۔ اس اخلاقِ عظیم و حسنہ کو بیان کیا جائے تو ہزاروں واقعات روایات میں موجود ہیں مگر ایک ہی نشست میں ان کا بیان کرنا ناممکن ہے بلکہ ان کا احاطہ ساری زیست مستعار میں کیا ہی نہیں جا سکتا۔ آج تک چودہ سو سال تک بیان ہوتے چلے آئے مگر

تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے اخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

خطبہ ماہ ذوالحجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝

صدق اللہ العظیم ۝

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۝
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۝

حضرات!

یہ ماہ ذوالحجہ شریف کا پہلا جمعۃ المبارک ہے۔ اس ماہ مبارک میں ہر خطیب جدالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر مبارک کرتا ہے۔ آپ کی ساری حیات مبارکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے مشعل راہ ہے۔ زندگی کا ایک ایک

لمحہ اپنے خالق و مالک کی اطاعت و فرمانبرداری کا آئینہ دار ہے۔ یار نے جو کچھ طلب کیا فوراً اس کے نام پر قربان کر دیا۔

جان، مال، وطن اور اولاد جیسی نعمتیں اس محسنِ حقیقی کے لئے فدا کر دیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ یہ اللہ کا خلیل ہے اور خلیل کہتے ہیں، جانی دوست جگری یار کو۔ جانی دوست اور جگری یار وہ ہی ہوتا ہے۔ جو یار پر سب کچھ نثار کر دے اور یہ ایثار و قربانی اللہ کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک اس کی صرف یادگاریں ہی باقی نہیں رکھیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملتِ ابراہیمی قرار دے دیا اور فرمایا

ملّتِ ابراہیمؑ

"قُلْ بَلْ نَتَّبِعُ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ"

"فرما دیجئے محبوب بلکہ ہم اتباع کریں گے ملتِ ابراہیم حنیف کی۔"

چنانچہ ہمارا کعبہ ——— ابراہیمی

ہمارا حج ——— ابراہیمی

ہماری قربانی ——— ابراہیمی

ہمارا مسلک ——— ابراہیمی

ہمارا دین ——— ابراہیمی

ہماری ملّت ——— ابراہیمی

ہمارا نبی ——— ابراہیمی

اللہ فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرَاهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِيْنَ ؕ"

اور البتہ تحقیق ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو رشد و ہدایت عطا فرمائی اور ہم اس

سے پہلے اسے جاننے والے تھے۔

منبعِ رُشد و ہدائیت۔

پہلی بات تو یہ معلوم ہُوئی کہ نبی مَنبعِ رُشد و ہدائیت ہوا کرتا ہے۔ آج ایک ایسی قوم بھی موجود ہے جو کہتی ہے کہ نبی کے پاس ہدائیت نہیں ہوتی اور نہ ہی وُہ کسی کو ہدائیت دے سکتا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ بتا رہی ہے کہ نبی کو اللہ تعالیٰ پہلے سے ہی رُشد و ہدائیت دے کر بھیجتا ہے اور اُس کا کام ہی لوگوں کی ہدائیت و رہنمائی کرنا ہوتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہو تو پھر مرزا غُلام احمد قادیانی کو نبی مان لو کیُونکہ بغیر ہدائیت و رہنمائی کے یہی ایک نبی اِس دور میں از خُود آیا ہے اور تمہاری ڈیمانڈ کے مطابق بھی ہے۔

اِس کو اسی لئے نہیں مانتے کہ وُہ خُود بھی گمراہ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

معلوم ہُوا۔ بغیر ہدائیت و رہنمائی کے نبی کے آنے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔

نبی کا آنا جانا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ وعظ و تبلیغ فرمانا اور زندگی کا ہر لمحہ ہدائیت پر مبنی ہوتا ہے۔

اِسی لئے فرمایا کہ اے لوگو!

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؕ"

"البتہ تحقیق تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے بتوں کے پجاریوں اور مشرکوں گمراہوں کو ہدائیت و رہنمائی فرمائی۔

"اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ؕ"

"جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) اور قوم سے فرمایا کہ یہ مورتیاں ہیں جنہیں تم پوجتے ہو"

باپ سے مراد چچا ہے۔

بعض مترجمین اور ماڈرن مفسرین نے لفظ اَبِیْہِ سے دلیل پکڑ کر آپ کے باپ کو مشرک ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے جو کہ سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ باطلہ ہے کہ نبی اپنے والدین کو بھی ہدایت نہیں دے سکتا اور نبی کے والدین بھی معاذ اللہ مشرک و کافر ہو سکتے ہیں اور اسے دلیل بنا کر وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق بھی اسی بے باکی و خبثِ باطنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا سراسر لادینیت اور قرآنی تعلیمات سے روگردانی ہے۔

قرآنِ کریم میں لفظ اَب آباؤ اجداد کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اس دارِ فانی سے کوچ فرمانے لگے تو اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

"اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ط

"جب کہا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے"۔

"قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج

"اُنہوں نے کہا کہ ہم آپ کے اور آپ کے آباء اجداد ابراہیم، اسماعیل، اور اسحاق کے الٰہ کی عبادت کریں گے"۔

معلوم ہوا کہ لفظ اَب کبھی کبھی آباؤ اجداد کے معانی میں استعمال ہوتا ہے جس

میں چچا تایا بھی شامل ہیں. تو آیتِ مذکورہ میں لِاَبِیۡہِ سے مُراد آپ کا چچا آذر ہے آپکے وَالدِماجد کا نام تاریخ نے تارخ لکھا ہے. آذر نہیں اور آپ نے آذر کو تبلیغ فرمائی جیساکہ دُوسرے مقام پر واضح ہے.

"اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً"

"جب فرمایا آپ نے اپنے باپ (چچا) آذر سے کیا تم نے بتوں کو الٰہ بنا رکھا ہے"

تو یہ آذر آپ کا چچا تھا جو اعلیٰ قسم کا بُت فروش اور بُت گھڑنے والا تھا. عجیب تماشہ ہے خُود ہی گھڑتا اور خُود ہی انہیں بیچتا اور خُود ہی ان کی پرستش کرتا. سچ کہا کسی نے کہ

؎ خُدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے

حالانکہ خُدا وہ ہے کہ نہ اسے کسی کی احتیاج نہ ضرورت وہ خُود تھا خُود ہے. ساری کائنات اسی کی محتاج ہے. مگر ان مُشرکوں کے خُدا اپنے بننے میں انہیں کے مُحتاج اور اپنے اسٹیبلش میں انہیں کے ممنونِ احسان ہُوا کرتے ہیں. الاَمان وَالحفیظ

ان بُتوں کو الٰہ بھی کہتے ہیں. ان کی عبادت بھی کرتے ہیں اور پھر انہیں یعنی اپنے خُداؤں کو بیچتے بھی ہیں.

جیساکہ آج کل کے مُلّاں چند ٹکوں کے بدلے اپنا ایمان بھی بیچ ڈالتے ہیں.

؎ ملّاں سرِ بازار خُدا بیچ رہا ہے!
اسلام کے چہرے کی ضیاء بیچ رہا ہے

کوکا کولا کی ایجنسیاں.
سیمنٹ کی ایجنسیاں. اور
کچھ اِدھر اُدھر کے پرمٹ ملنے چاہئیں.
دین کیا اور ایمان کیا.

؎ کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام
جو صاحب پلّے پڑ جائے تو چٹ کیجئے!

ہمارے علاقہ میں ایک مُلّاں ہے جس کا ہر حکومت کے بدلتے ہی ایمان اور عقیدہ بدل جایا کرتا ہے۔ وہ خود بھی گول مول۔ اُس کی مسجد بھی گول مول اور اُس کے عقائد بھی گول مول۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ہم رہتے گول باغ میں ہیں مگر ہمارا عقیدہ گول مول نہیں ہے۔

خدا ایسی ہر گول مول شئی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چچا کی بُت فروشی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا بھی ایسا ہی گول مول اور گول مول عقیدے رکھنے والا تھا۔ اُس نے ایک دِن آپ سے کہا کہ اے ابراہیم یہ دیکھ میں نے کتنے سوہنے خدا بنائے ہیں۔ اِن کو لیجا اور منڈی میں مارکیٹ میں بیچ آ۔

آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔

کہا: دیکھنا آواز اچھی لگانا تاکہ سودا خوب بکے۔

فرمایا: فکر نہ کرو چچا جی۔

آپ نے بُت لئے اور آ گئے آبادی میں۔

آواز لگائی لوگو۔ آؤ مال خریدلو۔

لوگ جمع ہو گئے اور کہا: کون سا مال ہے اور اس کی کیا تعریف ہے۔

بڑی سُریلی آواز لگا کر فرمایا:

"مَنْ يَّشْتَرِيْ مَا لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ ۔"

"کون ہے جو ایسا مال خریدے جو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان۔"

لوگوں نے کہا، ایسا مال کون بیوقوف خریدے۔

حضرت اگلے محلے میں تشریف لیجلیئے۔ یہاں اس مال کا کوئی خریدار نہیں، اور اس کی کوئی مارکیٹ نہیں ہے۔

آپ اگلے محلے میں تشریف لے گئے اور فرمایا:

لوگو آؤ مال خریدلو۔ لوگ جمع ہو کر پوچھنے لگے کون سا مال ہے اور اس کی کیا تعریف ہے۔ آپ نے بڑے انداز سے مال کی تعریف فرمائی۔

"مَنْ یَشْتَرِیْ مَالًا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ"

"ہے کوئی جو ایسا مال خریدے جو نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔"

لوگوں نے کہا: جی ایسا مال کون خریدے۔

تشریف لیجائیں اسے کوئی نہ خریدے گا۔

آپ شام کو واپس آئے۔ راستہ میں ایک ندی نالہ بہتا تھا۔ آپ نے تھیلے میں سے ایک بت نکالا اور اسے ندی میں ڈبو کر فرمایا۔

اِشْرَبْ۔ اوہ میرے چچا کے خود ساختہ رب، ذرا پانی پی۔

بار بار یونہی فرماتے رہے اور ڈبکیاں دیتے رہے۔ جب رب صاحب کا رنگ و روغن اچھی طرح اتر گیا تو اسے تھیلے میں ڈال دیا اور باری باری سارے خداؤں کا اسیطرح اچھے طریقہ سے رنگ و روغن اتارا اور چلے آئے۔

چچا محو انتظار تھا کہ آکر فرمایا:

چچا جی آپ کے خداؤں کی منڈی اور مارکیٹ کا مندا پڑ گیا ہے۔ کوئی خریدار ہی نہیں۔ چچا نے کہا: بیٹا کیوں؟

کیا تو نے آواز صحیح نہ لگائی تھی۔

فرمایا: چچا بہت اچھے طریقہ سے آواز لگائی مگر انہیں خریدا ہی کسی نے نہیں۔

کہا: کیا آواز لگائی تھی۔ فرمایا: یہ کہ

"مَنْ یَشْتَرِیْ مَالَا یَضُرُّ وَلَا یَنْفَعُ"

"خریدو مال جو نہ نفع دے نہ نقصان"

"مَنْ یَشْتَرِیْ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ"

"خریدو مال جو نہ سُن سکے نہ دیکھ سکے"

چچا نے کہا: بیڑہ غرق تو تم نے خود ہی کیا۔

کیا اس طرح کی آواز پر کوئی مال خریدے گا۔

آپ نے فرمایا: چچا۔

"یَآبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا"

"اے چچا آپ کیوں ان کی عبادت کرتے ہیں جو سُن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ تجھے کفائیت کرتے ہیں"

چچا ایمانداری سے بتا یہ بُت جب نہ سُن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں، تو یہ الٰہ اور خُدا ہو سکتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں، بلکہ خُدا وُہی ہے اور الٰہ وُہی ہے جو سب کی سُنتا ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے جو چاہے جیسے چاہے فرماتا ہے اور وُہ ایک ہی ہے۔

اب چچا کو سمجھ آگئی کہ جس کو روکنے کے لئے نمرود لعین نے لاکھوں حمل ضائع کروائے۔ بچے قتل کروائے وُہ یہی ہے۔

یہی ہے جو نمرود کی تباہی و ہلاکت کا سبب بنے گا۔ اور اُس کی خود ساختہ خُدائی کا ستیاناس کر کے رکھ دے گا۔ اور ایک خُدا کا پجاری ساری قوم کو بنا ڈالے گا۔

کیا نمرود نے بابل میں جب دعویٰ خدائی کا!
جہاں میں عام شیوہ ہو گیا جب خود ستائی کا
اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا
تو پیغمبر کو پھر اللہ نے مبعوث فرمایا

قوم کو تبلیغ

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے دیکھا کہ قوم ستاروں کو پوج رہی ہے تو آپ نے فرمایا:

"فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

"پس جب ڈھانپ لیا۔ اس کو رات نے دیکھا۔ ایک تارے کو فرمایا یہ میرا رب ہے"؟

"فَلَمَّا اَفَلَ" پس جب وہ تارا چھپ گیا۔

"قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۚ

"فرمایا: میں چھپنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

"فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ" ۚ

پس جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے (لوگ اسے پوج رہے ہیں۔) فرمایا: یہ میرا رب ہے؟

فَلَمَّا اَفَلَ ۚ پھر چاند بھی غروب ہو گیا۔ فرمایا: اگر میرا ربّ مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی البتہ گمراہوں سے ہو جاتا۔

پھر دیکھا لوگ سورج کو پوج رہے ہیں۔

"فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

فرمایا: یہ میرا رب ہے؟

هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ یہ بہت بڑا ہے نا۔

مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا: اے قوم میں شرک سے بری ہوں

مطلب یہ ہے کہ آپ نے بڑے سادہ اور عام فہم طریقہ سے قوم کو تبلیغ فرمائی۔

ڈنڈا نہیں مَلا۔ فتویٰ نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا:

خُدا ازل سے ہے۔ اَبد تک رہے گا۔ جیسے ہے ویسے رہے گا۔ مگر جن چاند، سُورج اور ستاروں کو تم ربّ مانتے ہو۔ یہ دِن میں ہوں تو رات میں نہیں، رات میں ہوں تو دِن میں نہیں، کبھی ہوتے ہیں کبھی نہیں اسلئے یہ میرے ربّ نہیں ہو سکتے۔ اب قوم کو بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ وہی ہیں جن کے لئے راستے مسدود کئے گئے تھے۔

تَذلیلِ بُتاںؒ

قوم نے آپ کو میلے کی دعوت دی۔ ان کا سال بعد میلا لگا کرتا تھا۔ کہنے لگے کہ آؤ تمہیں میلہ دکھائیں۔ آپ نے عذر فرمایا۔ اور جب وہ چلے تو فرمایا کہ اللہ کی قسم لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ ؕ میں تمہارے بُتوں سے نمٹوں گا۔

ان کے جانے کے بعد آپ اُن کے بُت خانے گئے۔ فَجَعَلَھُمْ جُذٰذًا۔ تمام ان کے خُداؤں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

کسی ربّ کا ناک کاٹ دیا۔ کسی کی آنکھ پھوڑ دی۔ کسی کے کان اُتار دیئے۔ کسی کو لنگڑا اور کسی کو لُولا کر دیا۔ خُوب اُن کے خُداؤں کا خانہ خراب کر کے کُلہاڑا سب سے بڑے کے کندھے پر رکھ دیا۔ اب وہ جب واپس لوٹے تو آئے اپنے رب خانے اور دیکھا تو لگے رونے پیٹنے۔ ہائے وائے کرنے۔ ہائے ہمارے خُداؤں کو کیا ہُوا۔ یہ کون ہے۔ جس نے انہیں پاش پاش کر دیا ہے۔ اِن میں سے ایک بولا ہاں ہاں۔

کل ابراہیم نے ایسے ایسے کہا تھا یہ اسی کا کام ہے۔ آپ کو بُلایا اور پوچھا کہ

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا ؕ

کیا ہمارے خُداؤں کے ساتھ یہ تم نے کیا ہے؟ فرمایا:

"بَلْ کَبِیْرُھُمْ ؕ بلکہ اس سے پُوچھو جس کے کندھے پر کُلہاڑا ہے۔ اگر وہ بولتا ہے۔ کہنے لگے ابراہیم تمہیں پتہ ہے۔ بیچارے یہ ہمارے خُدا بھلا کبھی بولتے ہیں؟

فرمایا: حیف ہے تم پر، جو بول نہیں سکتے اور اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے تم انہیں پوجتے ہو۔

"اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝"

"تف ہے تم پر اور ان کے لئے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اللہ کے سوا کیا تم عقل نہیں رکھتے؟"

اوہ مشرکو۔ بے وقوف اینڈ کمپنی جو بولتے نہیں سنتے نہیں دیکھتے نہیں، نفع نہیں دیتے اور نقصان نہیں دیتے اور تم یہ سب کچھ جانتے بھی ہو پھر بھی انہیں پوجتے ہو۔

مُلّاں کی فریب کاریاں

سنیو! پورے واقعہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں بھی من دون اللہ فرمایا: اس سے مراد بت ہیں۔ اور ان کو پوجنے والے مگر۔ کیا کیا جائے ان دھوکہ باز فریب کار ملاؤں کا جو اللہ کے نبیوں ولیوں کو من دون اللہ کہتے ہیں۔ اور ان کی تعظیم کرنے والوں کو مشرک اور تم بھی ایسے سادہ لوگ ہو۔ ان کی بڑی داڑھیاں، لمبی تسبیاں، ماتھے کے محراب اونچی شلواریں دیکھ کر پھنس جاتے ہو اور کہتے ہو۔ جی مولوی صاحب وہ بھی تو قرآن ہی پڑھتے ہیں؟

یہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو من دون اللہ فرمایا۔ قرآن نقل کرتا ہے۔ مگر ملاں اسی من دون اللہ کے لفظ کو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتا ہے۔ یہی ہے ملاں کی عیاری اور مکاری۔ قرآن بھی پڑھتا ہے تحریف بھی کرتا ہے۔

زیاں فی ثیاب، لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

اس کے کلمے کا کیا اعتبار — اس کی نمازوں کا کیا اعتبار
اس کی لمبی داڑھی کا کیا اعتبار — اس کے ماتھے پر محراب کا کیا اعتبار
اس کی اونچی شلوار کا کیا اعتبار۔

یہ تو سانپ ہے جو ایسا ڈنک مارتا ہے کہ ایمان کی مٹھاس کو ختم کر دیتا ہے اور یہ ایسا کیپسول ہے کہ مومن کے دل کا بیڑا غرق کر دیتا ہے۔ سراسر دھوکہ باز۔ فریب کار۔ دجل فریب کا مجسمہ ہے یہ ملاں۔

؎ کرے مصطفٰے کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں!

یہ یقین ہو گیا:۔

اب یقین ہو گیا کہ یہ خدا کا وہی پیغمبر صادق ہے جس کی پیش گوئی نجومیوں نے کی تھی۔ اور وہ ہی ہستی ہے جس کی راہ روکنے کے لیئے نمرود نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا مگر۔

؎ فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے!
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے

نمرود کی ایجنسی حرکت میں آگئی۔ اس کی تمام خفیہ ایجنسیوں نے رپورٹیں پہنچائیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے یہ ساری تبلیغ من وعن نمرود تک پیش کی اور اس نے حکم جاری کیا کہ ابراہیم کو میرے دربار میں پیش کیا جائے۔

اب کوئی ہوتا دس پونڈیا ملاں تو گھبراتا۔ کوئی بچنے کی تدبیر کرتا۔ ایمان بیچتا اور غلط تاویلیں کرتا۔ مگر وہ خلیل تھے۔ پیغام ملتے ہی فوراً بے خوف وخطر نمرود کے دربار میں شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے جلوہ فرما ہو گئے۔

نمرود کے دربار میں مناظرہ:۔

نمرود نے کہا: اے ابراہیم تم مجھے رب نہیں مانتے فرمایا: ہرگز نہیں۔ بلکہ میں اسے

رب مانتا ہوں جو "ربّ السمٰوٰت والارض" ہے۔ نمرود نے کہا۔ کون ہے تمہارا رب؟ فرمایا:

"رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ"

"میرا رب وہ ہے جو زندہ فرماتا ہے اور مارتا ہے۔"

نمرود نے کہا:

"أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ"

"میں زندہ کرتا ہوں میں مارتا ہوں۔"

موت وحیات کے مفہوم سے ناواقف۔ فلسفۂ موت وحیات سے نابلد نمرود نے ایک راہ جاتے مسافر کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا۔ ایک موت کے تختے پر پہنچے ہوئے کو چھوڑ کر کہا دیکھو میں نے مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی ذہنی کیفیت کو بھانپتے ہوئے دوسری دلیل پیش فرمائی۔

"فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ"

"اللہ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ اگر تو الٰہ ہے تو پھر تو مغرب کی طرف سے طلوع کر۔"

اللہ نے فرمایا: جبرئیل۔

عرض کی لبیک یا جلیل۔ فرمایا: جلدی جا اور میرے خلیل سے کہہ دے۔ اس بے ایمان کا دماغ زیادہ خراب ہے۔ اگر یہ کہہ دے کہ مشرق سے میں طلوع کرتا ہوں۔ اگر تیرا رب سچا ہے تو وہ مغرب سے طلوع کرے۔ تو گھبرانا مت بس اشارہ کر دینا۔

اشارہ کرنا تیرا کام ہے سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرنا میرا کام ہے۔

"فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ"

اس دلیل کے بعد نمرود لاجواب ہوگیا۔

کافر مبہوت ہوگیا۔

شرع روکدی اے جے خدا آکھاں

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو رب ہے تو سورج مغرب کی طرف سے طلوع کر۔ کیا مطلب؟ یہی کہ مغرب کی طرف سے جو طلوع آفتاب کر دے۔ ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک وہ خدا ٹھہرے گا۔

اب آئیے اور غور کیجئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولا علی کی نماز عصر ادا کروانے کے لئے مغرب کی طرف غروب ہونے والے سورج کو اشارہ فرمایا تو وہ پھر عصر کے وقت پر آ گیا۔ اب مجھے بتایا جائے کہ میں سرکار کو کیا سمجھوں اور کیا مانوں۔

کجھ سمجھ دے وچ نہیں آؤندا اے!!
کیہہ میں آپ نوں اے حبیب خدا آکھاں

شمس الضحٰے آکھاں، بدر الدجٰے آکھاں
کہف الورٰی یا کہ نور الہدٰی آکھاں

شرع روکدی اے جے خدا آکھاں
عشق روکدا اے جے جدا آکھاں

اے پر حفظ مراتب مینوں ایہہ امر دیوے
میں آپ نوں محبوب خدا آکھاں!

اپنے جیسا کہنے والو..

اپنے جیسا کہنے والو! تمہارے کہنے پر مکھی نہ اڑے اور جسے اپنے جیسا

کہتے ہو۔ اُس کے اشارے سے سورج مُڑ جائے۔ چاند ٹکڑے ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں؛

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاق
اندھے نجدی دیکھ لے قُدرت رسول اللہ کی

کوئی تعمیری کام کرو۔

اب سب نمرودیوں نے میٹنگ کی کہ مُعاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ لہٰذا اب باتوں سے کام نہیں چلے گا۔

"حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ"
"اِسے جلاؤ اور اپنے خداؤں کی مدد کرو"
"اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ"
"اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو۔ تعمیری کام کرو"

نارِ نمرود۔

بہت بڑی چار دیواری بنا کر ایک ماہ تک ہر بڑا ہر چھوٹا ہر مرد و عورت اپنے خداؤں کی امداد کرتا رہا اور ان کے نام پر اسمیں لکڑیاں ڈالتا رہا۔ پھر وہ آگ لگائی کہ جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ آپ کو اسمیں بذریعہ گوپھن ڈالا جانے لگا تو پھر

عقل اور عشق

عقل اور عشق کا مناظرہ شروع ہو گیا۔

؎ عقل بولی کہ بڑی شئی جان ہے
عشق بولا یار پر قربان ہے

عقل بولی آگ میں جل جائے گا
عشق بولا پر خدا مل جائے گا

عقل بولی آ چلیں بازار میں!
عشق بولا آ چلیں اب نار میں

بالآخر فیصلہ کیا ہوا۔

عقل ہار گئی، عشق جیت گیا اور دل نے فیصلہ کیا کہ

؎ عقل کو تو عشق پر قربان کر!
اور عشق کو تو مصطفےٰ کی شان پر!

اور پھر

؎ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محوِ تماشائے لبِ بام ابھی!

اے آگ ٹھنڈی ہو جا:

حکمِ ربانی آگیا اے آگ خبردار۔ جو میرے خلیل کا رونگٹا بھی جلا۔ اگر اس نے یاری نبھائی ہے تو ہم بھی نبھائیں گے۔

یہ ٹھیک ہے تیری فطرت جلانا ہے مگر

"قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ"

"ہم نے فرمایا: اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابراہیم پر"

شعلے اُڑتے رہیں۔ آگ جلتی رہے۔ لوگ دیکھتے رہیں۔ مگر!

ے دیکھنا آگ ذرا میرا خرمن نہ جلے!
ساری دنیا کو جلا یار کا دامن نہ جلے

اس میرے خلیل کے ساتھ لگا ہوا کوئی کپڑا۔ کوئی جوتا۔ کوئی چیز اس سے نسبت رکھنے والی نہ جلے۔ ورنہ قیامت تک لوگ کہیں گے۔ نبیوں ولیوں کی نسبت میں کچھ نہیں مگر میں آج بتانا چاہتا ہوں کہ آگ کی فطرت ہے جلانا۔ مگر جب میرے پیاروں اور ان سے منسوب چیزوں کی بات آئے تو میں فطرتیں بدل دیتا ہوں پھر یہی فطرتاً ہر ایک کو جلانے والی آگ کی فطرت بدل جاتی ہے۔

ہیئت نہیں بدلتی۔ وہ جلتی بھی رہتی ہے۔ مگر خلیل تو کیا۔ خلیل کا لباس خلیل کا جوڑا مبارک تک نہیں جلاتی بلکہ اس پر گلزار ہو جایا کرتی ہے۔

حضرات! باقی مضامین۔ قربانی کا واقعہ۔ اس کا فلسفہ۔ اس کے مسائل اگلے جمعہ میں انشاء اللہ بیان کئے جائیں گے۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ؕ"

سیرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روشن، دلکش اور حسین پہلوؤں پر
لکھی جانے والی انوکھی کتاب

عاشقانِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بے مثال تحفہ

سلطانِ کربلا

خطیب پاکستان ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

خصوصیات

• مقامِ اہلبیت • شانِ اہلبیت • صحابہؓ اور اہلبیت • امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت • امام کا بچپن • کردارِ حسینؓ • مدینہ کی زندگی • مکہ کی زندگی • سفرِ کربلا • کربلا کا منظر • شبِ عاشورہ • غمِ حسینؓ • حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت • حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شہادت • حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شہادت • شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت • عون محمد رضی اللہ عنہ کی قربانی • حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت • محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ کی شہادت • علی اصغر رضی اللہ عنہ • امام پاک رضی اللہ عنہ کی شہادت • شہادت کے بعد کے واقعات • مدینہ پہنچنے کا بیان • قاتلانِ حسینؓ کا انجام

ہر قسم کے حوالہ جات سے مزین، بے شمار عربی، فارسی، اردو، پنجابی اشعار سے مالامال آنسوؤں سے پڑھی جانے والی کتاب اس کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہ رہے۔ انشاء اللہ عنقریب آ رہی ہے۔

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

شمشیر بے نیام قادر الکلام مقرر اسلام خطیب پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب مدظلہ العالی

کی
دیگر بہترین
کتب

علماء و خطباء اور عوام الناس کیلئے مفید اور نایاب سلسلہ

کنز الخطیب

بارہ جلدوں پر مشتمل

استاذ العلماء حضرت علامہ **محمد دین چشتی گولڑوی صاحب** کی مائیہ ناز تصنیف

ماہ	حصہ	موضوع	
ماہ محرم الحرام	حصہ اوّل	مُحرّم الحرام شریف سے متعلق بارہ خطبوں پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ صفر المظفر	حصہ دوم	ولایت کا تعارف اور ماہ صفر میں وصال پانے والے چند اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ربیع الاوّل	حصہ سوم	میلاد سرکار دو عالم ﷺ پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ربیع الثانی	حصہ چہارم	علامات محبت اولیاء اللہ اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ جمادی الاولیٰ	حصہ پنجم	مقصد تخلیق اور نماز پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ جمادی الاخریٰ	حصہ ششم	جمادی الاخری کا تعارف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں پر	بارہ وعظ
ماہ رجب المرجب	حصہ ہفتم	معراج النبی ﷺ کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہؒ و خواجہ اجمیریؒ اور دیگر موضوعات پر مبنی	بارہ وعظ
ماہ شعبان المعظم	حصہ ہشتم	فضائل شعبان، فضائل زکوٰۃ و تحویل قبلہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمدؒ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ رمضان المبارک	حصہ نہم	فضائل رمضان، فضائل قرآن، فضائل لیلۃ القدر کے علاوہ حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ اور جنگ بدر جیسے موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ شوال المکرم	حصہ دہم	فضائل عید الفطر، فضائل صدقہ کے علاوہ حقوق والدین [illegible] اور ایصال ثواب جیسے [illegible] پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ذیقعدہ	حصہ یازدہم	فضائل ذیقعدہ، فضائل مدینۃ المنورہ، تعمیر کعبۃ اللہ عمرہ اور دیگر موضات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ذی الحجہ	حصہ دوازدہم	فضائل ذی الحجہ، فضائل و مسائل حج، عید الاضحیٰ، شہادت حضرت عثمان غنیؓ شہادت حضرت عمرؓ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ

قرآن و حدیث اور تاریخ و تفسیر کی معتبر و نادر کتب
کے حوالہ جات سے مزین ایک نایاب و منفرد سلسلہ

آج ہی اپنے قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد 041-626046